ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱ جلد ۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشاعت مذہب اسلام

لایق توجہ علما و روساء اسلام و گورنمنٹ و کافہ انام

قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا - وقال ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم

یعنی اللہ کے دین کو ملکر ہاتھ مارو اور پہوٹ نہ ڈالو - اور آپس مین مت جہگڑو اسمین پست ہو جاوگے اور تمہاری عزت جاتی رہیگی

جنگ سے صلح بہتر ہے اور اختلاف سے اتفاق افضل -

جنگ و نا اتفاقی کا ضرر اور صلح و اتفاق کا نفع نہ صرف مقابلین کو پہنچتا ہے بلکہ اسکا اثر اور اشخاص اور ملک پر بھی پڑتا ہے -

تمہید

یہہ وہ مضمون ہے جو بطور تمہید ضمیمہ نمبر ۸ مین مرقوم ہوا اور اسکے استحکام و تاسیس کا وعدہ دیا گیا تھا - اُسوقت تو وہ ذکر سرسری تہا من بعد اسکا ضروری و اہم ہونا خیال مین سما گیا اور اُسپر بہت گرم جوشی سے زور دینا واجب نظر آیا - یہہ مضمون جملہ فرقہ ہاء ملت اسلام اور ملک کے حقمین مفید ہی -

ملکی فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اِس مضمون کا نتیجہ و اثر مسلمانون کا باہمی اتفاق و ملاپ ہے، اور اتفاق امن ملک کے لئے اصل اصول ہے - جو ہمیشہ سے مسلمانون کے باہمی اختلاف کے سبب وارداتین ہوتی ہین اور عدالت مین اِن کے مقدمات دایر رہتے ہین جنکا اثر

سرکار پر بھی پڑتا ہے کہ قبل از وقوع ان واردات کے سرکار کو نگرانی کی تکلیف ہوتی ہے۔ بعد از وقوع تحقیقات کے تکلیف پڑتی ہے اور انکا اثر ملک پر بھی پڑتا ہے کہ لوگ جرمانہ اور قید سے سزیاب ہوتے ہین جس سے انکی باہمی عداوتین روز افزون ہوتی ہین اور وہ آیندہ مقدمات اور واردات کے قایم ہونیکے باعث ہوتی ہین۔ اور اُن تکالیف کا مرجع نہ صرف مسلمان متخاصمین ہوتے ہین بلکہ سوا انکے اور مذاہب کے لوگ کوئی شہادت مین کوئی کفالت مین کوئی حمایت مین کوئی تحقیقات مین انمین شامل ہوجاتے ہین یہ سب کی سب مسدود ہوجاوینگی اور ملک مین پورا امن ہوگا۔

مذہبی فائدہ جسکا اثر جملہ فرقہ ہاے اسلام کو پہنچنا ممکن ہے اسمین یہ ہے کہ جو اس مضمون سے اہل اسلام کا باہمی اتحاد و ملاپ مقصود ٹھہرایا گیا ہے اس سے اسلام کی اشاعت متصور ہے اور مسلمانونکی وقعت و عزت و قومی ترقی متیقن ہے۔

مگر مجھ کو خوف ہے کہ سب فرقہ ہاے اسلام کے جلد باز جو اصول و اغراض اسلام پر مطلع نہین ہین یکایک اس مضمون سے متوحش ہونگے اور اسکو بجاے مفید سمجھنے کے مضر سمجھینگے۔

رہی مسلمان جنکو انکے مخالف **بدعتی** کہتے ہین اس مضمون کی نسبت یہ خیال کرینگے کہ یہ مضمون ہماری قدیمی رسوم سوم چہلم و بیاہ شادیون کی رسمون کی بیخ کنی کے لیے تجویز ہوا ہے۔ اِن کے مقابلین جنکا وہ **وہابی** نام رکھتے ہین اسکی نسبت یہ خیال کرینگے کہ یہ مضمون اِن رسوم بدعیہ

† یہ واردات اگرچہ پہلے تو شیعہ و سنیون مین ہوا کرتی تھین لاہور وغیرہ معظم بلاد مین ہمیشہ عشرہ محرم پر کوئی نہ کوئی واردات ہوجاتی۔ اور واردات کا شمہ یہ اکثر لوگون کو معلوم ہے۔ اب ایک مدت سے اس قسم کی واردات و مقدمات اہلسنت کے دو فرقون مین جنمین ایک فریق کو اُن کے مقابل وہابی کہتے ہین اور وہ اُن کو بدعتی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ہو رہی ہین مسجد چینیانوالی لاہور کا مقدمہ قبور ناظرین کو یاد ہوگا اسکے بعد امرتسر مین مقدمہ احراق قرآن معاذ اللہ قایم ہوا پھر لودہیانہ مین فوجداری کا مقدمہ دایر ہوا جسمین ایک فریق پر جرمانہ ہوا۔ اب ارد ضلع شاہ آباد مین ایک سنگین مقدمہ دو کوٹ قایم ہوا ہے جسکی کیفیت تفصیل اس مضمون کے اخیر مین آتی ہے اسی قسم کا ایک مقدمہ انبیہ مین دایر ہے اور اسکے نظایر ہندوستان پنجاب مین اور بہت ہین جو ناظرین اخبارات و واقفین ملکی حالات پر مخفی نہین ہین۔

جاہلیہ کو از سر نو رواج دینے اور تازہ کرنیکے لئے سوچا گیا ہے **حنفی** کہینگے کہ اس سے رفع یدین وآمین بالجہر وغیرہ امور مخالف مذہب حنفی کا رواج دینا مد نظر ہے **شافعی** یا اہلحدیث جن کو بلفظ **غیر مقلد** تعبیر کیا جاتا ہے یہہ گمان کرینگے کہ اس مضمون سے سُنن نبویہ (جنکو ہمنے سالہا سال مین بڑی جہد جد سے مباحثات وتصنیفات کے ذریعہ سے زندہ کیا ہے) کو مضمحل کرنا اور از سر نو مسایل حنفی کا مذہب رواج دینا مطمح نظر ہے **شیعہ** کہین گے کہ چونکہ اس مضمون کا مجوز سُنّی ہے اور جو بنا بر اس مضمون کے کمیٹیان اشاعت اسلام قایم ہونگی انکے ممبر بھی اکثر سُنّی ہونگے اسلئے اس مضمون سے مقصود شیعون کا سنی بنانا ہے - ان کے مقابل **سُنّی** کہینگے چونکہ اس مضمون مین شیعہ وغیرہ اہلبدعت (زعم اہلسنت) کا ساتھہ ملانا بھی تجویز ہوا ہے - اسلئے اس مضمون کا اصلی مطلب سنیون کو شیعہ بنانا ہے اور مذہب اہلسنت وبدعت کو رلا ملا دینا -

ولیکن اگر ہر ایک فریق فرقہ ہاے مذکورہ سے تہوڑی دیر کے لئے فہم وانصاف باریک بینی وعاقبت اندیشی کو کام مین لاوے اور اس مضمون کے مقاصد واغراض کو غور سے ملاحظہ فرماوے تو منجملہ خیالات یکگونہ کسی خیال کو اس مضمون کیطرف راہ ندے - یہہ مضمون اور جو اس سے اتحاد کُل فرقہ ہاے اسلام مد نظر ہے کسی اسلامی فرقہ کے حق مین مضر نہین اور جو جو مضرتین ان مختلف فرقون کے خیال مین گذرتے ہین یا گذرینگی وہ اس مضمون کا نتیجہ نہین -

اس مضمون سے خلافیات جزئیہ کسی فرقہ اسلام کا ابطال یا اثبات مد نظر نہین اور جو حسب منشا اس مضمون کے انجمن اشاعت اسلام قایم ہوگی اسکو بھی خلافیات فرقہاے مختلف اسلام سے بحث نہ ہوگی اس انجمن کا نہ یہہ فرض ہوگا کہ کسی بدعت کا ابطال کرے اور نہ یہہ فرض کہ اسکا اثبات کرے - نہ اسکو رفع یدین وآمین بالجہر کے اثبات سے تعرض ہوگا نہ اُسکی نفی سے نہ اُسکو استحقاق خلافت یا اہلیت سے بحث ہوگی نہ استحقاق خلافت خلفاے راشدین سے اس انجمن کا فرض صرف اتفاقی اصول اسلام کا قایم کرنا ہوگا اختلافی امور کی نفی یا اثبات سے اُسکو کچھہ سروکار نہ ہوگا -

یہہ گفتگو تمہیدی ہے جسمین اس مضمون کا مفید مذہب وملک ہونا مجملاً بیان ہوا ہے اب اصل

مطلب کے طرف رجوع کیا جاتا ہے جنمین اِن فوایدکی تفصیل ہے ؛

اصل مطلب

اسلام بہت تنزل اور نازک حالت کو پہنچ گیا ہے جسکے لئے بہت سے اسباب ہین مگر از انجملہ بڑا بھاری سبب اہل اسلام کا آپسمین اختلاف ہی جو حد اعتدال سے متجاوز ہوکر افراط کو پہنچگیا ہے اسمین شک نہین کہ اہل اسلام کے مختلف فرقے بہت مسایل مین باہم مختلف ہین اور ان مسائل مین ہر ایک فرقے کے نزدیک حق وہی ہے جسکو وہ فریق حق سمجھتا ہے اور اسکو یہہ امر لازم ہے کہ ان مسایل مین وہ اپنے مخالفین کو خطا پر سمجھین اور اِس خطا کی نظر سے انکو کراہت کی نظر سے دیکھین - مگر اسمین شک نہین کہ بعض مسایل مین اِن سب کا اتفاق بھی ہے جنمین ہر ایک فریق کے نزدیک فریق ثانی بھی حق پر ہے اور اِس حق کی نظر سے اسکو اسکی طرف چشم محبت و استحاد سے دیکھنا ضروری ہے -

خطا مسایل خلافیہ ایسے قوی الاثر و پرزور و عظیم الشان نہین ہے کہ اسکے مقابلہ مین حق مسایل اتفاقیہ مضمحل و بیکار و ساقط الاعتبار ہوجاے اور **حق** مسایل اتفاقیہ ایسا ضعیف الاثر و ردی نہین کہ خطا مسایل خلافیہ کے سامنے اسکا لحاظ نہ کیا جاے یہہ ہو تو چاہیے کہ مسایل خلافیہ کو اصول و اُمہات ایمان نہ ٹھہرایا جاوے اور مسایل اتفاقیہ کو انکے توابع اور فروعیات سے شمار کیا جاوے - مسئلہ خلافت شیخین یا اہلبیت اصول سے ہو اور مسئلہ توحید و نبوت و معاد اُسکے فروع - مسئلہ آمین بالجہر یا بالاخفا اصول ایمان سے ہو اور ایمان باللہ اسکی فرع - مگر اسکا کوئی فرقہ فرقہائے اسلام سے قایل نہین -

پھر تعجب ہے کہ آپسمین کے برتاؤ مین فروعات کو اصول پر کیون ترجیح دیجاتی ہے اور لازمہ اختلاف کو لازمہ اتفاق سے کیون مقدم کیا جاتا ہے -

شیعہ سُنّی کو کیون اس نظر سے کہ وہ بعد حضرت رسالت کے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مستحق خلافت نہین جانتا بغض و کراہت سے دیکھتا ہے اور اس نظر سے کہ وہ اللہ تعالی کو معبود اور آنحضرت کو رسول جانتا ہے محبت سے نہین دیکھا گیا اسکے نزدیک خدا و رسول کا ماننا امیر المومنین ؑ کے

ماننے سے کچھہ کم ہے کہ وہ اِسکے لحاظ سے اِس شخص سے للہ بغض رکھتا ہے اور اسکے لحاظ سے اِس سے للہ محبت نہین رکھتا -

یہی سوال اس **سنی** سے ہے جو شیعہ کو اِس نظر سے کہ وہ خلافت شیخین کو حق نہین جانتا بغض و کراہت سے دیکھتا ہے اور اِس نظر سے کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے حُب سے نہین دیکھتا کیا اسکے نزدیک خدا و رسول کا ماننا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ماننے سے کچھہ کم ہے کہ وہ اسکے مقابلہ مین اسکو وقعت نہین دیتا - اسکے لازمہ (بغض للہ) کا لحاظ کرتا ہے اور اسکے لازمہ (حب للہ) کا لحاظ نہین کرتا - اِن دونون سے بدرجہا بڑھکر اس سوال مورودہ **عامل بالحدیث** ہے جو حنفی کو آمین بالجہر و رفع یدین (جو اہلحدیث کے مذہب مین بھی صرف مستحب یا سنت ہے جسکے کرنیمین ثواب ہو اور نہ کرنیمین اگرچہ مدت العمر کوئی نہ کرے گناہ نہین ہے †) ترک کرنیکے سبب نہایت بغض و عداوت سے دیکھتا ہے اور نظر اسکے ایمان و اسلام و بقیہ ارکان نماز کے جسکی ایک جزو صغیر یہ آمین ہے محبت سے نہین دیکھتا کیا اسکے نزدیک آمین بالجہر خدا اور رسول پر ایمان اور بقیہ ارکان نماز سے بڑھکر ہے کہ اسکے مقابلہ مین وہ اُنکو ہیچ و پوچ سمجھکر اُنکا لحاظ نہین کرتا -

ایسا ہی اِس سوال کا مورودہ **حنفی** ہے جو عامل بالحدیث کو آمین بالجہر اور رفع یدین (جو حنفی مذہب مین صرف غیر مسنون یا نہایت درجہ کراہت مین ہین حرام و کفر نہین ہے جنکے ارتکاب پر دنیا مین حد ‡

---

† دیکھو تنویر العینین مؤلفہ امام عاملین بالحدیث دیار ہند مولا اسمٰعیل شہید کا پہلا صفحہ جسمین رفع یدین کی بابت فرمایا ہے فلیأت فاعلہ بقدر ما فعل - ان دایما فمحسنہ وان مرۃ فممتثل - ولا یلام تارکہ - وان ترکہ ملۃ عمرہ یعنی رفع یدین کرنیوالا اجر پاویگا اسقدر کہ اُس نے کیا - ہمیشہ کیا تو اسکے موافق - اگر ایکبار فعہ کیا تو ویسا - اور اسکا تارک ملامت نکیا جاویگا اگرچہ مدت العمر ترک کرے - آگے آپنے فرمایا ہے، جو اِس فعل کو مسنون جانکر اِس پر طعن کرے وہ اس حکم مین داخل نہین

‡ دیکھو **دُرّ المختار** وغیرہ جنمین رفع یدین کو صرف غیر مسنون کہا ہے حرام یا مفسد نہین کہا - بلکہ مفسد کہنے والے کی بات کو رد کیا ہے - اور آمین کے نسبت بھی صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اسکا آہستہ کہنا سنت ہے اور مُلّا علی قاری نے **رسالہ اقتدا مخالف** مین کہا ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر ایک کے نزدیک سنت ہے دوسرے کے نزدیک مکروہ امین امام پر اپنے مخالف مقتدی کے موافقت ضروری نہین ہے -

دسرا اور آخرت مین عذاب جہنم کا خوف ہوتا ہے) کے ارتکاب سے سخت عداوت و بغض سے دیکھتا ہے اور اس نظر سے کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہی اور اس نماز مین اور محرمات و مفسدات اتفاقیہ سے اجتناب کرتا ہے محبت سے نہین دیکھتا ہے کیا اُسکے نزدیک خدا اور رسول پر ایمان اور نماز کی باقی ارکان آہستہ کہنے اور رفع یدین ترک کرنے کے مقابلہ مین کچھ چیز نہین ہے کہ وہ بمقابلہ اُن کے اُنکو ہیچ سمجھتا ہے اور اُنکا کچھ لحاظ نہین کرتا -

اِس **تعجب پر تعجب** یہہ ہے کہ ہر ایک فریق اس ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح پر کراہت و بغض فریق مقابل مین اُس حد اعتدال پر نہین ہے جو اِن امور اختلافی کے مناسب حال ہے بلکہ اس سے بدرجہا افراط کو پہنچگیا ہے حد اعتدال تو اس باب مین یہہ ہے کہ جس امر کو منجملہ اعتقادات یا اعمال فریق مقابل کے کوئی بدعت یا مکروہ سمجھے اسکے مرتکب یا معتقد سے ایسی ہی کراہت و بغض رکھے جیسے کہ اپنے فریق کے مرتکب بدعت یا کراہت سے رکھتا ہے - مگر یہان یہہ افراط ہو رہا ہے کہ اپنے فریق کے توافقی محرمات و قطعی بدعات کے مرتکبین پر چہرہ مین تغیر نہین آتا - اور مقابل کے ارتکاب مکروہ پر سر سے پاؤن تک لرزہ شروع ہو جاتا ہے اور خون دل جوش مین آتا ہے - **اونچی** تعزیہ بنانی اور سہرہ خلاف چڑہانے پر تو **سُنّی** کو جس کے مذہب مین یہہ اتفاقی بدعتین ہین جوش نہین آتا - مگر شیعہ کے تعزیہ بنانے پر اُسکو ایسا طیش آتا ہے کہ اُسپر جان دینے کو حاضر ہو جاتا ہے **محرّم** کے عشرہ مین اہلبیت کے مصائب پر ڈھول شتیہ بان بجانے اور مرثیون کو راگ مین گانے پر جو یقیناً محققین مذہب شیعہ کے نزدیک بدعات ہین **شیعہ** کو جوش نہین آتا - مگر اگر سُنّی اسدن ڈھول بجائے یا مرثیہ گائے تو وہ اُسکو یزید کا بھائی سمجھکر اُسکے قتل پر مستعد ہو جاتا ہے -

کوئی **رسمی** مسلمان نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکھے ڈاڑھی منڈاوے موچھین چڑہاوے محرمات اتفاقی کا ارتکاب کرے اُسپر کسی حنفی یا سُنی کو ایسا جوش نہین آتا جیسے اِس مسلمان عامل بالحدیث پر جوش آتا ہے جو نماز مین بلند آواز سے آمین کہتا ہے یا رفع یدین کرتا ہے اِن لوگون کا یہہ قول ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر والی نماز سے نماز نہ پڑہنا بہتر ہے کوئی **وہابی** کہلاکر جو بدعت پیدا ہے

کرے میلہ مین جاوے تماشا دیکھے برادری کی شادی غمی کے رسمون مین شریک ہوجاوے پر
کبھی کبھی نماز پڑہے تو اسمین رفع یدین کرلے - اِسپر اکثر موحدین کو جوش نہین آتا جیسا کہ اُس حنفی نمازی
پر جوش آتا ہے جو نماز مین رفع یدین نہین کرتا - خواہ وہ کیسا ہی اور طاعات وعبادات کا ملتزم ومتقی ہو
اِن لوگون مین بعض متشددون کا مقولہ ہے کہ جس نماز مین رفع یدین نہین وہ نماز ہی کیا ہے بعض
لوگون سے یہہ بہی سُنا گیا ہے کہ جو شخص رفع یدین نہ کرے وہ کافر ہے اِسی خیال سے اکثر عوام موحدین
جو علوم دین سے محض ناواقف ہین اور بن پڑہے پڑہائے مجتہد بن بیٹہے یہہ فتوے دیتے ہین کہ حنفیون
کے پیچہے نماز درست نہین ہے -

پہر یہہ افراط اِس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مختلف فرقہا اسلام کو آپسمین بدعات یا مکروہات پر وہ جوش
ہی جو مخالفین مذہب اسلام کے کفر وکفریات پر نہین ہے - اسلام چہوڑکر کوئی عیسائی ہوجائے تو اس سے
اِس قدر لوگون کو انقباض نہین ہوتا جسقدر کہ سُنّی کے شیعی - اور سچی مسلمان کے موحد اور موحد کے
رسمی ہوجانے پر اسکے مقابل کو ہوتا ہے بعض اشخاص جو عیسائی یا مذہب ہنود چہوڑکر مسلمان ہوگئے اور سلسلہ
موحدین مین داخل ہوگئے ہین اُنکے حقیقی متعصبین یہہ کہتے ہین کہ یہہ کہان سے نکلکر کنوئین مین گر پڑے
ہین - وہابی ہونے تو یہی بہتر تہا کہ یہہ ہندو ہی رہتے - ایسا ہی دوسری جانب کا خیال ومقال ہے
بعض لوگ جو عیسائی یا ہنود مذہب چہوڑکر رسمی مسلمان ہوئے ہین اُنکی نسبت وہ وہابی متشدد خیال کرتے
ہین کہ یہہ ویسے ہین جیسے پہلے تہے -

پہر اس کراہت وافراط کا محل ظہور نہ صرف دل یا زبان فریقین متقابلین ہوتا ہے کہ اسکا
اثر ان ہی دو فریق مین محدود رہے بلکہ ظہور اسکا بذریعہ تحریرات وتصنیفات ہوتا ہے جسکا اثر تمام عالم
مین پہیلتا اور اُسکا ضرر اصل اسلام کو پہنچتا ہے وہ تصنیفات اس بے تہذیبی وناشائستگی وتعصب ونفسانیت
سے ہوتے ہین کہ انمین اصل مسئلہ اختلافی تو کہین کا کہین رہجاتا ہے - ہر ایک اپنے مقابل کی توہین
وتقبیح وعیب شماری ودل ازاری کے پیچہے پڑجاتا ہے - ہر ایک کے حال پر وہ بات پر صادق
آرہی ہے جو مشہور ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میان تمہارے ازار ٹخنے سے نیچے ہے جسمین نماز

کردہ ہوتی ہے اِس نے اسکے مقابلہ مین کہا کہ جاؤ میان تمہارے باواجی کے نکاح مین جو میٹھے چاول پکے تہے اُنمین گڑ کہان برابر تہا - پہر اِس عیب شماری مین ایسے بڑہتے ہین کہ اصل اسلام پر چوٹ کرنیسے نہین چوکتے اور اِس مشہور بات کو کہ کسی نے پرائی بدشگنی کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالی تہی اپنے اوپر صادق کر دکہاتے ہین - **شیعہ** سنیون کو کہتا ہی کہ یہہ قرآن جو تمہارے ہاتہہ مین ہے بیاض عثمانی ہے جسمین فلان فلان آیت اُنہون نے از خود ملا دی ہے اور فلان فلان آیت نکالدے اور اُسپر چند روایات رطب و یابس اہلسنت کا حوالہ دیتا ہی - **سُنّی** شیعہ کو یہی بات کہتا ہے اور اسکی تائید و شہادتمین چند روایات اہل تشیع کو جن سے انکا قرآن مین تبدیل و تصرف ثابت ہوتا ہی پیش کرتا ہے اِسی روش پر سُنیون کے دو فرقون مین ایکدوسرے کی عیب شماری کرتا ہے -

ایک حنفی مولوی صاحب باجماعت ایک جماعت کے بمقابلہ اہلحدیث ایک رسالہ مین لکہتے ہین کہ تمہاری صحیح بخاری مین مباشرت ازواج برخلاف وضع فطرت کا جواز لکہا ہی اسکے جواب مین ایک **موحد** صاحب لکہتے ہین کہ یہہ تمہارے ہی مذہب کی بات ہی اور اسکے ساتہہ دس بیس اور نظائر بہی پیش کرتے ہین جنکے اظہار و بیان کچہہ ضرورت نہین ہے -

انکی اِس تمام خانہ جنگی و عیب شماری سے مخالفین مذہب اسلام کا کام نکلتا ہے وہ فریقین کے اعتراضات و تفضیحات کو یکجا کرکے اصل اسلام مین اعتراض قایم کرتے ہین اور جاہل مسلمانون کو اور اون لوگون کو جو مسلمان ہونا چاہتے ہین یہہ سمجہا کر کہ اسلام ایسے ہی مسایل کا مجموعہ ہی بہکاتے اور اسلام سے ہٹاتے ہین - تصانیف پادریان اور منشی اندرمن مین جو اسلام پر نکتہ چینیان و اعتراضات مندرج ہین وہ اِن ہی حضرات کی تصانیف سے ملتقط ہین اور ان اعتراضات کا مادہ و مخزن یہی تصانیف ہین -

اِن کی اِس کارروائی کا یہہ نتیجہ تو بلاریب نکلتا ہے کہ بصورت فتح و غلبہ تحریر یا تقریر اہل تشیع کے شیعہ پانچ کے دس ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ اہلسنت سنی دس کے بیس اور بصورت غلبہ اہلحدیث موحد یا غیر مقلدین کے چار ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ سمی مسلمانون یا مقلدین کے مقلد اسمی مسلمان چار کے آٹہہ مگر بایں ہمہ کہ کثرت جزئی تکثر کلی اسلام مین نقصان ہوتا ہے - یعنی اصلی اسلام بہت گہٹا

جاتا ہے - اگر یہ آپسمین اختلاف کو اِس حد تک نہ پہنچاتے اور اسکا اظہار اِس طرز پر نہ کرتے اور بمنظر اتحاد
اصول مسایل اتفاقیہ میں جول رکھتے اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کے اشاعت پر کمر باندھتے اور بجاے
باہمی عیب شماری کے اصل اسلام کی خوبیان ظاہر کرتے تو بیشک چار پانچ شیعون اور پانچ سات سُنیون
اور دس بیس رسمیون اور آٹھہ دس وہابیون کے ہزارون بلکہ لاکھون خلایق کو داخل اسلام کرتے لاکھون مینود
یہود عیسائی دہریہ وغیرہ اسلام کی خوبیان (جو مسلمانون کے باہمی اختلاف مین مصروف ہونے اور انکے
بیان کے لئے فارغ نہ ہونیکی سبب سے یہ حجاب ہین) دیکھکر خود بخود مسلمان ہو جاتے - اسلام وہ سچا اور سیدھا اور
عقل و فطرت کے موافق مذہب ہے - کہ بمجرد مشاہدہ انوار اِس محبوب محبوب کے لاکھون خلایق کا بلا جبر و اکراہ اسمین داخل ہونا
متوقع ہے - **دیکھو عیسائی** مذہب باوجودیکہ سلطنت اسکی موید ہے اور قوم اسکی تائید مین متفق ہو کر
جان و مال سے شب و روز سرگرم ہے با اینہمہ اس مذہب مین سال بہر مین داخل نہین ہوتے جس قدر کہ اسلام مین اسکی ٹوٹی
پھوٹی حالت مین سال بہر مین داخل ہوتے ہین - **اس سے** ہمارے بھائی مسلمان اندازہ کر سکتے ہین
کہ اگر یہ اسلام کی اصلی حالت کو درست کرین اور اسکی تائید مین عیسائیون کا سا اتفاق کرین اور اس اتفاق کے ذریعہ
سے اسکی خوبیون کا اظہار کرین تو دیکھین کسقدر اسلام مین کثرت ہوتی ہے آیا وہ کثرت کلی زیادہ ہوتی ہے یا یہ کثرت
جزئی جو آپسمین کی خانہ جنگی کرنے اور ایک کی دوسرے پر فتح پانیسے حاصل ہے -
یقیناً اہل انصاف داد دینگے اور انصاف سے اقرار کرینگے کہ بیشک اِس حالت اختلاف کی نسبت حالت اتفاق
مین اسلام کی کثرت متصور ہے اور ہماری یہ کثرت جزئی کثرت کلی اسلام مین خلل انداز ہے -
پھر تو اس اختلاف اور اس اختلاف مین افراط اور اِس افراط کے بُری طرح سے اظہار مین **اسلام** کا ضرر
و نقصان ہے، اب ضرر اہل اسلام جو انکے دنیا و معاشرت کو اس سے پہنچ رہا ہے بیان کیا جاتا ہے -
اس اختلاف اور اسکے نتایج و ضمایم نے مسلمانون کو یہ تعلیم کر رکھا ہے کہ جہانتک بن پڑے ایک فرقہ دوسرے
فرقہ اسلامی کا قلع و قمع کرے اور جس قدر ہو سکے نہ تنہا سے زبان سے جانسے مال سے ایذا رسانی کرے -
پس بحکم اس تعلیم کے وہ آپسمین خوجداریان قایم رکھتے ہین اور انکے مقدمات عدالت مین دایر رہتے ہین وہان سے انپر قید
یا جرمانہ کے احکام لگائے جاتے ہین اور اس شغل بے شغلی مین مصروف رہنے سے یہ دنیاوی کسب و کمال سے بھی رہ جاتے ہین

جسمین اُنکی آبرو مال وحسن معاشرت برباد ہوئی جاتے ہین اور یہہ حکام وقت کی نظرون مین ذلیل وخوار ومفسد خیال کئے جاتے ہین اور رعایا غیر مذہب والون کے خیال مین بہی متعصب فسادی سمجہے جاتے ہین۔

ان واقعات کی تمثیلات وجزئیات بہت ہین کہ ازانجملہ بعض واقعات کا مجمل ذکر سابقا ہوچکا ہی اسمقام ایک واقعہ بتفصیل بیان کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانان اس سے عبرت پکڑین اور اب بہی اس قسم کے اختلاف سے باز آوین۔ آرہ ضلع شاہ آباد مین آمین بالجہر اور رفع یدین پر تنازع ہوا۔ جسکا مقدمہ عدالتمین پہنچا۔ ہنوز وہان سے کچہہ فیصلہ نہوا تہا کہ ایک جنگی مولوی لودہیانہ سے وہان تشریف فرما ہوا۔ اُس نے وہان جاکر فتوی دیا کہ یہہ لوگ آمین کہنے والے مشرک وکافر ومرتد ہین انکا مسجدون سے نکالدینا بحکم آیہ وما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ لازم ہے۔ اور اس باب مین ایک رسالہ بہی لکہا جسکا نام انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد رکہا۔ اور اسکو عظیم آباد مین طبع کراکر مشتہر فرمایا۔ اسمین یہہ بہی درج کیا کہ یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر افترا کرتے ہین اور آنحضرت پر افترا کرنیوالا مرتد ہے حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ اسکو قتل کرے اور اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول نہ کرین اور علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بیمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اسکے کفر وارتداد کے فتوے دینے مین تردد نہ کرین ورنہ زمرہ مرتدین مین یہہ بہی داخل ہونگے یہہ بعینہ آپکے الفاظ ہین جو زیر خط ہین۔ اس فتنہ کے رسالہ نے اُس دیار کے دونون فریق مسلمانون مین ایسا اشتعال وجوش پیدا کیا کہ ۲۷ تاریخ رمضان سنہ حال کو آرہ کے قریب کے ایک گانون مین آمین کے سبب سخت فوجداری ہوئی اور آپسمین خوب لاٹہی چلی اور جوابن جاری ہونیکی نوبت پہنچی۔ حکام وقت نے سُنتے وارنٹ جاری کیا اور چند اشخاص کو گرفتار کرلیا۔ اسی اثنا مین ایک فریق نے دوسرے فریق کی نسبت حکام کو یہہ خبر دی کہ ان لوگون کا سخت بلوی کرنیکا ارادہ ہے اسپر صاحب کلکٹر ضلع نے کپتان داناپور مین اس مضمون کا تار دیا یا دینا چاہا کہ وہان سے ایکہزار گورکہی مسلح اور دو ضرب توپ جلد روانہ ہون ڈپٹی مجسٹریٹ نے صاحب کلکٹر کو سمجہایا کہ یہہ محض غلط خبر ہے جو مذہبی عناد سے دیگئی ہے فوج منگانیکی کچہہ ضرورت نہین ہے یہان ایسا بلوا کرنیوالا کوئی نہین ہے جسپر یہہ تجویز ملتوی ہوئی اور مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی بعد تحقیقات سات اشخاص کو قید کا حکم ہوا۔ اور

صدہا روپیہ فریقین کا وکیلون وغیرہ مصارف مین صرف ہوا اور ہنوز مقدمہ محکمہ اپیل مین ہے دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

اس قسم کی سزائین (وہابیون کو پہنچین خواہ بدعتیون کو سنیون کو خواہ شیعون کو اگرچہ ان حضرات مین سے ہر ایک کے نزدیک مخالفین اسلام کو پہنچتی ہین مگر نفس الامر اور حقیقت مین اور حکام اور عام لوگون کی نظرون مین ان سزاؤن کے مورد مسلمان ہی ہین اور بہرحال مسلمانون کے مال و آبروئین اسمین ضایع ہوتی ہین۔

الحاصل اس اختلاف با افراط نے اہل اسلام کے دنیا و دین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور یہہ اختلاف تنزل و ضعف کی اقوی اسباب سے ہے۔

نتیجہ

اس بیان سبب تنزل اسلام سے نہ یہہ مقصود ہے کہ شیعہ سنی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد جملہ اعمال و اعتقادات مین ایک ہو جاوین اور کسی مسئلہ مین آپسمین اختلاف نہ رکہین اور نہ یہہ مطلب ہے کہ اگر اختلاف رکہین تو اسکا اظہار نکرین اور ایکدوسرے کے مقابلہ کوئی رسالہ یا تحریر نہ نکالین جہانتک چاہین اس اختلاف کو وسعت دین اور اسکا اظہار اچہی طرح کرین اس سے ہمکو تعرض نہین ہے۔

بلکہ ہمارا مقصود یہہ ہے کہ اس اختلاف کو حد اعتدال سے نہ نکالین اور اسکا اظہار بہی اس بے انصافی و ناشایستگی سے نکرین جسکی تفصیل ہم کر چکے ہین مع ہذا الاختلاف اس اتفاق کیطرف بہی توجہ کرین جو اصول ایمان و امہات اسلام مین رکہتے ہین جیسے بغض للہ پر عمل کرتے ہین حب للہ پر بہی عمل کرین اور اتفاق و حب للہ کی نظر سے باہم اتحاد پیدا کرین اور جہانتک اس اتفاق اصول کا مقتضا ہے باہم شیر و شکر ہو جاوین اور اس اتحاد و اختلاط کے ذریعہ سے سب فرقے ملکر ایک انجمن اشاعت اسلام قایم کرین جسکے ماتحت بہت انجمنین ہون جو سب کے سب اسلام کی اشاعت اور مسلمانون کی ترقی و رفعت کے وسایل سوچین اور اس جمہوری توجہ کے ساتہہ اسلام کو وسعت دین اور عیسائی مذہب کے علماء کی مانند گاؤن اور بستیون اور جنگلون اور پہاڑون مین اسلام پہنچاوین اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی منادی جنگلیون اور پہاڑیون کو سناوین اور جو لوگ اسلام کے مطالب بیان کرتے ہین انکا نہایت تہذیب و شایستگی و حکمت و موعظت سے جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے

جواب دین اور ان کا مونگ لئے ہوئے زبکار ہے وہ کس دن کس ادنے سے اعلیٰ تک ملکر اپنے پاس سے خرچ کرین
اپنی اپنی آمدنی سے ایسے مقدار مقرر کرین جسکی لایق ہون -
اس انجمن کے اصول فرایض اور تحصیل زر کے وسایل اور اسکے صارف جو ہمارے خیال مین آئے ہین وہ ذیل
مین بعض مین جو اور صاحبون کے خیال مین آوینگے وہ بھی بیان فرماوین پس جو اصول و وسایل صحیح قرار پاوین
وہ دستور العمل ٹھہرائے جاوین -

اصول و فرایض انجمن عام اشاعۃ الاسلام

(۱) یہ انجمن معصیت کی معاون نہ ہو -

(۲) اسکا اصلی فرض اشاعت اسلام ہو جو اتفاقی اصول اسلام و قطعی احکام حلال و حرام سے عبارت ہے
اور اسکا تتمہ یا ضمنہ مسلمانون کی بہبودی دنیاوی اور حسن معاشرت کے وسایل و تدابیر کا سوچنا بھی ہو -

(۳) اسکی خدمت اسلامی کے اصول مشترب سے اس انجمن کو سروکار نہ ہو ان خصوصیات کی اشاعت کے لئے
جسے ہر ایک فریق کو پہلے سے خود مختاری و آزادی حاصل ہے اب بھی رہے مگر بلحاظ اصول اسلام و اغراض
و مصالح اس انجمن کے ان خصوصیات کی اشاعت مین رعایت اعتدال ضرور واجب ہو -

---

† **تشریح** مثلاً کسی فرقہ سنی یا شیعہ اپنی خصوصیات خاصہ کی اشاعت کے لئے ایک مدرسہ اور اس مدرسہ کے انتظام کے لئے
ایک انجمن خاص انجمن اسلامیہ شیعہ یا انجمن اسلامیہ سنیہ قایم کرنا چاہے تو انمین ہی لوگ ممبر معاون ہون جو اس انجمن
مین شریک ولیت و معاونت کو مصلحت نہ سمجھین - وہی لوگ اسمین چندہ خاص مین سے اور جنکے ہاتھ مین اس انجمن عام مین مین
وہی تک اسکی منتظم مہتمم مین یا اس سے اور ممبر انجمن عام کے جو ان سے متفق الاعتقاد ہون اسکی معاونت و موافقت نہ کرین
بلکہ مخالفت کرنا چاہین تو بلاشک کرین مگر اتنی حد اعتدال سے آگے نہ بڑھین - اور بلحاظ اصول اتفاقیہ یعنی اتفاق ہی باہمہ
نہ دین اور اپنی مخالفت و پھوٹ و علحدہ ہلی فرقہ ہای مخالفین اسلام پر ظاہر نہ ہونے دین - وہ سب یہی جانین کہ مسلمان باہم
اختلافات جزئیہ سب ایک ہین چنانچہ عیسائی فرقون کا باوجود اختلافات جزئیہ اسی پر عمل ہے اور اسلام مین ہمکو یہی حکم ہے
مفید یت قرآنیہ جو بایں عنوان ضمن نقل ہو چکی ہین اور آیہ یاایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل
اذا اھتدیتم - و حدیث نبوی جو اس آیت کی تفسیر مین وارد ہے ائتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر حتی اذا رایت

(۴) اس انجمن اعلیٰ کا ممبر (یعنی رکن) وہ ہو جو کم سے کم اکیر روپیہ ماہوار دے اور انجمن ہائے ماتحت کے ممبران سے عام ماہواز قدیت دو چند لیا جاوے یعنی فی روپیہ ادہ آنہ ماہوار۔

(۵) عام ماہواری چندہ فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے لیا جاوے اور اگر کوئی اس سے کم دے تو اس کے لینے سے بھی انکار نہ ہو۔

(۶) اعلیٰ انجمن کل اہل اسلام کی ایک ہو جسکا مقام لاہور یا اور کوئی شہر حسب تجویز ارکان انجمن ہو اور اس کے ماتحت بہت سی شاخیں ہوں جو غالباً ہر شہر و قصبہ میں قائم کیجاویں۔

(۷) ممبران انجمن اعلیٰ کے اختیارات توابیہ و تصرف و تجاویز و تدابیر اشاعت اس انجمن اور سب انجمن ہائے ماتحت پر محیط ہوں اور ممبران انجمن ہائے ماتحت کے اختیارات حسب منظوری انجمن اعلیٰ ہی انجمن سے مخصوص ہوں جسکے وہ ممبر ہوں۔

(۸) اس انجمن کے کارروائی متعلق اشاعت اسلام جو انجمن کا منتہا و مقصد ہے صورتہائے ذیل سے ہو اور کارروائی متعلق ہیبوی دنیاوی حسب مشورہ اہل شوریٰ وقتاً فوقتاً۔

صورتہائے اشاعت اسلام

الف اشاعت اصول اسلام و اصلاحات ایمان کے لئے جا بجا منادی کرنیوالے مقرر ہوں جو عام گلی کوچوں جنگلوں پہاڑوں میں مسائل اتفاقی اسلام کی منادی کریں خصوصاً ان مواضع میں جہاں ابتک کلمہ اسلام نہیں پہنچا یا برائے نام پہنچا ہے تو اسکا کچھ اثر نہیں ہو۔ وہاں جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ بجز بت پرستی نہیں جہلے اور ضروریات احکام اسلام حلال و حرام سے بھی واقف نہیں ہوتے چنانچہ کئی پہاڑی ملکوں میں جہاں کہ ابتک بجز نام کے اسلام نہیں اور نواح چین وغیرہ بلاد اقصیٰ میں جہاں حال سب ان منادی کرنیوالوں کے لئے ایک وعظ اور رسالہ جو سب مذاہب اسلامیہ میں متفق علیہ

شجاعا مطاعا معصوما متبعا ودینا موثرا وشجعا قاطعا دلائل براہینا وروایت امرا لابد لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام۔ [illegible] فوق پردہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ علیگڈھ کی مدرسہ کی تعلیم [illegible] کی معاونت میں اور شیعہ مذہب تسلیم مذہب سنی کی موافقت میں [illegible]

ہین سب ممبران مختلف مذاہب کی اتفاق رائے سے تجویز ہونے ممکن ہین۔

ب۔ توحید و نبوت و معاد وغیرہ اصول اسلام و اسرار اتفاقی احکام حلال و حرام مین عمدہ اور مدلل مضامین لکھے جاوین اور بذریعہ اخبار و رسایل مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ مین شایع ہون تاکہ اقوام غیر جو عربی زبان سے واقف نہین ہین اور اسوجہ سے وہ حقیقت و محاسن اسلام پر مطلع نہین اسلام کی خوبی سے واقف ہوکر شوق دل سے اسلام کی طرف متوجہ ہون۔

ان تصانیف و تحاریر مین جوابات اعتراضات مخالفین اسلام کے جو ناواقفی حقیقت اسلام کے سبب وہ اسلام پر جماتے ہین اور ان اعتراضات کے ذریعہ سے ناواقفون کو اسلام کیطرف سے بدظن کر رہے ہین نہایت تہذیب و شایستگی سے جسمین نہ کسی مذہب کی توہین ہو نہ کسی ملت کے لوگون کا اشتعال طبع تحریر کئے جاوین۔

ج۔ اکثر شہرون اور بستیون مین اس قسم کے مدرسے قایم ہون جنمین مبادی علوم اسلام جیسے صرف و نحو اور بقدر ضرورت منطق و معانی جنکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین پڑھائے جاوین جب ان علوم مین طلبا ماہر ہوجاوین تو مذہبی تعلیم مین وہ اختیار دئے جاوین جس مذہب کا کوئی پابند ہو یا پابند ہونا چاہے اس مذہب کے مدارس خاص مین مذہبی تعلیم پاوین۔ اور اگر آمدنی چندہ مین وسعت ہو تو ان علوم مبادی کے ساتھ ایک شاخ علوم معاش کے بھی قایم کیجاوے جسمین دنیاوی علوم و فنون کی مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ تعلیم ہو۔ جسمین مسلمانون کو دنیاوی کمالات کے سبب عزت و شوکت حاصل ہو اور انکی معیشت مین عفت۔

---

† یہ اختیار دینا مداہنت و معصیت نہین۔ بلکہ یہ ہمین اسلام کی ہدایت ہے جو جبر و اکراہ سے بری ہے۔

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین۔ (یونس) — اللہ تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہے کہ کیا تو لوگون کو جبر کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین۔ اور فرمایا ہے دین مین جبر نہین ہے ہدایت گمراہی سے متمیز ہوچکی ہے۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

روی ابن جبیر عن ابن عباس قال کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل — روایت ہے ابن عباس سے اسکی تفسیر مین [illegible]

ان سب مدارس مین مختلف مذاہب فرقہ ہاے اسلام کے طلبا رہگیان تعلیم پاوین کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہو۔

۵ انجمن کی آمدنی سے نومسلم و مسلمانون کے لاوارث لڑکے لڑکیان جو لاوارثی کے سبب گورنمنٹ کی کفالت مین رہتے ہین یہ وہان سے پادریون کی سپرد ہوتی ہین تربیت و تعلیم پاوین۔

ایسے لوگون کے نسبت جو اہل اسلام کا باہم اختلاف رائے ممکن ہے شاید سنی کہے کہ یہ نومسلم سنی عقاید کے موافق مسلمان کیا جاوے اور ان ہی عقاید کے مطابق تعلیم پاوے اور شیعہ اسکو اپنی طرف کھینچکر لیجانا چاہے اسی تصفیہ اس طور پر متصور ہے کہ اس شخص کو اتفاق صحبت پر مسلمان کیا جاوے اور ان مدارس مین جہان مبادی علوم اسلام کی تعلیم ہو تعلیم مبادی کے لئے بھیجا جاوے جب وہ مبادی علوم سے واقف ہوکر قرآن پڑہنے اور سمجھنے پر قادر ہو اور مذہب مرجح کی تمیز کرنیکے لایق ہوجاوے تو جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اسپر مختلف خیال کے لوگون کی طرف سے کچھ جبر و اکراہ نہ ہو۔

بقیہ فرایض و قوانین انجمن کہ انجمن کے اختیارات کہان تک ہون اور انجمن ماتحت کے اختیارات کہانتک ہون۔ اور عہدہ کارروائی کے لئے انجمن کارکن کے ممبر کون لوگ ہون اور ان کی تعداد

علی نفسها ان عاش ابوها ولدان تهود (زمانہ جاہلیت مین کسی کے اولاد نہ جاتی تو نذر مانتے کہ اگر میرا
فلما اجليت بنو النضير كان فيهم زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤنگی جب بنی نضیر یہودی کو جو
من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا آنحضرت کو بہت ستاتے رہے تکلیف دیتے) مدینہ سے جلاوطن کیے
فانزل الله عز وجل لا اكراه في الدين قد تبين تو انصار نے جنکے بیٹے ان کے پاس منتوک کیے سبب بننے رہتے کہا ہم تو اپنے
الرشد من الغي رواه ابو داود ص ج وزاد في المعالم بیٹون کو نہ چھوڑینگے جنکے بیٹے ان مذاہب پر ہون پس آنحضرت نے فرمایا ان
فقال رسول الله صلعم قد خيرا صحابكم فان کو اختیار دیدیجیے ہو اگر یہ تمہارے پاس مسلمان اختیار کرین تو تم
اختاروكم فهو منكم وان اختاروهم فانهم منهم ان سب کو اپنے ساتھ رکھو اگر یہ تمہین اختیار کرین تو انکو اختیار کرینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ہو اور خاص بڑی بڑی کارروائیوں کے لئے کون لوگ ممبر ہوں اور ان کی تعداد کہاں تک ہو اور ہر ایک کو خرچ کرنے کہاں تک اختیارات ہوں اور مربی انجمن کون ہو اور صدر انجمن کون اور منشی کون۔ محاسب کون۔ یہ سب قواعد بعد انعقاد و تقریر انجمن و مشورہ آمدنی قرار دیئے جائیں

دعا

اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اسکی اجابت کی امید رکھتا ہوں الٰہی تو اپنے کرم سے ہماری قوم کو ان کے عیب پر متنبہ کر۔ اور اس سے بچ جانے کی توفیق دے۔ یہ باہمی اختلاف کو اعتدال پر لاوے اور اپنے اتحاد و اتفاق کی طرف بھی متوجہ ہو کر اسکے ذریعہ سے تیرے دین کا بول بالا پھیلاوے۔ اور غیر قوموں کی نظروں میں معزز ٹھہراوے۔ آمین کبھی وہ زمانہ بھی آوے جسمیں سچے فرقہ اسلام اشاعت اسلام [illegible] اور اس قول آنحضرت کے کہ تمام مومن ایک جسم کی مانند ہیں [illegible] مصداق بن جائینگے۔ آمین کبھی وہ دن بھی [illegible] سب ملکوں کے مسلمان اس انجمن کے [illegible] پھیلانے [illegible] آمین کبھی وہ دن بھی [illegible] دین کی تبلیغ کے لئے [illegible] اسلام [illegible] روانہ کرینگے اور [illegible] بہبودی کے لئے عمدہ [illegible] اور عجائب فنون و صنائع کے [illegible] کرینگے۔ یہ تقبل منا انک علی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ آمین ثم آمین۔

التماس

[illegible] اسے دوستان، روشن دل، کرام سے التماس ہے کہ اس مضمون کی طرف دلی توجہ کریں پس جسکا اس سے اتفاق ہو وہ اتفاق سے مؤید اصلاح ہوویں۔ اور بھی انہاروں کے مسلمان اویڈیٹر صاحبان سے امید ہے کہ اگر اسمیں کلی یا جزوی فوائد دیکھیں تو اسکی تائید میں اپنے اپنے [illegible] میں اپنی اپنی رائے ظاہر کریں۔

وہ دیندار صاحب جو [illegible] اجر پاوینگے اور موید ان ملک و دنیا میں نیک نام و مشکور ہونگے۔

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید ہسپتال

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر پنجاب

ضمیمہ ثمرات السنۃ النبویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر اول و دوم — جلد سوم

متضمن مسائل ہفت و چہار دہ [illegible]

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

اس ضمیمہ کے جواب کو دو سال ہو لیے اب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہ چھپا ہوا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و خریداران جو علم دین سے چندان آشنا نہین اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کر کے تعجب سے لکھتے ہونگے کہ دو سال مین ایسا مسئلہ کوئی نہین آیا جسمین مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم ہین وہ خوب جانتے ہین کہ جو کچھ آجتک دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب مجتہدین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب محدثین عمل بالحدیث کا نام ہے اور یہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے - آس ملک مین ابتداء زمانہ دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی مذہب (اکثر حنفی کے کم کم شافعی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے وہ انہی مذہبون مین سے تھا - لہذا اکثر عمل بالحدیث پر یہ سوالات و اشکالات (جو اس عمل بالحدیث سے انکو پیش آتے ہین) وارد ہوتے ہین (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رسالت آس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا دعوی نبوت کیا (۲) عمل بالحدیث سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علماء نے تعزیر کا حکم جاری رکھا ہے (۳) عمل بالحدیث مشکل ہے - آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ کو پہچانے وعلی ہذا القیاس - یہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے دیتی ہے جنمین سے اکثر حصہ کو وہ پا چکے ہین - اگر اس طرز سے انکے جوابات پورے ہو گئے تو عمل بالحدیث کے لیے اس ملک مین ایک سناٹا عالم آ جائیگا جسپر عاملین بالحدیث کا قافلہ بے روک ٹوک چل سکیگا - یہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام کر رہا ہے جو مشکلون کو آسان کرنے کی چڑھائی کے لیے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہو گئی تو پھر اصل منزل مقصود کو پہنچنا کیا مشکل ہے - ناظرین سے مطلب فرمانے اور اسکی طوالت مضامین دراز زمانہ سے خاطر جمع رکھنے کو کہا تھا اور اگر اصل منزل مقصود کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑھاوین فانوس زیادہ کر کے اس ضمیمہ کی تعداد ورق کو زیادہ کرادین - یہ نہو سکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر زیادہ آئندہ سال شائع کیا جاوے اس ضمیمہ مین - فقط

وباللہ التوفیق

حسب امر بہم اتفاق اکثر ناظرین و خریداران ہونگے اسکو عمل مین لاوینگے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

سال ہوئے آج تیرا سال شروع ہے جسکا یہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و
ان کہنا نہین اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کرکے تعجب
ن ایسا مسئلہ کوئی نہین آیا جسمین مذہب محدثین کا بیان ہو - کہ جو اہل علم مین
اسمین دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب مجتہدین کا اہل اصول ہے - کیونکہ مذہب
ہے اور یہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے -
دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی
اسکے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے
ہدا اکثر عمل بالحدیث پر یہ سوالات و اشکالات جو اس عمل بالحدیث سے انکو پیش آئے

(۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے
اللہ علیہ وسلم پر رسالت اس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت
سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علمائے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳)
آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف
القیا - یہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے دیتی ہے جنمین سے
اگر اس طرز سے انکے جوابات پوری ہوگئی تو عمل بالحدیث کے لیے اس ملک مین ایک
بالحدیث کا قافلہ بے روک ٹوک چل سکیگا - یہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام
ائی کے لیے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہوگئی تو پھر اصل منزل مقصود
ین ہمطمئن فرماوین اور اسکی طوالت مضامین دراز نفسی خاطر اکو بدنام نہ کرین
کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑہا دین فارسی زیادہ کرکے اس ضمیمہ کو جسم بار
نہ ہوسکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر حجم اس رسالہ شائعہ ہونے سے اس ضمیمہ مین ہلکر
ق اکثر ناظرین خریداران پاوینگے اسکو عمل مین لانیکے - وباللہ التوفیق

ولا یامر به وکذلك ابن وهب واشهب وابن الماجشون والمغيرة بن ابي حازم و
مطرف بن كنانة لم يقلدوا شيخهم مالكا في كل ما قال بل خالفوه في مواضع و
اختاروا غير قوله وكذلك الامر في زفر وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن بن
زياد وبكار بن قتيبة والطحاوي وكذلك القول في المزني وابي عبيد الله بن
جرير وابن خزيمة وابن شريح فان كلا منهم خالف امامه في اشياء واختار فيها
غيره ومن اخر من ادركنا على ذلك شيخنا ابو عمر الطمنكي فما كان يقلد احدا
والآن محمد بن عوف لا يقلد احدا وقال بقول الشافعي في بعض المسائل وذهب
الى قول الشافعي في بعض المسائل كثير من سلف وخلف لو ذكرتهم لطال
الخطب بذكرهم ثم انشد لنفسه قصيدة في الاجتهاد وقال في اخرها ؎
واهرب عن التقليد فهو ضلالة ✻ ان المقلد في سبيلك هالك

ایسا ہی (العبد علم) ابن وہب و اشہب و ابن الماجشون و مغیرہ بن ابی حازم و مطرف بن کنانہ نے
اپنے استاذ مالک کے ہر بات مین تقلید نہ کی بلکہ بہت جگہہ انکے مخالف ہوئے ہین اور
قول غیر کو اختیار کیے ہین - یہی حال امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد و حسن
بن زیاد و بکار و طحاوی کا ہے - اور یہی حال مزنی و ابو عبید اللہ و ابن خزیمہ و ابن
شریح کا ہے - انمین سے ہر ایک نے اپنے امام سے کچھ نہ کچھ خلاف کیا اور اقوال غیر کو
پسند کیا ہے - اخیر مین جسکا ہمنے ذکر کیا ہے اس پر پایا ہے - ہمارے استاذ ابو عمر طمنکی جو کسی
کی تقلید نہ کرتے تھے اور اب اس زمانہ مین محمد بن عوف ہین جو کسی کے مقلد نہین ہین امام
شافعی کے بعض اقوال کو مانتے ہین ہمنے بعض اقوال امام شافعی کو بہت اہل علم نے
پہلے اور پچھلے عالم سے مان لیا ہے - اگر ہم ان سب کا ذکر کرین تو بات بڑہ جاوے
اخیر ابن حزم نے اپنا قصیدہ جو اجتہاد مین تالیف کیا ہے اس رسالہ مین زیادہ کیا ہے
جسکے اخیر شعر کا یہ مطلب ہے - تقلید سے بھاگ کیونکہ وہ گمراہی ہے -
اور مقلد ہلاکت کی راہ مین ہے -

مترجم کہتا ہے - حافظ امام ابن حزم نے ہر قسم کی تقلید کو گمراہی اور ہلاک

مقلد کو ہلاکت کی راہ مین نہین کہا - بلکہ خاص اسی تقلید کو (جو نصوص صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ
کے مقابلہ مین ہو) کہا ہی - اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث
صحیح غیر منسوخ یقیناً جانکر بھی ہٹ دہرمی ضد سے قول امام کو نہ چھوڑے اور حدیث پر
عمل نہ کرے) ہلاکت مین پڑنے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ ابن حزم کا اس کلام مین
جابجا ہر بات مین مقلد ہو رہنے کو برا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب نے (جو اس شعر ابن حزم کے ناقل ہین) بھی کتاب حجۃ اللہ
البالغہ کے صفحہ ۱۰۶ اور رسالہ عقد الجید مین کلام ابن حزم کی یہی مراد بیان کی ہے
اور ایسے ضدی اور ہٹ دہرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بھی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو
خواہ کسی مذہب خاص کا مقلد) اچھا نہین سمجھتا - دیکھو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی
(مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی جنکا حنفی مذہب ہونا مسلم روزگار ہی) بھی اسی
مقلد کو برا سمجھتے ہین - چنانچہ عبارت منقولہ صفحہ ۲۸ مین اسکو جاہل متعصب بتا چکے ہین اور
فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۴۹ مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام
ابو یوسف کے نماز مین رفع یدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

ویعلم ایضاً ان الحنفی لو ترک فی مسئلة مذهب امامه لقوة دلیل خلافه لا یخرج به عن ربقة التقلید بل هو عین التقلید فی صورة ترک التقلید الا تری الی ان عصام بن یوسف ترک مذهب ابی حنیفة فی عدم الرفع ومع ذلک هو معدود فی الحنفیة ویؤیده ما حکاه اصحاب الفتاوی المعتمدة	معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - [illegible] مین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے [illegible] تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

ہین کہا - ملکہ فقاہت ہی تقلید ہے (جو فقہ کی تدوین کے بعد غیر منسوخہ

- اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث

ہی ہٹ دھرمی و ضد سے قول امام کو چھوڑے اور حدیث پر

لنے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ **ابن حزم** کا اس کلام مین

رہنے کو برا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت شاہ

(جو اس شو ابن حزم کے ناقل ہین) بھی کتاب **حجۃ اللہ**

الہ **عقد الجید** مین کلام ابن حزم کی ہی مراد بیان کی ہے

دھرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بھی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو

مقلد) اچھا نہین سمجھتا - دیکھو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی

تب لکھنوی جبکا حنفی المذہب ہونا مسلم روزگار ہے) بھی ایسے

نیچہ عبارت منقولہ ۲ مین کہ دیا ہان متعصب ہو چکے ہین اور

ابسم الحنفیہ کہ ص ۴۱ مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام

ح ہ مین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

لو ترك في	معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین امام کا قول
له لقوة دليله	لحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چھوڑ دی تو وہ
ن ريقة التقليد	اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب
صوفة بترك	مین جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے گا
عصام بن يوسف	تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی ہے
فية في عدم	عمل کرنا مذہب پر دلیل ہے) اور امام عصام
الحنفية	بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا
ا الفتاوى العتمة	مذہب چھوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

من اصحابنا من تقليد ابي يوسف	ہوتے ہین - اسی کا مؤید ہے - ہمارے معتبر فتاوون
يوما لشاة في طهارة القلتين	وا ون نے نقل کیا ہے - کہ امام ابو یوسف نے ایک دن
الى الله الشكاة من جهلة وما نا حيث	مسئلہ طہارت قلتین مین امام شافعی کے قول پر عمل
يطعنون علي من ترك تقليدا مثله	کر دیا تھا - پس ہا گاہ (یا فریاد) اپنے زمانہ کے
في مسئلة واحدة لقوة دليلها	جاہلون کی طرف سے خدا کی جناب مین ہے - کیونکہ وہ
ويخرجونه عن مقلديه ولا عجب	اس شخص کو جو باوجہ قوت دلیل کسی مسئلہ مین امام
منهم فانهم من العوام انما العجب	کی تقلید چھوڑ دیتا ہے اپنے اور اسکے مقلدون سے
ممن يتشبث بالعلماء ويمشي مشيهم	نکال دیتے ہین - انکے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو
قال الانعام (فواد بهيه)	عامی ہین ہین تعجب تو اُن لوگون سے آتا ہے جو اپنے

بن بیٹھے ہین اور جانورون کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہین -

ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑھکر خیال فرماوین کہ یہہ کیسے سخت الفاظ ہین اور کس شخص کی قلم و زبان سے نکلے ہین اور کس کے حق مین ہین - ؟

ایسے غصہ اور متعصب مقلد کے حق مین اگر ابن حزم نے کچھ اور ابن تیمیہ نے کچھ کہا یا لکھا تو برا کہا -

یہان سے ناظرین کیا خیال **مشیر قیصر** کانپور ۱۳۰۰ھ و **واعظ مظہر العجائب** مراد آباد ۱۳۰۰ھ و **مقلدین پر چوٹ** مطبوعہ ۱۳۰۱ھ و **وارمغان دہلی** مطبوعہ ۱۳۰۲ھ و **سید محمد صدیق حسن خان صاحب** بہادر نے اپنی تصانیف مین مقلدین کی نسبت جو کچھ لکھا ہے - **تقلید ناخوب بادہ آرا پرستی شد** ملاحظہ ہو - **بیگانہ نمی آید** - نواب صاحب ممدوح کے مذہب سے اپنی سوء ظنی کو مٹا دین اور مقلدین کی نسبت جو کچھ لکھا ہے صرف ان کی تعصب پر

بہت دور کی نسبت کہا ہے جنکے حقین مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے اعیان وارکان سے ہین) وہ الفاظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین" جناب ممدوح غیر متعصب حنفیون کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم وتکریم سے انکے اقوال سے استناد واستشہاد کرتے ہین۔ جناب ممدوح کی تصنیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے جسکو شک ہو وہ بے تعصب نفس وشہادت کرے جناب موصوف امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

وقال الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فی القواعد الکبری۔ ومن العجب العجیب ان الفقہاء المقلدین یقف احدہم علی ضعف ما اخذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وہو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذہبہم جمودا علی تقلید امامہ بل تعلیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ وتاویلہا بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ تضالا عن مقلدہ قال وقد رایناہم یحضرون فی المجالس فاذا ذکر لاحدہم خلاف وطن نفسہ علیہ تعجب منہ غایۃ التعجب من غیر امامہ استروح الی دلیل لما الفہ من تقلید امامہ ولو تذکرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ اولی من تعجبہ من مذہب غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضائع مفض الی التقاطع

اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القواعد الکبری مین فرمایا ہے کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ فقہا مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی دفعیہ نہین پاتے پھر بھی اسی کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب وسنت وصحیح قیاسون کی شہادت پائی جاتی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب وسنت کو (جو سنے قول پر شاہد ہے) دفع کرنیکے لیے تعلیل نکالتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جواب ہی کے لیے آیات واحادیث مین بالجبر تاویلین کرتے ہین۔ ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکھا ہے جب انکے پاس انکے مذہب (جسپر وہ جمے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر بغیر اسکے کہ وہ اپنے مذہب والون پر کوئی دلیل پائین نہایت تعجب کرتے ہین۔ اور اگر وہ اپنے مذہب کی کمزور دلیل کو سوچتے تو اپنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کرتے۔ پس ان لوگون سے گفتگو وبحث فضول ہے اور بالآخر باہم مہاجرت وبے کوئی پیدا کرتی ہے

...ین مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے
...فاظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین"
...ن کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم و تکریم سے انکے اقوال سے استناد
...وح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے
...شہادت کرتی جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

...السلام فی القواعد الکبری - ومن العجب العجیب ان الفقہاء
...ف ما خذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا و
...ترک من شہد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ
...امہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولہا
...نضالا عن مقلدہ قال وقد رایناہم یحضرون فی
...لاف وطن نفسہ علیہ تعجب منہ غایۃ التعجب من غیر
...ن تقلید امامہ ولو تذکرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ
...غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضایع مفض الی التقاطع

...ن بن عبد السلام نے کتاب القواعد الکبری مین فرمایا ہے
...مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی
...کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب و سنت و صحیح
...تی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب و سنت کو
...ے نکالتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیے آیات
...رتے ہین - ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکھا ہے جب انکے
...جمے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر (بغیر
...پر کوئی دلیل لادین) نہایت تعجب کرتے ہین - اور اگر وہ اپنے مذہب
...اپنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تھے -
...ث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت و بدگوئی پیدا کرتی ہے

والتدابر من غیر فائدۃ یحسب بہا قال وما رایت احدا رجع عن مذہب امامہ
اذا ظہر الحق فی غیرہ بل یصیر الیہ مع علمہ بضعفہ وبعدہ فالاولی ترک البحث
مع ہؤلاء الذین اذا عجز احدہم عن تمشیۃ مذہب امامہ قال لعل امامی وقف
علی دلیل لم اقف علیہ ولم اہتدی الیہ ولم یعلم المسکین ان ہذا مقابل بمثلہ و
یفضل ما ذکرہ من الدلیل الواضح والبرہان اللائح فسبحان اللہ ما اکثر من اعمی
التقلید بصرہ حتی حملہ ما ذکرتہ قال وسافرد ان شاء اللہ تعالی کتابا ابین فیہ
اقرب العلماء الی مراعات مقاصد الشرع فی کل ما ورد قال مع انی لا اعتقد احدا منہم
افرد بالصواب فی کل ما خولف فیہ بل اسعدہم واقربہم الی الحق من کان صوابہ
فیما خولف فیہ اکثر من خطائہ قال ولم یزل الناس یسالون من اتفق من العلماء من
غیر تقلید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظہرت ہذہ المذاہب و

آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے ہین ہمنے کوئی ایک بھی ایسا نہ دیکھا کہ جب اسکو اپنے
مذہب کے مخالف حق واضح ہو تو اسنے اپنے امام کا مذہب (کسی مسئلہ مین) چھوڑ دیا ہو - بلکہ اس
ضعف کے معلوم ہونے پر اور اسکے بعد بھی وہ اسی مذہب پر رہا - ان لوگون سے بحث نکرنا
بہتر ہے جب وہ اپنے امام کے مذہب کو دلیل سے نہین چلا سکتے تو یہ کہدیتے ہین کہ شاید اس
مسئلہ کی دلیل ہمارے امام کو معلوم ہوگی جو ہمکو معلوم نہین ہوئی اور وہ بیچارے نہین
سمجھتے کہ یہ بات تو بعینہ انکا خصم و مقابل بھی کہہ سکتا ہے - اور جو دلیل واضح وہ دم نقد
پیش کر چکا ہے اسمین وہ بڑھکر رہا - سبحان اللہ تقلید نے ایسے متعصب بے خبر کو کیسا اندھا
کر دیا ہے کہ انکو ایسی باتین کہنے پر مجبور کر رکھا ہے - آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے
ہین تین اسباب مین انشاء اللہ تعالی ایک مستقل کتاب لکھونگا جسمین اون علماء کا حال بیان کرونگا
جو ... مین مقاصد شرع کی رعایت مین زیادہ قریب ہین - باوجودیکہ مین کسی عالم کی نسبت یہ اعتقاد
... کہ وہ ہر بات مین جسمین لوگون نے اسکا خلاف کیا ہے صواب و حق پر ہے - میرے نزدیک حق
... قریب ہے جسکا مسائل خلافیہ مین خطا سے صواب زیادہ ہو - آپ (شیخ مذکور) فرماتے ہین
... تقلید ... جس سے بن پڑا مسائل پوچھتے چلے آئے ہین بغیر اسکے کہ کسی نے انکے اس پر فعل پر انکار

متعصبوها من المقلدين وأتباع كل إمام يحتجون لإمامهم بما وقع له فيما قال وكان ينبغي بل الواجب وهذا ذاب عن الحق وبعد عن الصواب لا سيما في أحد من أولي الألباب هذا كلام الشيخ عز الدين وقال الإمام أبو شامة في خطبة الكتاب المؤمل في الرد إلى الأمر الأول ينبغي أن يشتغل بالفقه أن لا يقلد أحدا من مذهب إمام معين بل يرفع نفسه عن هذا المقام وينظر في مذهب كل إمام ويعتقد في كل مسئلة صحيحة يكون أقوى دليلا وأكثر تحريا لما يدل عليه الكتاب والسنة المحكمة وذلك يسهل عليه إذا كان متقنا معظم العلوم المتقدمة ويجتنب التعصب والنظر في طرائق الخلاف المتأخرة فإنها مفضية بذوي الصفوة إلى مكدرة قال وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم وآله أن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس لكن يقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فأفتوا بغير

کیا ہو یہاں تک کہ یہ مذہب اور اسکے متعصب پیدا ہوئے۔ انمین بعض شخص ہیں امام کے مذہب کے باوجود اسکے دلائل سے بیخبر ہونے کے یہ بات مین اپنے پیشوا کی تقلید کرتے ہیں گویا وہ امام نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش پر مخفی نہیں یہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا آخر کلام ہے۔

اور امام ابو شامہ نے کتاب الموئل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا ہے [illegible] امام کے مذہب مین مقید نہو رہے [illegible] آپ کو ارجح خیال کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر کرے اور ہر مسئلہ مین اس قول کو اختیار کرے خواہ کسی امام کا ہو صحیح بات جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہ اسکو [illegible] کرنا چاہیے اور وہ اکثر اوقات علم کے طلب کرنے والے پر ظاہر ہوتا ہے اپنی حرص جان سے اور اسکو چاہیے کہ تعصب اور اختلاف کے طریقون سے جو پیچھے زمانون مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے تعصب اور اختلاف وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی بھلائی کو کمزور کر دیتا ہے۔ آپ نے امام ابو شامہ سے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو خدا تعالیٰ علم کو قبض کریگا اپنے جیسے کہ قیامت کے آثار مین آویگا تو اسکی یہ صورت نہین ہوگی کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیوے بلکہ قبض کرنا یہ ہوگا کہ علماء کو قبض کرلیگا یہانتک کہ جب کوئی عالم نہ چھوڑیگا تو لوگ جاہلون کو اپنا سردار بنا لینگے اور وہ بغیر علم کے فتوے دینگے۔

والواحد بن یتبع اماما معین بعد مذهبه عن الادلة مقلدا
الیه وهذا ذاهب عن الحق وبعید عن الصواب کالذین یذهبون به
هذا کلام الشیخ عز الدین وقال الامام ابو شامة فی
فی الرد الی الامر الاول ینبغی لمن اشتغل بالفقه ان لا
معین بل یرفع نفسه عن هذا المقام وینظر فی مذهب کل
مسئلة صحیحة ما کان اقرب الی دلالة الکتاب والسنة الحکمة
ان اتقن معظم العلوم المتقدمة ویجتنب التعصب والنظر
ة فانه امنیة للشیطان وصفوة مکدرة قال وقد صح عن
ال ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من الناس لکن
حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فافتوا بغیر علم

ہے اور اسکے مقلد بے تعصب ہوتے ہیں۔ انمین بعض شخص ایسے امام کے
کی دلائل سے بعید ہونے کے باوجود اسی پیروی کرتا ہے کہ گویا وہ
ن بھیجا گیا ہے اور یہ امر حق وصواب سے نہایت دور ہے ارباب
یخ عز الدین بن عبد السلام کا آخر کلام ہے۔

نے کتاب المؤمل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا
کہ ہے کو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند نہو رہے۔
ام سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر کرے اور ہر مسئلہ مین
کسی امام کا صحیح تر ہو کتاب وسنت سے قریب تر ہو اسکو
اکثر اوقات علم دیتا ہے ذکر آچکا ہے اپنی طرح جان لے اور اسکو
لاف کے طریقون سے جو پچھلے زمانون مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے
ف وقت تو غنیمت کرتا ہے اور اسکی بھلائی کو مدرک کرتا ہے۔ آپ
فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا
قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہ صورت
قبض کریگا یہانتک کہ جب

الحق مین دو دفعہ غلطی سے کاتب نے اصول لکھدیا ہے۔

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

فضلوا واضلوا فلا اعظم خطبا من بذل نفسه وجهدها فی تحصیل العلم
علی الناس فان هذه الازمنة قد غلب اهلها الکسل والملل وحب الدنیا فلا
لم یبق علم الفقه کما یتوارثه العلماء معتمدین علی الاصلین الکتاب والسنة
مستظهرین باقوال السلف علی فهم ما فیهما من غیر تقلید فقد نهی امامنا الشافعی
رضی الله عنه عن تقلیده وتقلید غیره وکانت تلک الازمنة مملوة بالمجتهدین
وکل صنف علی ما رآه ونقب بعضهم بعضا مستمدین علی الاصلین الکتاب والسنة
وترجیح الراجح من اقوال السلف المختلفة ولم یزل الامر علی ما وصفت لی ان استقرت
المذاهب المدونة ثم اشتهرت المذاهب الاربعة وهجر غیرها فدرست بعدم تقیید
قلیده منهم فقلدوا ولم ینظروا فیما نظر فیه المتقدمون من الاستنباط من
الاصلین الکتاب والسنة نقل المجتهد من وقلب المقلدون حتی صار من یدعی

ہو خود گمراہ ہونگے اور دوسرون کو گمراہ کرینگے کیا ہی عمدہ بات ہے جسنے اپنے آپ کو
تحصیل علم اور لوگون کے لیے اسکو محفوظ رکھنے مین لگایا۔ کیونکہ اندیشون کو گھن پیسنے اور سب
ان پر غالب ہو گئی ہے (یعنے بیہودہ کام کرنیوالے اب کم نہین) اور آپ (امام ابو شامہ) نے فرمایا
ہے کہ علم فقہ (کتاب وسنت سے باریک مسائل نکالنا) ہمیشہ سے معزز رہا۔ علماء اسکو
سے لیتے چلے آئے ہین دونو اصول (کتاب وسنت) پر بھروسہ کرکے اور اقوال سلف سے
کتاب وسنت کے معانی سمجھنے مین مدد لیتے۔ کیونکہ ہمارے امام شافعی تقلید سے
نے سے سختی کی منع کر چکے تھے اور وہ زمانے مجتہدون سے مالا مال تھے۔ ہر ایک جو
جسے اپنے لیے مناسب سمجھا تصنیف کیا اور ایک دوسرے کی تعاقب کی
اس باب مین دونو اصول (کتاب وسنت) سے مدد لیتے اور مختلف اقوال سلف سے جو غالب
ہو مسئلہ ترجیح دیکر کام مین لاتے۔ الغرض حال ایسا ہی رہا یہانتک کہ یہ مذہب جو تصنیف
تصنیف مین آچکے ہین قائم ہوئے ہر انجملہ چار مذہب مشہور ہوئے اور دوسرے مذہب
ہو گئے۔ پس لگے پیروان کی بجز ستاد و نادر لوگون کے ہمت پست ہو گئی ہے تقلید
اور سب نے انتساب کتاب وسنت کو لیکر ان کی نظر تقلید سے آزاد ہو گئے
قائم ہو گئے اور مقلد بڑھ گئے یہانتک کہ اگر ان سے سو ہے سو بھی ایسا ہی

رتبة الاجتهاد يتعجبون له ويزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح الله علي بالاشتغال
بعلم الشريعة وفهم ما ذكرت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الكتاب والسنة
مهتماً بجمع كتاب يجمع ذلك او يقاربه توفيقاً من الله بمعاودة الامر الاول
وهو ما كان عليه الائمة المتقدمون من استنباط الاحكام من الاصلين
مستظهرين باقوال السلف فيها طلباً لفهم معانيها ثم يصار الى الراجح منها
بطريقه ثم قال وانما وضع الشافعي رضي الله عنه وغيره من الائمة الكتب ارشاداً للخلق
الى ما ظنه كل واحد منهم صواباً لا انهم ارادوا تقليدهم ونصرة اقوالهم كيف ما
كانت فقد صح ان الشافعي رض نهى عن تقليده وتقليد غيره
قال صاحبه المزني في اول مختصره اختصرت هذا من علم الشافعي ومن معنى قوله
لاقربه على من اراده مع اعلامه نهيه عن تقليده وتقليد غيره لينظر فيه لدينه

کیا تو انہون نے اسکو تعجب و حقارت کی نظر سے دیکھا۔ پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جب سے
خدا تعالی نے مجھ پر علم شریعت کے شغل اور اتفاق و اختلاف مسائل کے سمجھنے اور کتاب و
سنت کے معانی جان لینے کا فضل کیا ہے تب سے مجھے اس بات کا اہتمام رہا کہ مین ایسی کتاب
بناؤن جو اس باب مین جامع یا اسکے قریب قریب ہو۔ مین نے خدا تعالی سے یہہ چاہا ہے کہ وہی
پہلا طریق جسپر مقدمین علما تھے (یعنی دونو اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا
اور انکے معانی سمجھنے کو اقوال سلف سے مدد لینا پھر اون اقوال سے جو غالب ہون انکی طرف
رجوع کرنا) پھر کر آجاوے۔ پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ امامون نے جو کتابین
بنائین ہین وہ صرف اسلیے بنائی ہین کہ جس امر کو وہ صواب سمجھتے ہین اسکی طرف لوگون کی
رہنمائی کر دین۔ نہ اسلیے کہ لوگ اون کتابون کو مان لینے مین انکی تقلید کر لین اور انکے اقوال
کی مدد و حمایت کرتے رہین **امام شافعی سے ثابت ہو چکا ہے کہ انھون نے**
اپنی اور دوسرے امامون کی تقلید سے منع کر دیا ہے۔ **مزنی** (شاگرد امام شافعی) نے اپنی
کتاب مختصر کے دیباچہ مین کہا ہے کہ مینے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور اسکے
اقوال کے معنے (یعنے اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونا
ارادہ کرے مین اسکو اس شخص کی طرف نزدیک کر دون باوجودیکہ مین اسکو امام شافعی کی ممانعت سے

له ویزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح الله علیّ بالاشتغا
ت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الکتاب والسنة
ذلک او یقاربه توفیقًا من الله بمعاودة الامر الاول
المتقدمون من استنباط الاحکام من الاصلین
لف فیها طلبًا لفهم معانیها ثم ایصالا الی الراجح منها
لشافعی رضی الله عنه وغیره من ائمة الکتب شادها الله تعالی
صوابا لانهم ارادوا تقلیدهم ونصرة اقوالهم کیف ما
الشافعی رضی الله عنه نهی عن تقلیده وتقلید غیره
ل المختصر اختصرت هذا من علم الشافعی ومن معنی
ع اعلامه نهیه عن تقلیده وتقلید غیره لینظر فیه

ویحتاط لنفسه ای یسعی اعلاء من اراد علم الشافعی نهی الشافعی عن تقلیده وتقلید
غیره هذا احسن ما قیل هذا الکلام وانظروا رحمکم الله الی قوله لینظر فیه
لدینه ویحتاط لنفسه ای لیسترشد بذلک الی الحق قال فالمزنی امتثل امر ما
فی النهی عن تقلیده فخالفه فی هذه المسئلة لما ظهر له من النظر فهو موافق
ممتثل للامر وقد فعل هذا صاحبه البویطی فی مسئلة التیمم الی الکوعین فخالفه
وصدر الیه وکذلک جماعة من اهل العلم والتحقیق المصنفین علی مذهب الشافعی
نصروا مذهبه وامتثلوا ما امر به من مخالفة قوله عند قیام الدلیل علی
خلافه وهذا مأمور به من جهة الشارع ولو لم یقله الشافعی اذ کل مجتهد
منهم ما امکنه فما وصل الیه علمه علی قلة ذلک وفرقه فی کیفیتهم وانما یکثر ذلک
فی کتب المصنفین من اهل الحدیث الباحثین عن فقهه ومعانیه الزاکرین

[illegible] وغیرکی مطلع کرچکا ہون تو کہ وہ اس حکم امام کو اس کتاب مین نظر کرے اور اسپر آپ
[illegible] یاط عمل مین لاوے - یہہ اس کلام مزنی کی عمدہ تفسیر ہے - اب تم مزنی کے اس قول کو جو تضمن
[illegible] کا علم چاہتا ہے وہ اس کتاب یا اس حکم امام شافعی مین نظر کرے اور اسپر آپ تیار کرے
[illegible] یہہ سمجھ لیوے یہہ ہین کہ وہ اس حکم امام کے سبب حق کی طرف ہدایت پاجاوے - امام ابو شامہ فرماتے
[illegible] ہین کہ انہون نے اپنے امام کے اس حکم ممانعت تقلید پر عمل کیا یعنے بعض مسائل مین امام شافعی کا
[illegible] خلاف کیا پھر ہن وہ امام شافعی کا موافق رہا دیکھا کہ اس خلاف مین وہ امام شافعی کا حکم جا
[illegible] اب آپ ہی امام شافعی کے شاگرد ابو یعقوب نے مسئلہ تیمم تا کف دست مین امام شافعی کا خلاف
کیا آپ ہی امام مذکور مجموعہ علماء محققین سے جو امام شافعی کے مذہب پر تھا مین تصنیف کی ہین
اور انکے مذہب کی مدد کی ہے لیکن علم کی تحصیل کی ہے اور وہان کہین قول امام شافعی کے مخالف
مسئلہ قائم ہوئی ہے وہان قول امام شافعی کی مخالفت کی ہے یہی حکم امام شافعی کا ہے اور اگر
امام شافعی حکم نہ دیتے تو بھی محقق علماء اس امر کا کام دیتے کہ مختلف امور پر بقدر اپنے علم کے ضرور
خیال رکھتے تیسرا امر یہہ کہ بکثرت تو اون مصنفین کی کتابون مین پایا جاتا ہے جو اہل حدیث ہین
اور فقہ کی فقہ اپنے استنباط مسائل سے بحث کرتے ہین اور اپنے اقوال مذہب کو بھی دلیل
مین پیش کرتے ہین - کسی کی تقلید نہین کرتے - جیسے ابو بکر بن منذر - اور

---

† اسکی تفصیل و تشریح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خاتمہ مین ہے

لاقوالهم ومذاهبهم من غير تقليد كابي بكر المزني وابي سليمان الخطابي والبيهقي وابي عمر ابن عبد البر وغيرهم ونبه عليه البغوي ايضاً وقال وقد حرم الفقهاء في زماننا النظر في كتب الحديث والآثار والبحث عن فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب المصنفة في شروحها وغريبها بل اقتوا زمانهم وعرفهم في النظر في اقوال من سبقهم من متأخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه وسلم واثار الصحابة الذين شهدوا الوحي وعاينوا المصطفى صلى الله عليه وسلم وفهموا نفائس الشريعة فلاجرم حرمهم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الآباء وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في تركهم ما لم يقفوا عليه من الحديث لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة انما كانت تلقى من افواه العلماء وهم يتفرقون في البلدان وقد زال ذلك الفقد والله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها في

ابو سلیمان خطابی اور بیہقی وغیرہ یہ بات امام بغوی نے بھی بتادی ہے۔ ۲۹

آپ (امام ابو شامہ) فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ کے فقہاء نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور اسکی فقہ اور معانی سے بحث کرنا اور ان کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ نادرہ مین تالیف ہوئی ہین مطالعہ کرنا حرام کر دیا ہے۔ انہون نے تو اپنی عمر فقہ متاخرین کے اقوال کو سمجھنے مین فنا کر دی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی کا مشاہدہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجھنا حاصل تھا) کے آثار کو دیکھنا چھوڑ دیا۔ بیشک وہ رتبۂ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی تقلید پر رہے۔ حالانکہ پہلے زمانہ مین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تھین) ترک کرنے مین معذور تھے کیونکہ اندون حدیثین جمع نہ ہوئی تھین صرف زبانی زبانی سنی جاتی تھین۔ اور وہ لوگ جنسے وہ احادیث سنی جاتی تھین شہرون مین متفرق تھے۔ اب وہ عذر خدا کے فضل سے جاتا رہا۔ حدیثین کتابون مین جمع ہو گئین محدثین نے انکے باب باب۔ اور قسم قسم بنا دئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا۔ بہتیرے حدیثون کا ضعیف و صحیح ہونا بیان کر دیا۔ راویون کے حالات عدالت و جرح

تقلید کا بی بکر السنہ و ابی سلیمان الخطابی فی البیہقی
و نبہ علیہ البغوی ایضاً و قال و قد حرم الفقہاء
الآثار و البحث فی فقہہا و معانیہا و مطالعۃ الکتب النفیسۃ
بل اقتنوا زمانہم و عمرہم فی النظر فی اقوال من سبقہم
فی نصوص نبیہم المعصوم من الخطاء صلی اللہ علیہ
و الوحی و عاینوا المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و فہموا
ہؤلاء رتبۃ الاجتہاد و بقوا مقلدین علی آبائہم
و معذورین فی ترکہم ما لم یقفوا علیہ من الحدیث
فیما بینہم مدونۃ انما کانت تلقی من افواہ العلماء
ذلک فللہ الحمد بجمع الاحادیث المجتمع بہا فی

یہ بات امام بغوی نے بھی جتادی ہے۔ ۲۲
ہماری زمانہ کے فقہا نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور
اور اون کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ
کرنا حرام کر دیا ہے۔ انہون نے تو اپنی عمر فقہاء متاخرین
ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی
علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجھنا حاصل تھا)
یک وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی مقلد
ین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تھین) ترک کرنے
ن حدیثین جمع نہوئی تھین صرف زبانی زبانی سیکھی جاتی
وہ احادیث لیجاتی تھین) شہرون مین متفرق تھے۔
سے جاتا رہا۔ محدثین کتابون مین جمع ہوگئین۔ محدثین نے
قسم بنادئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا۔ بہتیری
ہونا بیان کر دیا۔ راویون کے حالات عدالت و مجروح

کتب بوبوہا و قسموہا و سہلوا الطریق الیہا و بینوا ضعف کثیر منہا حتی کانوا
فی عدالۃ الرجال و جرح المجروح منہم و فی علل الاحادیث و لم یدعوا للمستدل ما
یتحلل بہ و فسروا القرآن و تکلموا فی غریبہما و فقہہما و کل ما یتعلق بہما فی مصنفات
عدیدۃ جلیلۃ و الا فمن ذا الذی لہ اطلاع صادق و ذکاء و فطانۃ و لذا اللغۃ
و صناعۃ الادبیۃ کل ذلک فتحریرہ اہلہ و حققوہ فالتوصل الی الاجتہاد بعد تتبع
و النظر فی الکتب المعتمدۃ اذا رزق الانسان الحفظ و الفہم و معرفۃ اللسان اسہل منہ
قبل ذلک۔ انتہی کلام ابی شامۃ و بانتہائہ انتہی ما نقل مولانا ولی اللہ عن رسالۃ السیوطی

اسی قسم کے چند دفعات کتاب امام ابو شامہ کے رسالہ امام سیوطی سے جناب شاہصاحب نے
نقل کیے ہین۔ اسکے بعد اپنی روش و مذہب کو بیان فرمایا ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ مین ان مذہب
مشہورہ مین سے کسی خاص مذہب کا پابند نہین ہون۔ بلکہ جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت و مستنبط ہو
وہی میرا مذہب ہے۔ تاہم اپنی نظر محض اتباع شریعت (کتاب و سنت) پر رکھتا ہون۔ اور جس
شخص کا قول کتاب و سنت کے موافق ہوتا ہے اسکو پسند کرتا ہون۔ اس طرح استدلال کتاب و
سنت مین اجتہاد مستقل کا (جسکی تفسیر صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ مین گذر چکی ہے) مین مدعی نہین ہون۔ بلکہ قواعد
مقررہ مجتہدین سابق کے مطابق استنباط و استدلال کرتا ہون۔ خواہ وہ استنباط کسی مذہب
کے مخالف ہو خواہ موافق۔ بعینہ اس روش کے مطابق جسکا بیان عبارات منقولہ بالا مین

ہوتے ہین۔ اور حدیث کی حالتون (یعنی صحیح و ضعیف وغیرہ) کے بیان کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ قرآن کی تفسیر کرنے والے کے لیے علت سمجھنے کی ضرورت نہ رہے۔ قرآن کی تفسیر کرنے والے کے لیے شاذ و نادر الفاظ اور اسکی لغت (یا ہر ایک حکم مین اختلاف کے متعلق تفتیش مین متعدد کتابون مین
طالب صادق ہشیار و ہوشیار کے لیے اشکال کر رکھا ہے۔ اب یہی علم حدیث اور فن عربیت کا
ما ہے ان سب علمون کو (جو اجتہاد کے آلات و ذرائع ہین) انکے جاننے والون اور حاملون
نے صاف لکھدیا اور خوب تحقیق کر دیا ہے۔ اب (اگر خدا تعالیٰ سمجھ اور قوت یاد داشت عنایت
کرے تو) اجتہاد کو پہنچنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

آصل کلام فارسی جناب کو ہمنے اس مقام مین اسلیئے نقل نہین کیا کہ ورق اخیر اوراق مقدمہ
رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** حضرت شاہ صاحب مین ہو تم نقل ہو
دو دفعہ ہمارے ہاتھہ سے جاتا رہا۔ پہلی دفعہ تو ایک چھوٹے بچے نے پہاڑ کر کہین پہینک دیا
جب تلاش کرا کر اسکے ٹکڑون کو پہر دیدیا گیا۔ تو دوسری دفعہ تھوڑی ہی غیبوبت مین وہ پیوند
شدہ ورق پہر اسی بچے یا کسی اور حریف نے اُٹھا لیا پہر باوجود کمال تلاش وہ ہاتھہ
نہ آیا اسلیئے جو کچھہ اُسکا خلاصہ مطلب ہمارے ذہن مین مستحضر تھا ہمنے نقل کر دیا۔
شاید اسمین الفاظ یا سیاق کا کچھہ فرق ہوا ہو تو ہو اصل مطلب مین غالباً کچھہ فرق و تفاوت نہو
موجودہ و متقولہ عبارت انتباہ و دیگر تصانیف شاہ صاحب بھی اسی مطلب کی مصدق ہین
جناب ممدوح کی کلام اور آپکے مسلمات و مستندات سے علاوہ اوروں کے بیانات و دعاوے
کی پوری تائید و تصدیق ہوئی۔ اور یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اجتہاد کسی وقت اور کسی
بلد سے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ پچھلے زمانون کی نسبت پہلے زمانون مین علوم آلات و
اسباب اجتہاد زیادہ مہیا و موجود ہین۔ جسکو وہ آلات میسر آوین وہ (اگر ذہن و فراست
بھی رکھتا ہو) پچھلون کی نسبت آسانی سے اجتہاد پر قادر ہو سکتا ہے گو وضع قواعد واصول
مین مجتہدین سابقین پر سبقت نہ لیجا سکے اور نہ تجدید قواعد کر سکے نہ اس باب مین مدعی
استقلال ہو سکے۔

اُن عبارات مین اکثر جگہ اجتہاد کے علوم و آلات کا ذکر آیا ہے۔ اسلیئے مناسب بلکہ ضرور ہے
کہ اسمقام مین اون علوم و آلات کا ذکر کیا جاوے جنکو علمانے شروط اجتہاد ٹہرایا ہے۔
ان علوم کا اس زمانہ مین موجود ہونا اور انکے موجود و میسر ہونیکے سبب اس زمانہ مین بہ نسبت
سابق اجتہاد کا آسان ہونا ناظرین کو متیقن ہو۔

پس واضح ہو کہ علوم آلات اجتہاد جنکی شرط ہونے پر اتفاق ہے صرف دو علم ہین۔ علم قرآن
و علم حدیث اس مقدار و حد تک جسکو احکام سے تعلق ہے۔

بعضے علوم عربیہ یعنے نحو - معانی - بیان وغیرہ کو بھی شرط ٹھہراتے ہین - مگر اہل تحقیق کے نزدیک شرط علم قرآن و حدیث کے بعد ان علوم کے شرط کرنیکی حاجت نہین ہی -
بعضے علم اصول فقہ کو شرط ٹھہراتے ہین - بعضے علم مواضع اتفاق و اختلاف علما کو -
بعضے علم اقسام و احکام قیاس کو - بعضے علم مسائل جزئیہ فقہیہ و علم کلام کو بھی شرط سمجھتے ہین - پر ان اخیر علمون کا شرط اجتہاد ہونا محققین نے رد کر دیا ہے -

پھر یہہ سبھی علوم (علی اختلاف الاقوال) مجتہد مطلق کے لیئے (جو ہر مسئلہ مین اجتہاد کرے) شرط ہین - مجتہد فی البعض (یعنے بعض مسائل مین اجتہاد کرنے والا) کے لیئے ان سب علوم کا جاننا کسی کے نزدیک بھی شرط نہین ہی - اسکے لیئے خاص اسی علم کے کسی مسئلہ کا جاننا شرط ہی جسکو اسکے اجتہاد فی مسئلہ سے تعلق ہو -

اس اجمال کی تفصیل کتب اصول فقہ حنفیہ و شافعیہ و محدثین مین موجود ہی ہم اس مقام مین چند کتب معتبر کی شہادت پیش کرتے ہین - توضیح مین کہا ہے اجتہاد کی شرط یہہ ہے

باب ۲ الاجتہاد - شرطہ ان یعرف من العلوم علم الکتاب معناہ لغۃ و شرعا و ما یتعلق بہ المذکورۃ و علم السنۃ متنا و اسنادا و وجوہ القیاس کما ذکرنا -
(توضیح)
و شرطہ ای اجتہاد ان یجمع العلم بامور ثلثۃ الاول الکتاب ای القرآن بان یعرف بمعانیہ الغۃ و شریعۃ اما لغۃ فبان یعرف معانی المفردات و المرکبات و خواصہا الافادیۃ فیتعلق بہ اللغۃ و الصرف و النحو و المعانی و البیان اللہم الا ان یعرف ذلک بحسب السلیقۃ

کہ کتاب کے معانی لغوی و شرعی اور اسکے متعلقات کو جانے - اور حدیث کو متن و اسناد سے پہچانے اور قیاس کی وجوہ و قسمون کا علم رکھے -

اسکی شرح تلویح مین ہے کہ اجتہاد کی شرطین

علم کا جاننا ہے اول قرآن - یعنی اسکے معنے لغوی اور شرعی کو جانے - لغوی کا جاننا اسطرح کہ اسکے مفرد اور مرکب لفظون اور انکی خاصیتون کو جانے اسمین وہ علم لغت و صرف و نحو و معانی و بیان کا محتاج ہوگا بجز اوسحالت کے کہ وہ صرف سلیقہ (یعنی روزمرہ کے محاورہ (بول چال سے) اون

وأما شرعية فبأن يعرف المعاني المؤثرة
في الأحكام مثلا يعرف في قوله تعالى أو
جاء أحد منكم من الغائط أن المراد
بالغائط الخارج وأن علة الحكم خروج النجاسة
عن البدن لا نشأ الحي وبأقسام من الخاص
والعام والمشترك والمجمل والمفسر وغير ذلك
مما سبق ذكره بأن يعلم أن هذا خاص
وذلك عام وهذا ناسخ وذلك منسوخ
إلى غير ذلك ولا خفاء في أن هذا مغاير
لمعرفة المعاني والمراد بالكتاب قدر ما يتعلق
بمعرفة الأحكام والمعتبر هو العلم بمواقعها
بحيث يتمكن من الرجوع إليها عند طلب
الحكم لا الحفظ عن ظهر القلب الثاني السنة
قدر ما يتعلق بالأحكام بأن يعرفها بمتنها
وهو نفس الحديث وسندها وهو طريق
وصوله إلينا من تواتر أو شهرة أو آحاد
وما يدخل في ذلك معرفة حال الرواة
والجرح والتعديل إلا أن البحث عن أحوال
الرواة في زماننا هذا كالمتعذر لطول
المدة وكثرة الوسائط فالأولى الاكتفاء
بتعديل الأئمة الموثوق بهم في علم الحديث كالبخاري

[illegible]
پڑھائے عربی کلام [illegible]
معانی شرعیہ کا جاننا [illegible]
اسباب و اصول کو جاننے [illegible]
[illegible]
[illegible] اور حکم طہارت کا سبب [illegible]
بدن سے خارج ہونا خیال کرے [illegible] قرآن
اقسام عام [illegible] مشترک [illegible]
جاننے [illegible] قرآن [illegible]
ضروری ہے [illegible]
متعلق ہیں [illegible]
برزبان ہوں [illegible] وقت [illegible]
[illegible] دوم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ضمیمہ اشاعت السنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۳ لغایت ۶ — متضمن مسائل مہمہ محدثین اہل السنہ — جلد ۳

بابت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ روپیہ	آنہ
۱	قیمت اخص	اسلامی ریاستوں کے نواب و رئیس	۶	۰
۲	قیمت خاص	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی	۴	۰
۳	قیمت عام	متوسط اہل وسعت	عہ	۸
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی دیں	۰	۱۲
۵	قیمت للاہی	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا	۰

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعت السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چار چند ہے +

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا +

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان مندرجہ حاشیہ ہونا چاہئے

و ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا +

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

تتمہ عبارات انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ

(جو نمبر سابق مین بصفحہ ۱۳ ناتمام رہ گئی تہی)

{یہ عبارت راقم نے ہدایۃ السائل وغیرہ تصنیفات نواب صاحب بہوپال سے پائی ہین ناظرین اسکو اپنے موقع پر چسپان فرمادین اور اسکے شکریہ مین نواب صاحب کے لئے دعاخیر کرین۔}

فقیر دعوی استقلال ندارد بلکہ انرا و بعد ازانکہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ و مطمح قصد معرفت مقصد شارع ساختہ و مجتہدین و محدثین را روات دین دانستہ و حرف تقلید یکسو گذاشتہ و تخریج بر قول کس و مقید بودن بر دش کسی موقوف داشتہ کما کان حال القرون الاولی و حال جماعۃ من القرون المتاخرۃ متردد است در دو حالت۔ در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال بر بعض میکند و بتراجیح اخذ مینماید و در بعض احوال تکلفات بارده متاخران را مناسب بقرون اولی نمی یابد و خشک شدن را بر بعض وجوہ مرویہ و چشم پوشیدن از بعض آنہا رضا نمیدہد و تضییق چیزے کہ در قرون اولی دران فسحتی بود بر قاعدہ نمی شمارد و جولانگاہ انظار اہل رائے علم مصالح و مفاسد می داند نہ علم شرایع و حدود درین صورتہا توقف میکند از قبول تقاریع و تخاریج متاخران و بر صرافت و قبول اولی واقف میشود (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ صاحب قدس سرہ)

(علی ما نقل من ہدایۃ السائل صفحہ ۵۳۶ و ریاض المرتاض صفحہ ۷۲)

تتمہ جواب اعتراض اوّل متعلق عمل بالحدیث

بقیہ شہادت کتب اصول متضمن شرط اجتہاد

اور امام **فخر الدین** رازی نے کتاب **محصول** میں فرمایا ہے تو جان لے

اعلم ان شرط الاجتهاد اینکون المکلف بحیث یمکنه الاستدلال بالدلایل الشرعیة علی الاحکام وهذه الملکة مشروطة بامورٍ احدها اینکون عارفا بمقتضی اللفظ ومعناه لانه ان لم یکن کذلک لم یفهم منه شیئا ولما کان اللفظ قد یفیده معناه لغةً وشرعًا وجب ان یعرف اللغة والالفاظ العرفیة والشرعیة وثانیها ان یعرف من حال المخاطب انه یعنی باللفظ ما تقتضیه ظواهره ان تجردا وما یقتضیه مع قرینة لانه لولا ذلک لما حصل الوثوق بخطابه لجواز اینکون عنی به

اجتہاد کی **شرط** یہ ہے کہ اجتہاد کنندہ کو دلایل شرعیہ سے ٹھیک استدلال کرنیکی **قدرت** حاصل ہو اس **قدرت** کے لئے کئی امور **شرط** ہیں **ایک** یہ کہ وہ لفظ اور اسکے معنی کے اقتضا سے واقف ہو ایسا نہو گا تو وہ اس لفظ سے کچھ نہ سمجھیگا۔ اور جبکہ لفظ کبھی لغوی معنی بتاتا ہے کبھی شرعی تو ضرور ہوا کہ وہ لغت (عام زبان) اور الفاظ عرفی اور شرعی کو بھی جانتا ہو

دوسرا یہ کہ وہ متکلم (جسکی کلام میں اجتہاد کرنا چاہتا ہو) کے حال و چال سے یہ بات جانتا ہو کہ وہ خالی از قرینہ† کلام کہنے کے وقت اسکے ظاہری معنی

† قرینہ وہ علامت لفظی یا حالی ہے کہ لفظ کو ظاہری معنی سے پھیر دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اس لفظ سے ظاہری معنی کا خلاف مراد ہے جیسے کسی کا یہ کہنا ایک شیر تیر چلاتا ہے یہ حالی قرینہ ہے جو بتا رہا ہے کہ اس لفظ شیر سے مراد وہ حیوان نہیں جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتا ہے بلکہ کوئی بہادر

غير ظاهر كما مر انه لم يتبين - وثانيها
ان يعرف تجرد اللفظ ان كان مجردا
وقرينته ان كانت معه قرينة والا
لوادى نعرف ذلك لجوزنا في المجرد
ان تكون معه قرينة تقتضي خلاف
ظاهره -
ثم القرينة قد تكون عقلية
وقد تكون سمعية - اما القرينة
العقلية فانها تبين ما يجوز ان
يراد باللفظ مما لا يجوز - واما
السمعية فهي الدلة تقتضي
تخصيص العموم في الاعيان وهو
المسمى بالتخصيص وبالازمان
وهو النسخ والتي تقتضي تعميم
الخاص وهو القياس وحيث يجب
ان يكون عارفا بشرائط القياس
ليميز ما يجوز عما لا يجوز -
ثم ان هذه الادلة السمعية
غائبة عنا فلا بد من نقلها -
والنقل اما متواتر او احاد فلا بد

مراد کہتا ہے اور جب اسکی کلام مین
کوئی ظاہری معنی کے برخلاف قرینہ
لگا ہو تو اس سے خلاف ظاہر معنی مراد
لینا جب اس بات کا علم نہو تو اسکو اسکی
کلام پر بھروسہ نہین ہو سکتا شاید اسنے
اپنی کلام سے معنی خلاف ظاہر مراد
رکھے ہون جنکو بیان نہین کیا تیسرا
یہ کہ وہ لفظ کا قرینہ سے خالی ہونا اور
یا قرینہ ہونا پہچانتا ہو ایسا نہ ہوگا
تو لفظ خالی از قرینہ کو ظاہری معنی سے
پھیرنا جایز سمجھا جائیگا پھر یہہ قرینہ
کبھی عقلی ہوتا ہے کبھی سماعی عقلی
تو وہ ہے جو بتا دے کہ اس لفظ سے
یہ مراد لینا جایز ہے یا ناجایز سماعی
وہ (دلایل سمعی) ہین جو عام حکم کو بعض
اشخاص سے مخصوص کرتے ہین جسکو
تخصیص کہتے ہین یا کسی زمانہ سے
خاص کرتے ہین جسکو نسخ کہتے ہین
یا خاص حکم کو عام بناتے ہین جو قیاس
کہلاتا ہے - اسوقت مجتہد کو یہ بھی جاننا
کہ قیاس کی شرطین کیا ہین تاکہ وہ ان احکام مین جنکا عام کرنا جایز ہے اور ان احکام

ف یہان سے مصنف کا ابتدا ہوتا ہے جسکو ہم ثبت کرتے ہین انشاء اللہ تعالی - ادیبہ

واینکون عارفا بشرایط کل واحد
منهما ثم عند الاحاطة بانواع
الادلة لابد واینکون عارفا بالجهات
المعتبرة فی التراجیح - فان قال
قائل فصلوا العلوم التی یحتاج
المجتهد الیها قلنا قال الغزالی رح
مدارك الاحکام اربعة الکتاب
والسنة والاجماع والعقل
فلابد من العلم بهذه الاربعة
ولابد معها من اربعة اخری
اثنان مقدمان واثنان
موخران فهذه ثمانیة لابد
من شرحها -
اما کتاب الله فلابد من
معرفته وفیه تحقیقان احدهما
انه لایشترط معرفته جمیعه
بل ما یتعلق منه بالاحکام و
هو خمس مائة آیة وثانیهما انه
لایشترط حفظها بل اینکون عالما
بمواقعها حتی یطلب منها الآیة

مین جنکا عام کرنا ناجایز ہے تمیز کرے
پہر جبکہ دلائل سمعی ہمارے خیال سے غائب
(جدا) ہوتے ہیں تو ضرور ہوگا کہ وہ
ہمکو دوسرونکی نقل و روایت سے پہنچین
اور نقل کئی طرح ہوتی ہے **متواتر**
جو بہت سی بیشمار اشخاص کے ذریعہ سی
پہنچے **آحاد** جو اکے دکے راویون
سے پہنچین اسلئے ضرور ہوا کہ مجتہد متواتر
و آحاد کی شرطوں کو بھی پہچانے -
ان سب دلایل کو جان لیگا تو پہر یہ بھی
ضروری ہوگا کہ وہ ان وجوہات کو جانے
جنکا (بعض معانی و احکام و دلایل) کی
ترجیح مین لحاظ ہوتا ہے - اگر ان علوم
کی تفصیل چاہو تو مین کہتا ہون کہ
امام غزالی نے فرمایا ہے کہ احکام معلوم
ہونیکے چار محل ہین کتاب اللہ و سنت
و اجماع و عقل پہر چارون کے لئے چار علوم
اور بکار ہین جو دو ان سے مقدم ہین
اور دو موخر پس یہ آٹھ علوم ہوئے
جنکی تشریح ضروری ہے -

کتاب اللہ کی معرفت تو ضروری چاہئے اسمین دو تحقیقی باتین ہین ایک یہ کہ جبکہ

المحتاج اليها عند الحاجة
واما السنة فلا بد من معرفة الاحاديث
التي تتعلق بالاحكام وهي مع كثرتها
مضبوطة في الكتب وفيه التحقيقان
المذكوران الاول انه لا يلزمه معرفة
جميع ما يتعلق من الاخبار بالمواعظ
واحكام الآخرة - والثاني انه لا يلزمه
حفظها بل ان يكون اصل صحيح مشتمل
على الاحاديث المتعلقة بالاحكام
واما الاجماع فينبغي ان يكون عالما
بمواقع الاجماع حتى لا يفتي بخلاف
الاجماع وطريق ذلك ان لا يفتي
الا بشيء يوافق قول واحد من
العلماء المتقدمين او يغلب على ظنه
انه واقعة متولدة في هذا العصر
ولم يكن لاهل الاجماع فيها خوض -
واما العقل فيعرف البراءة الاصلية
ويعرف انا مكلفون بالتمسك بها
الا اذا ورد ما يصرفها عنهما وهو
نص او اجماع او قياس على شرائط

جاننا شرط نہین بلکہ ان آیات کا جو احکام
کے متعلق ہین جو صرف پانچسو آیہ ہے
دوسری یہ کہ ان آیات متعلقہ احکام کا
حفظ کر رکہنا شرط نہین بلکہ اس کے محل
و موقع کو جاننا اور بوقت حاجت نکال سکنا
سنت (حدیث) سے بھی انہی احادیث
کی معرفت ضروری ہے جو احکام کے
متعلق ہین وہ احادیث باوجودیکہ نہایت
کثرت سے ہین پہر بہی کتب حدیث مین
جمع ہو چکی ہین - اسمین بہی وہی دو
تحقیقین ملحوظ ہین اول یہ کہ سبہی احادیث
متعلق وعظ و احکام اخروی وغیرہ
مراد نہین دوسری یہ کہ انکا ازبر کر رکہنا
شرط نہین بلکہ نسخہ صحیحہ کا جو احادیث
متعلق احکام پر مشتمل ہو مجتہد کے پاس
ہونا کافی ہے -
اجماع کے محلونکا جاننا چاہیے کہ کس
کس مسئلہ پر ہوا تاکہ اسکے مخالف فتوی نہ دے
اسکا طریق یہ ہے کہ ایسی بات سے فتوی نہ دے
اب رہی **عقل** اس سے یہ جانے کہ اصل ہر چیز
مین آزادی و معافی ہے اور ہم اس آزادی و معافی سے تمسک کرنیکے مامور ہین بجز اس محل کے جہان نص (آیہ یا حدیث)

الصحة فهذه هي العلوم الاربعة -
واما العلمان المتقدمان فاحدهما
علم شرائط الحد والبرهان على
الاطلاق وثانيهما معرفة النحو
واللغة والصرف لان شرعنا عربي
فلا يمكن التوسل اليه الا بفهم كلام
العرب وما لا يتم الواجب الا به فهو
واجب ولا بد في هذه العلوم من القدر
الذي يتمكن به المجتهد من معرفة
الكتاب والسنة -
واما العلمان الموخران فاحدهما يتعلق
بالكتاب وهو الناسخ والمنسوخ
والآخر بالسنة وهو علم الجرح والتعديل
ومعرفة احوال الرجال -
واعلم ان البحث عن احوال الرجال في
زماننا هذا مع طول المدة وكثرة
الوسائل امر كالمتعذر فالاولى
الاكتفاء بتعديل الائمة الذين
اتفق الخلق على عدالتهما كالبخاري

اس آزادی و معافی سے مانع ہو یا اجماع
یا قیاس بشرائط صحیحہ اس سے پہیر دی
یہہ وہ چار علوم ہوئے -
اب وہ دو علم بیان ہوتے ہین جو ان
چارون سے مقدم ہین ایک علم تعریفات
اور دلایل اشیا ہے (جسکو منطق کہتے ہین)
دوسرا علم نحو و لغت و صرف - یہ اسلئے
ضروری ہے کہ ہماری شرع عربی زبان
مین ہے اسکو پہنچنا بجز عربی کلام سمجہنے کے
ممکن نہین اور اسکا سمجہنا ان علوم کے
سوا متصور نہین ہے اور جس چیز کے
سوا ایک امر واجب کا پورا ہونا ناممکن
ہو وہ واجب ہوا کرتی ہے ان علوم سے
بہی اسیقدر جاننا ضروری ہے جس سے
کتاب و سنت کی معرفت ہو سکے -
اب رہے وہ دو علم جو ان سے موخر ہین انمین سے
ایک تو علم ناسخ و منسوخ ہے جو کتاب اللہ
کے متعلق ہے دوسرا علم جرح و تعدیل
وغیرہ احوال راویونکا جو حدیث کے متعلق ہے
یہہ جان رکہہ کہ ہمارے زمانہ مین طول مدت اور کثرت راویوں کے سبب راویوں کے حالات
سے بحث کرنا مشکل امر ہے لہذا اس زمانہ مین یہی بہتر ہے کہ ان آئمہ کی جرح و تعدیل پر

ومسلم وامثالهما -

وقد ظهر مما ذكرنا ان اهم العلوم للمجتهد علم اصول الفقه واما سائر العلوم فغير مهمة في ذلك -

واما الكلام فغير معتبرة لانا لو فرضنا انسانا جازما بالاسلام تقليدا لكنه مكنة الاستدلال بالدلايل الشرعية على الاحكام - واما تفاريع الفقه فلا حاجة اليها لان هذه التفاريع ولدها المجتهدون بعد ان فازوا بمنصب الاجتهاد فكيف يكون شرطا -

واعلم ان الانسان كلما كان اكمل في هذه العلوم التي لابد منها في الاجتهاد كان منصبه في الاجتهاد اعلى واتم - وضبط القدر الذي لابد منه على اليقين كالامر المتعذر

اکتفا کیا جاوے جسکی عدالت پر تمام لوگون کا اتفاق ہے جیسے امام بخاری یا مسلم یا اُن کے امثال و اقران -

ہماری اِس بیان سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ سب علوم سے بڑھکر مجتہد کے لیے علم اصول فقہ کا ہے - ان علوم شرعیہ کے سوا اَور علوم مجتہد کے لئے ضروری نہین ہین - علم کلام کا تو اجتہاد مین کچھہ بھی اعتبار نہین فرض کرو ایک شخص اسلام کا تقلیدًا یقین رکھتا ہے یعنی دلائل علم کلام کا کلام وہ نہیں جانتا اگر وہ دلایل شرعیہ سے استدلال کرنا چاہے تو اسمین کون مانع ہے - اب رہے جزئیات و مسائل فقہیہ ان کے جاننے کی بھی مجتہد ہونیکے لئے کچھہ ضرورت نہین کیونکہ ان جزئیات کو تو مجتہدون نے مجتہد ہونیکے بعد پیدا کیا ہے پھر وہ اجتہاد کے لئے کیونکر شرط ہو سکتی ہے - یہہ بھی جان لے کہ جہانتک انسان اِن علوم مین زیادہ کامل ہوگا اُسی حد تک اُسکا رتبہ اجتہاد بلند و کامل ہوگا اور یقینًا یہ حد مقرر کرنا کہ اجتہاد کے لئے کس قدر علوم کا حاصل ہونا ضرور ہے ایک مشکل سا امر ہے +

ایسا ہی مغنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین شروط اجتہاد کا بیان ہے کسی کتاب اصول

بین ان شروط سے بڑی بڑی دقت نہ کون شخص اجتہاد مذکور نہیں ہے۔
عبارت محصول امام رازی ہین جو آیات متعلق احکام کی تعداد پانچسو تک بتائی ہے یہ بات اگرچہ لوگون کی زبان پر اور کئی کتابون میں پائی جاتی ہے مگر اسمین بعض مقدمات کو کلام ہے جو مدلل ولائق توجہ ناظرین ہے ان کے نزدیک ان آیات متعلقہ احکام کی تعداد جنکو لوگ آیات احکام کہتے ہین اور وہ ظاہر المعنی ہیں دوسو سے زیادہ نہین ہے۔ اور جو اسمیں اور عبارت تلویح مین احادیث متعلقہ احکام کا کتب حدیث مین مجتمع ومنضبط ہوجانا اور ان کتب اور ان کے مصنفین ائمہ کا اس باب مین مدار اعتماد ہونا اور اجتہاد کے لئے مجملہ آیات واحادیث صرف آیات واحادیث متعلقہ احکام کا علم ضروری ہونا ازسوبھی نہ اس طور پر کہ وہ آیات واحادیث ازبر اور نوک زبان ہون بلکہ صرف اس معنی کر کہ بوقت حاجت کتاب سے نکالی جاسکین) اور ان علوم کے سوا اور علوم (کلام ومعانی وبیان وفقہ) کا شرط اجتہاد نہ ہونا بیان ہوا سب بھی اکثر متقدمین ومتاخرین اصولیین ومحدثین کا بیان ہے۔ ہمنے (بجز مقلدین کی طمانیت خاطر کے لئے نقل اقوال ائمہ مقلدین اصحاب ابی حنیفہ وشافعی وغیرہ) کو مقدم کیا۔ اب اسکی تائید مین چند اقوال محققین بھی پیش کرتے ہین۔

سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی اپنی کتاب قواعد مین فرماتے ہین چنانچہ نواب صاحب بھوپال اپنے رسالہ حبہ مین انسے نقل کرتے ہین) مین تجھ پر شروط

واذا اسقطت الکلام فی شرائط الاجتہاد فانہم اشترطوا	اجتہاد ہونا متاخرین ازانجملہ بعض لوگون نے جو کلام کو شرط اجتہاد

† یہ سائل کہا ہے کہ نفس الامر مین ان مسائل [illegible] ہی حصہ زیادہ ہے۔ دیکھو حصول المامول صفحہ ۱۰۰)

علم الکلام وصحح المحققون انہ غیر
شرط فی الاجتہاد وانما ھو عند
اھل ھذہ المقالۃ شرط فی صحۃ
العقیدۃ - والحق انہ لا معنی لھذا
فقد اجتہد الصدر الاول الذین علیہم
المعول قبل التصنیف فیہ والتدریس
بل قبل التسمیۃ لہ والتاسیس ×
× × × × × × الشرط الثانی
معرفۃ الآیات القرآنیۃ الشرعیۃ
وقد قیل انہا خمسمائۃ آیۃ وصح ذلک
وانما ھی مائتا آیۃ او قریب من ذلک
علی عدد ای القرآن المعروف وان
عدلنا عنہ وجعلنا الآیۃ کل جملۃ
مفیدۃ یصح ان یسمی کلاما عند النحاۃ
کان اکثر من خمسمائۃ آیۃ وھذا
القرآن من شک فیہ فلیعد - ولا
اعلم ان احدا من العلماء اوجب حفظہا
غیبا بل شرط ان یعرف مواضعہا
حتی یتمکن عند الحاجۃ من الرجوع
الیہا فمن نقلہا الی کراسۃ وافردہا

مگر محققین نے اس بات کو صحیح کہا ہے
کہ وہ شرط اجتہاد نہین - ان لوگون
(قایلین شرطیت کلام) نے بہی اسکو
شرط صحت عقیدہ کہا ہے نہ شرط اجتہاد
اور حق یہی ہے کہ اسکی شرط اجتہاد یا شرط
صحت اعتقاد ہونیکی کچہہ معنی نہیں - صدر
اول (صحابہؓ) نے جن پر اعتماد ہے بہی
اجتہاد کیا جبکہ اس علم کا نام ونشان نتھا
× × × × × دوسری شرط
آیات قرآنیہ کا (جو احکام شرعیہ کے
متعلق ہین) جاننا - بعض لوگون نے کہا
ہے کہ وہ پانسو آیتین ہیں مگر یہہ بات
صحیح نہین - وہ تو دو ہی سو یا اس کے
قریب قریب ہین اگر آیتون کا معمولی عدد
شمار ہو - اور اگر ہم آیتون کا مشہور عدد
چہوڑ کر ہر ایک فقرہ کو جو ایک معنی بتادے
اور وہ نحویونکی اصطلاح میں کلام کہلائے
آیہ شمار کرین تو پانسو سی بھی زیادہ عدد
بڑہ جاتا ہے جسکو شک ہو وہ (قرآن
موجود ہے) گنکر دیکہہ لے -

پہر ان دو سو آیہ کو نوک زبان یاد رکہنا ہماری علم مین کسینے ضروری نہین کہا شرط

لكفاه ذلك وقد افردتها بشرح و
سميتها نيل المرام بتفسير آيات
الاحكام -

الشرط الثالث معرفة جملة من الاخبار
النبوية ويكفي فيها معرفة كتاب جامع
مثل الترمذي وسنن ابي داؤد
والبخاري ومسلم بل فيها ما الاحب
معرفته على مجتهد لانها جامعة لاخبار
النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه وسيرته
ومغازيه وبعوثه ولما ورد من تفسير
القرآن الكريم من كلامه واذكر
الرقاق والجنة والنار واحوال القيامة
والملاحم (وكذا وكذا) .....
والذي يدل على ان جملة الاخبار بتكفيه
ولا يجب الاحاطة بها ان الصحابة قد صح
اجتهادهم واحكامهم ولم يحيطوا
بها علما وكذلك التابعون وائمة الاسلام
لم يعلم احد احاط بها حتى قال السافعي
علما لا يحيط بها احد اثنا عشر الف حديث
وهذا صحيح وهو قول الجماهير والخلاف

یہی ہے کہ انکا ٹہکانا جانے اور بوقت حاجت
انکی طرف رجوع کرسکے پس اگر کوئی انکو
چند اوراق مین جمع کرلے تو کافی ہوگا
ہمنے (نواب صاحب فرماتے ہین) انکو
شرح کے ساتھ ایک رسالہ مین جمع کیا ہے
جسکا نام نیل المرام ہے -

تیسری شرط یہ ہے کہ کسیقدر احادیث
بہی جانتا ہو - اسمین کوئی ایک کتاب
جامع (جیسے ترمذی سنن ابی داؤد و بخاری
و مسلم) کا جاننا کافی ہے - بلکہ ان کتابون
مین ایسی حدیثین بہی ہین جنکا جاننا مجتہد
کے لئے ضروری نہین ہے کیونکہ انمین آنحضرت
و صحابہؓ کے حالات اور جنگنامے اور آیات قرآن
کی تفسیر اور زہد کی باتین اور بہشت و دوزخ
و قیامت کے حالات وغیرہ بہی ہین جنکی مجتہد
مین ضرورت نہین - اور اس بات
پر کہ کسیقدر احادیث مجتہد کے لئے کافی
ہین سبہی احادیث پر احاطہ واجب نہین
دلیل یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے صحاب کا اجتہاد
صحیح تہا حالانکہ انکو سبہی احادیث پر احاطہ †

† اس بات مین مولف نے شیعجات مسئلہ مین پہی تفصیلی بحث ہے کہ یہ بحث اسمقام کے کہین دیکہی نہین گہی خاتمین ان
پر چون کو ملاحظہ مین لاوین تو عجب حظ اٹہاوین -

فيه شاذ والحجة عليه واضحة
والله الحمد - والاولى لمن اراد الاجتهاد
ان يعرف كتابا من كتب الاحكام التي
اقتصر اهلها على ذكر احاديث التحليل
والتحريم واجمعوا جميع ما في كتب
الفن من ذلك بتنوعه الصحيح والسقيم
مثل المنتقى لابن تيمية وما احسنه
لو بين الصحيح من الضعيف كما بينا
ومثل الاحكام لعبد الحق الوسطى
والصغرى والاحكام الكبرى
المقدسي والاحكام الكبرى
لعبد الغني المقدسي والخلاصة
للنووي وهي مفيدة جدا لكنه
لم يكملها -
وما ذكره الحافظ ابو محمد المنذري
في كتابه اختصر سنن ابي داود
من الاعتراضات والفوائد - و
والده كتاب الامام ابن دقيق

ایسی بھی تالیفین وغیرہ داخل سلام ہے
انمین سے کوئی ایک بھی ایسا معلوم نہین
جو احادیث پر احاطہ کرتا ہو جنکی -
امام شافعی رح نے یہ کہدیا ہے کہ وہ علمون
لغت وحدیث پر کسیکو احاطہ نہین ہی
بات صحیح ہے جسکی جمہور قایل ہین اسکے مخالف
شاذ و نادر لوگ ہین اور اسپر خدا کے نضل
سے دلیل واضح ہے جو شخص اجتہاد کا
ارادہ کرے اسکے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ان
کتابونکو دیکھے جو احکام مین تالیف ہوئی
ہین انکے مصنفون نے ان سب احادیث کا
جنسے احکام کو استدلال ہے جمع کیا ہے
جانتی ہین جیسی کتاب منتقی الاخبار ابن تیمیہ
یہ کتاب کیسی اچھی تھی اگر مؤلف اسمین صحیح
وضعیف کا بیان پورا کرتا اور کتاب
احکام وسطی وصغری عبد الحق
اور احکام کبری عبد الغنی مقدسی
اور احکام ضیاء الدین مقدسی
اور خلاصہ کہ یہ نووی عبد الغنی مقدسی و ضیاء الدین
پر ایک اور وہ کتاب جسکا مؤلف نے پورا نہین کیا

کتاب ابو داؤد سے اختصار کرکے بنائی ہے ان سب سے مختصر کتاب الالمام ابن دقیق العید ہے اس سے بھی مختصر کتاب احکام الالمام ان کے بعض شاگردونکی

واختصر منه احكام الالمام الجامع لاحاديثه لبعض تلامذته واجمعها وانفعها كتاب تلخيص الحبير للحافظ ابن حجر ولا شك في كفايته للمجتهد وزيادة الكفاية وهو مجلدان وان اراد الكمال والمعرفة التامة فليطالع كتاب الاسلام مثل التمهيد والنهاية والبداية وشروح كتب الحديث وان احسنها ما شرحه حافظ مصر فتح الدين بن سيد الناس من جامع الترمذي ولم يتمه وقد كمله زين الدين حافظ الوقت ابن العراقي وهذا الشرح في غاية الحسن وذكر العلامة ابن رشد المالكي في كتابه نهاية المقصد وبداية المجتهد ما لفظه فان هذا الكتاب انما وضعناه ليبلغ المجتهد به في الصناعة رتبة الاجتهاد واذا حصل ما يجب قبله من القدر

ان سب کتابون سے بڑھکر جامع اور زیادہ نفع رسان کتاب تلخیص ابن حجر عسقلانی ہے اسمین شک نہین کہ یہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے بلکہ کافی ہونے سے بھی بڑھکر ہے اور وہ دو جلدون مین ہے اور جو اور بھی کمال معرفت چاہے وہ اور کتب اسلام (جیسے تمہید۔ نہایہ۔ ہدایہ وشروح کتب احادیث) کا مطالعہ کرے ان شرحوں مین سے عمدہ وہ شرح ہے جو حافظ ابن سید الناس نے ترمذی پر لکھی ہے مگر اسکو پورا نہ کیا۔ حافظ زین الدین عراقی نے اسکو پورا کردیا یہ شرح نہایت خوب ہے۔

علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب نہایۃ المقصد وبدایۃ المجتہد مین کہا ہے کہ مین نے یہ کتاب اسلئے بنائی ہے کہ اجتہاد کرنیوالیکو اس سے رتبہ اجتہاد حاصل ہو جبکہ وہ ان علوم کو جو اس سے پہلے بکار ہین

+ یہ کتاب بحمد اللہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اڈیٹر

من النحو واللغة وحصنا اصول الفقه
وهو كلام جيد من علمائنا الكبار مسلم
وانما ذكرت هذه الكتب على جهة
الارشاد والمعاونة الى ما يجب
الشروع فيه من معرفة الادلة التي يصح
قراءة كتاب مثل مختصر ابن الحاجب
قرأة فهم - وهذا على الاحتياط
لا على الايجاب لان في العربية ما لا بد
من معرفته وفيها ما لا يحتاج الى
معرفته مثال ما لا يحتاج اليه
كلامهم في العامل في المستثنى ما لم
ولما ارتفع الفاعل وانتصب المفعول
ونحو ذلك مما لم تعرفه العرب وقد
ذكر الفقيه العلامة علي بن عبد الله
عن ابي الحسين البصري انه قال ليس في
الاجتهاد شرط بعد معرفة الكتاب
والسنة الا اصول الفقه وقد نقلوا
من العربية والمعاني والبيان ما يقتضيه
اليه المجتهد قلت فمن اراد الاجتهاد
العام في العلم كله فعليه بعلم العربية

(جیسے شرح مختصر اصول فقہ) حاصل کرنا چاہے
یہ کلام علامہ عمدہ اور مسلم ہے۔
میں نے (سید وزیر یمانی فرماتے ہیں) ان
کتابوں کے ذکر میں مجتہد کو مراجعت کرنیکا
ذکر بطریق مصلحت کیا ہے بطور وجوب نہیں
کیا۔ یعنی اس سے یہ مطلب نہیں کہ جبتک
یہ سب کتابیں نہ دیکھی مجتہد نہ ہوگا۔
چوتھی شرط عربیت سے واقف ہونا ہے
لئے ایک کتاب فقہ ابن حاجب کا سمجھنا اور
اسی طرح سے ٹرمینز کا فی ہے یہ بھی ہمنے بطور
احتیاط و مصلحت کہا ہے نہ بطور واجب
کرنیکے یہ اسلئے کہ کتب عربیت میں ایسے
مسایل بھی ہوئے ہیں جنکے جاننے کی مجتہد کو
حاجت نہیں جیسے یہ مسئلہ کہ مستثنیٰ میں
عمل نصب کون کرتا ہے اور فاعل مرفوع
اور مفعول منصوب کیون ہوتا ہے جنکو
خود عربی لوگ بھی نہ جانتے تھے **فقیہ**
ابو الحسین بصری نے کہا ہے کہ
اجتہاد میں بعد معرفت کتاب اللہ و حدیث
کے بجز اصول فقہ جاننے کے اور کوئی شرط

نہیں کیونکہ عربیت و معانی و بیان کے مسائل جتنے حاجت اہل اصول خود نقل کر چکے ہیں

فلا اعلم علی وجه الارض کثر معونة
علی المجتهد علی الفهم الصحیح منه
ومن اصول الفقه ومن اراد الاجتهاد
فی مسئلة من العلم فلا یجب علیه قرأة
العربیة بل یجب علیه ان یعرض
ما فهم من تلك المسئلة علی علما
العربیة ویتعلم منهم ما یتعلق بها۔
الشرط الخامس اصول الفقه هو
عمدها ورأسها بل هو اساسها
حتی ان ابا الحسین البصری ذکر انه
لا یشترط فی الاجتهاد سواه کما تقدم
لان العلماء قد نقلوا ما یحتاج المجتهد
او اکثر ما یحتاج من الفنون الی فهم
هذا حتی قال بعض علماء المعانی ان
الاصولیین سرقوا علینا فننا۔ وکذلك
ذکروا اکثر ما یحتاج الیه من المسایل
العربیة۔
الشرط السادس علم المعانی والبیان وقد اختلفوا
فیه هل هو شرط ام لا۔ والحق ان فیه
ما هو شرط فی بعض المسایل کالعربیة

میں (سید سلیمانی فرماتے ہیں) کہتا ہوں
جو عام اجتہاد سبھی علم (کتاب و سنت)
میں چاہے اسکو تو علم عربیت کی ضرورت ہے
کیونکہ روئے زمین پر اس علم اور علم اصول
سے بڑھکر صحیح معنی سمجھنے میں مجتہد کا کوئی
علم مددگار نہیں۔
اور جو کسی خاص مسئلہ (کتاب و سنت)
میں اجتہاد کرنا چاہے اُسکو علم عربیت پڑھنا
ضروری نہیں بلکہ جو کچھ وہ کسی آیت
یا حدیث کا مطلب سمجھتا ہے اسکو علمائے
عربیت کے سامنے پیش کرنا اور اس مسئلہ
کے متعلق اس سے کچھ سیکھ لینا کافی ہے
پانچویں شرط علم اصول فقہ ہے وہ اجتہاد
کا ستون اور سر بلکہ بنیاد اور جڑ ہے حتی کہ
ابو الحسین بصری نے یہ کہدیا ہے کہ اس علم
کے سوا اور کوئی علم شرط اجتہاد میں نہیں ہے
کیونکہ اس علم والوں نے اور علم کی ضروری
باتوں کو اسمیں نقل کر دیا ہے چنانچہ بعض
علمائے بیان نے کہا ہے کہ اصولیوں نے ہمارا
فن ہمسے چوپا لیا ایسا ہی انہوں نے اکثر ضروری مسایل
عربیت یہ بھی نقل کر دیے ہے۔

چھٹی شرط علم معانی و بیان سے

وفیہ ما لیس بشرط النیۃ وقد نقل اھل الاصول اکثر ما یحتاج الیہ وقد تختلف عباراتھم والمعنی واحد ومعرفۃ ما ھو شرط منہ شیء یسیر فقد کنت قرأت التلخیص فلمت ما یتعلق بمعنی الکلام منہ فبلغت الوصل والفصل والامر قریب ولکن لابد من عنایۃ وتعب واجتہاد۔ وانما قلت انہ قریب بالنظر الی تہویل الاصحاب بشانہ وبالنظر الی انہ واجب وفرض۔ وقد نص سبحانہ وتعالی علی انہ ما جعل علینا فی الدین من حرج۔ ھذا آخر کلامہ۔

اسکے شرط ہونے مین اختلاف ہی حق یہ ہی کہ اس علم مین بعض مسائل ایسے ہین کہ وہ عربیت کی طرح بعض مسائل مین اجتہاد کرنیکے لئے شرط ہین اور بعض ایسے مسائل ہین کہ وہ شرط نہین ہین مگر اہل اصول نے اکثر ان مسائل کو جو شرط اجتہاد ہین اپنی کتابون مین نقل کر دیا ہی اگرچہ انکی بعض عبارات بعض مواقع پر مختلف ہین مگر معنی متفق۔ مینے کتاب تلخیص کو پڑھا تو اس سے بعض مسائل کو جو کلام کے معنی سے متعلق تھے نقل کیا۔ یہ امر قریب ہی مگر محنت و مشقت و اجتہاد بکار ہی۔ مینے اسکو قریب العمل (لوگون کے مشکل و خوفناک کہنے اور اسکو واجب و فرض سمجھنے کے مقابلہ مین) کہا ہی خدا تعالی نے تو صاف فرما دیا ہی کہ اس نے ہم پر تنگی اور مشقت نہین ڈالی پھر یہ لوگ کیون تنگی کرتے ہین۔ یہ آخر کلام سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی ہے۔

علامہ محمد معین حنفی محدث نے **دراسات اللبیب** مین پہلے کتاب مغنی سے

ولقد اوجز واحسن فی بیان شرائط الاجتہاد صاحب کتاب المغنی من اطلع علیہ لم یعظم علیہ امر اصل الاجتہاد فنورده من لفظ الکتاب .....

شروط اجتہاد کو نقل کیا ہی پھر فرمایا ہے اگر کوئی کہے کہ یہ سب شروط تو کسی مین جمع نہین ہوتین تو ہم کہین گے کہ ان علوم کی شرط ہونیکی یہ معنی نہین کہ ان سبھی علوم پر

ضمیمہ ۵

ثم ننبه على ما يستفاد منه مما يزول
به عسر الحكم بتحققه في زماننا قال
رحمه الله الاجتهاد معرفته ستة
اشياء الكتاب والسنة والاجماع
والاختلاف والقياس ولسان العرب .....
الى ان فصلها ثم قال فان قيل هذه
شروط لا تجتمع في احد فكيف يجوز اشتراطها
قلنا ليس من شرطها ان يكون محيطا
بهذه العلوم احاطة تجمع اقصاها
وانما يحتاج ان يعرف من ذلك ما يتعلق
بالاحكام من الكتاب والسنة ولسان
العرب ولا ان يحيط بجميع الاخبار
الواردة فيه - فقد كان ابو بكر الصديق
وعمر بن الخطاب رضي الله عنهما خليفتا
رسول الله ووزيراه وخير الناس بعده
في حال امامتهما يسئلان عن الحكم
فلا يعرفان ما فيه من السنة حتى
يسئلان الناس فيخبرا فسئل ابو بكر رض
عن ميراث الجدة فقال ما لك في كتاب الله
تعالى شيء ولا اعلم لك في سنة
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

مجتہد کو پرلے درجہ کا احاطہ ہو بلکہ منجملہ
ان علوم کے قرآن وحدیث اور عرب
کی زبان سے اسیقدر کا جاننا ضروری
ہے جو احکام کے متعلق ہو - پہر اس قسم
کے بہی سبہی احادیث کا جاننا شرط اجتہاد
نہین ہے -
یہ دیکہو ابو بکر صدیق وعمر فاروق
آنحضرت کے خلیفہ اور وزیر تہے وہ خلافت
کی حالت مین (جب کوئی ان سے
سوال کرتا اور انکو حدیث سی اسکا جواب
وحکم معلوم نہ ہوتا) اور لوگون سے
پوچہتے - ابو بکر صدیق سے (کسیکی)
دادی نے اپنی میراث کی بابت سوال
کیا آپ نے سایلہ سے کہا کہ ہم تیرے
لئے کتاب اللہ میں کوئی حکم نہین پاتے
اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین کچہہ تیرا حصہ پاتے ہین ولیکن لوگون
سے پوچہتے ہین پہر آپ نے کہڑے ہوکر
فرمایا مین خدا کی قسم دیتا (یا خدا کے
نام سے سوال کرتا) ہون جسکو آنحضرت
کا فیصلہ دادی کے حق میں معلوم ہو

فی الجدة فقام المغیرة فقال ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم اعطاها السدس وسأل
عمر رضی الله عنه من اسلاضع الی آخره فاخبر المغیرة
بن شعبة ان النبی صلی الله علیه
وسلم قضی فیه بغرة عبد او امة
ولا یشترط معرفة المسایل التی
فرعها المجتهدون وفی کتبهم فان هذه
فروع فرعها الفقهاء بعد حیاة منصب
الاجتهاد فلا یکون شرطا وهو سابق
علیها۔ ولیس من شرط الاجتهاد فی
مسئلة ان یکون مجتهدا فی کل المسایل
بل من عرف ادلة مسئلته وما یتعلق
بها فهو مجتهد فیها وان جهل غیرها
لکن یعرف الفرائض واصولها لیس من
شرط اجتهاده فیها معرفته بالبیع
ولذلك ما من امام الا وقد توقف
فی مسائل۔ وقیل من یجیب فی کل مسئلة
فهو مجنون فاذا ترك العالم
لا ادری امینت اقواله۔ حکی ان
مالکا سئل عن اربعین مسئلة
فقال فی ستة وثلثین منها لا ادری

وہ بیان کرے پس مغیرہ کھڑے ہوئے
اور کہا آنحضرت نے دادی کو چھٹا
حصہ دلایا ہے۔ حضرت عمر رضہ نے لوگون
سے اس عورت کا حکم پوچھا جسکا حمل
کسینے گرادیا ہو حضرت مغیرہ رضہ نے فرمایا
کہ اسقاط حمل کے بدلے آنحضرت نے غلام
یا لونڈی دلوائی ہے۔
اجتہاد کے لئے ان جزئیات فقہ کا
جاننا **شرط** نہین جو مجتہدون نے
نکالی ہین کیونکہ یہہ تو منصب اجتہاد
حاصل کرنیکے بعد انہون نے نکالی ہین
پھر وہ اجتہاد کے لئے (جو ان سے پہلے
ہوا ہے) شرط کیونکر ہو سکتی ہین
اور مجتہد کے لئے یہ بھی **شرط** نہین
کہ ایک مسئلہ مین مجتہد ہو تو سبھی مسایل
مین اجتہاد کر سکے بلکہ جو شخص ایک مسئلہ
کے دلایل و متعلقات جانے وہ اسمین
مجتہد ہے گو وہ اور مسایل سے وہ جاہل
ہو جیسے ایک شخص فرائض جانتا ہے اسکو
اجتہاد کے لئے یہ شرط نہین کہ وہ بیع کے
مسایل بھی جانتا ہو۔ **یہی وجہ** ہے کہ ایسا

کوئی امام نہین ہوا جسکو بعض مسایل مین توقف نہ ہوا ہو اور یہ بہی علما نے کہا ہے
کہ جو شخص ہر مسئلہ میں جواب دے کہین لاعلمی کا اظہار نہ کرے وہ مجنون ہے
اور کہا ہے کہ جب عالم **لاادری** (یعنی مین نہین جانتا) کہنا چہوڑ دیتا ہے
تو اُسکی بات بے اعتبار ہو جاتی ہے۔ **روایت** ہے کہ امام مالک سے کسی نے

ولم يخرجه ذلك عن كونه مجتهدًا
وانما المعتبر اصول هذه الامور
وهو مجموع مدون في فروع الفقه
واصوله فمن عرف ذلك ورزق
فهمه كان مجتهدًا له انقياد ولاية
الحكم اذا وليه والله اعلم۔
وخرج من هذا ان المسئلة الواحدة
من باب واحد من ابواب الفقه
اذا حصلها احد من دليلها بعد
ما علم ما يحتاج اليه في الاستدلال
فهو مجتهد فيها وان لم يرجع الى
ما قال السابق من المجتهدين في
تلك المسئلة فان غاية ذلك ان
يخالف قولهم بدليل ظهر له والحجة
عليه ما ظهر واحتمال انه لو راى
اقوال الغير فيها بالدليل المعارض

چالیس مسئلے پوچہے آپنے چہتیس مین
لاادری کہا پہر اس امر نے انکو مجتہد
ہونیسے نہین نکالا۔ مجتہد ہونیکے لئے یہی
امر **معتبر** ہے کہ ان باتون کی جو کتابون
مین مجموع و مؤلف ہو چکی ہین اصول
جانتا ہو۔ ایسا شخص بشرطیکہ فہم اور سمجہہ
بہی رکہتا ہو۔ مجتہد ہے اور وہ حق اور
لیاقت حکومت رکہتا ہے جب وہ حاکم
اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کوئی
ایک مسئلہ بہی مسائل اجتہادی سے
دلیل سے حاصل کریگا تو وہ مجتہد ہوگا
جبکہ وہ اسکی ضروریات سے واقف
ہو گو وہ اس مسئلہ مین کسی پہلے مجتہد
کی بات کو نہ دیکہے اس سے نہایت یہی
بات پیدا ہوئی کہ اسکی بات جو اسکو بدلیل
معلوم ہوئی پہلے مجتہدون کے بات کے مخالف
نکلے مگر اسپر وہ دلیل حجت و لائق سند ہے نہ کسی مجتہد کی بات۔ اسمین یہ احتمال کہ وہ

لرجع عما قال لا يوجب عليه الرجوع فان
مثل هذه الاحتمالات لا اثر لها في
الايجاب بعد نهوض الدليل عنده -
وخرج منه ايضا ان جميع ما ذكر فيه
من شروط الاجتهاد لا يلزم ان يكون المجتهد
حافظا له ومستحضرا لما يوجب اعادته
فيها من مباحث العموم والخصوص والتقييد
والاطلاق وغير ذلك - بل يكفي فيه
ان يراجع الكتب المدونة فيها بعد ما فهمها
على وجهها فاذا راجعها واقتدر بمعونتها
واعمال ما فيها على حكم في مسئلة لا ينقص
ذلك من رتبة اجتهاده في ذلك الحكم
كيف وتدوين كتب الاصول وتبيين قواعدها
المتعلقة بالحجج الاربعة ليس تذكارا بحتا
لما كان من صنيع الاوائل وحجر عند
الاواخر فتكون اساطير الاولين اكتتبوها
كما ظن فيها وفي كتب متون الحديث
لا سيما السنن الموضوعة في الاحكام

اورون کے اقوال اور اُن کے دلایل
دیکھتا ہو تو شاید اپنی بات سے پہر جاتا
اسکو اِس بات سی پہر جانا لازم نہین کرتا
ایسی احتمالونکا دلایل قایم ہونیکی بعد کچھہ
اعتبار نہین -
اس سے یہ بات بہی ثابت ہوئی کہ جو
کچھہ شروط اجتہاد مذکور ہوی ہین مجتہد
کو انکا زبان پر رکہنا اور جن باتون کی
رعایت کرنی اجتہاد مین اسپر واجب ہے
(جیسے نص کے عام وخاص ومطلق ومقید
وغیرہ ہونیکی بحثین) انکا یاد کر رکہنا لازم
نہین بلکہ اسکو بوقت ضرورت ان
کتابونکیطرف جنمین یہ مباحث لکہے
ہوئے ہین رجوع کرنا کافی ہے اگر وہ
انکو ٹہیک ٹہیک سمجہہ سکتا ہی جب وہ
اُن کتابون کیطرف رجوع کر چکا اور انکی
مدد سے اور اُن کے مسایل مندرجہ
کام مین لانے سے کسی مسئلہ مین
اجتہاد پر قادر ہوگا تو یہ امر اسکے رتبہ اجتہاد مین نقصان پیدا نکریگا کیونکہ ان کتابونکی
تصنیف اور جو انمین قواعد متعلق ادلہ اربعہ بیان ہوئی محض پہلی مجتہدون کی ساختہ
پرداختہ کی یادداشت نہین ہی کہ پچہلی اسکے عمل سے محجور ومحروم رہین اور وہ صرف پہلونکی

وكتب فنون شتى تتعلق بعلم الحديث
بل انما اسست قواعد اصول الفقه
ليعمل بها من يحاول الاستنباط و
اخراج الفروع من الاصول ومن تقيد
بتلك القواعد الماخوذة منها
على ذلك ولو فى فرع واحد فهو
المجتهد فى ذلك الفرع ـ
وكذلك ما تحمل ما تحمل من مشاق
الرحلة فى جمع الاحاديث ثم فى
تهذيبها وتجريدها صحاحا نقية
لا باس عليها الا للعمل لمن يتاخر
زمانهم عن طبقة المصنفين وما
افردت الكتب فى فنون هذا العلم
الشريف على ما يتعجب الناظر فيها الا
لمس حاجة العامل بالحديث اليها
فى الزمان المتاخر للاخبار عما كان
يحتاج اليها السابقون - ثم ذكر شاكلة
لبيان المحدثون فى مؤلفاتهم
من علوم الحديث فقال لكني فى
ذلك الاطلاع من الكتب المدونة
المروية من الحفاظ والمحدثين وكتب

کہا نیاں ہیں جنکو جیسا سمجھا کہ لیا ضائع
کتب حدیث سے سنن اربعہ جو احکام کے
لئے بنائی گئے ہیں اور حدیث کی متعلق
اور مختلف فنون کی کتابیں بلکہ ان قواعد
اصول فقہ کی بنیاد تو اسی غرض سے قدیم
ہوئی ہے کہ جو چاہے ان پر عمل کرے
اور اصول سے فروعات کو نکالے اور
جو ان قواعد کی مدد سے اجتہاد (ایک
ہی مسئلہ میں کیوں نہ ہو) پر قادر ہو گا
وہ اس مسئلہ میں مجتہد کہلائیگا ـ
ایسا ہی احادیث کو جمع کرنے میں پھر
ان کے چھانٹنے اور کہہ ہی کہہ ہی کے
حدیثوں کے جو بے عیب ہوں جدا کرنے
میں جو تکلیف میں اٹھائی گئی ہیں وہ صرف
اسی لئے اٹھائی گئی ہیں کہ جو شخص ان
مصنفوں کے زمانہ سے پیچھے آوے وہ انپر
عمل کرے ـ
اس شریف علم کے فنون میں جدا جدا تصانیف
جنسے دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے صرف
پچھلے زمانوں کے حدیث پر عمل کرنے والوں
کی ضرورت وحاجت کے لئے ہیں

على تفنن علوم الحديث بحيث لم
يبق لمن جاهد حق الجهاد في مطالعتها
خافية في ادنى ما تمس الحاجة
اليه العامل الحديث من تصحيح
متونها وتحسينها وتمييزها وغيرها
عنها وكونها من اي قسم من
اقسام الحديث ومعرفة احوال
الرواة من الجرح والتعديل
ومعرفة اسمائهم وكناهم
واسماء آبائهم وسكناهم و
مكاسبهم بحيث كانك عاشرتهم
بجوار الدار ومعرفة الاحكام
الكلية من الحفاظ كقولهم
ليس في الباب حديث وليس في
الباب اصح منه وكل حديث
في الباب ضعيف وهذا الحديث
رواه هذا العدد من الصحابة
وهذا له هذا المقدار من الطرق
وهذا كل رواته اهل الحجاز
وهذا كل رواته اهل العراق
وهذا رواه في بلد فلان بلفظ كذا

نہ یہ بات سنانیکو کہ پہلے مجتہد ان باتونکے محتاج ہے
پہر علامہ نے ان باتون کو بیان کیا
جنکا محدثین نے اپنی تصانیف مین ذمہ لیا
ہے پس کہا کہ علوم اجتہاد کے جاننے کے لئے
ان کتابون کو جو تالیف ہوئین اور حفاظ حدیث
سے منقول ہوئین دیکہنا کافی ہے۔ جو انکے
دیکہنے مین جیسا کہ حق ہے مشقت اٹہاوے اسپر
کوئی ضروری بات مخفی نہین رہتی حدیثون
کی تصحیح یا تحسین اور غیر صحیح و غیر حسن سے
انکی تمیز اور یہ کہ وہ حدیث کس قسم کی ہے
اور راویون کی جرح و تعدیل کے حالات اور
ان کے نامون اور کنیتون اور ان کے
باپون کے نامون اور ان کے مکانون
اور پیشون کی شناخت ایسی طور پر کہ گویا تو
دیوار بدیوار انکا ہمسایہ رہا ہے اور حفاظ حدیث
کے اس قسم کے عام حکمون کی پہچان کہ اس
باب مین کوئی حدیث نہین اور اس باب مین
جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے اور اس حدیث
کو اتنے صحابہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث
کی اتنی سندین و طریق ہین اور اس حدیث
کے سب راوی حجازی ہین اور اس حدیث کے سب راوی

عراقی ہین اور اس حدیث کو فلان شہر مین راوی نے اس جوسے بیان کیا

وزاد فیہ ھذا اللفظ بعد روایتہ بلا زیادۃ وذلک فی زمان کذا وھذا فی زمان کذا وھذہ الروایۃ لھذا الحدیث حرف بعد التحدیث وھذا قبل وھذا یرسل وھذا یدلس۔ وکل روایۃ فلان عن فلان لا یعتمد علیہ وھذا الحدیث لا معارض لہ فی الاحادیث صلا وھذا لہ ھذا العدد من الاحادیث المتعارضۃ۔

ہے اور اسمین یہ لفظ بڑہا دیا ہے بعد اس کے کہ بدون اس لفظ کے روایت کیا کیا تہا اور وہ فلان زمانہ مین تھا اور یہ فلان زمانہ مین تھا اور اس حدیث کو روایت کرنیسے پیچہے بدل دیا ہے اور اسکو روایت کرنیسے پہلے بدل دیا ہے اور یہ راوی مرسل حدیث لایا کرتا ہے اور وہ مدلس ہے (یعنی بے سنی روایتین ایسے طور پر بیان کرتا ہے کہ سنی ہوئی معلوم ہون) اور فلان راوی کی حدیث فلان شخص سے لایق اعتماد نہین ہے اور اس حدیث کا کوئی معارض نہین اور اس حدیث کی اتنی حدیثین معارض ہین۔

واکثر ابھم انھم یوردون فی کتب السنن متون الاحادیث المتعارضۃ فی بابین متصلین وافردوا التصنیف فی ما لا معارض لہ من الاحادیث وما لہ معارض وافردوا الکتب فی الناسخ والمنسوخ من الاحادیث وھو علم شریف من علوم الاحادیث مھتم واھل التصنیف ھذا الفن مع قضاء وطرھم عن حقوقہ لم یقصروا علیہ بل ادرجوا

انکی یہ اکثر عادت ہے کہ متعارض حدیثونکو کتب حدیث مین متصل دو بابون مین وارد کیا کرتے ہین انہون نے ایسی مستقل کتابین بہی تصنیف کی ہین جنمین صرف وہ حدیثین وارد ہین جنکی معارض اور حدیثین نہین یا وہ حدیثین جنکی معارض حدیثین موجود ہین اور انہون نے ناسخ و منسوخ علوم حدیث سے شریف علم

فيه بابا عظيما واسعا من العلم
في كتبهم وضمنوه بيانهم ذلك
ايراد المتعارضين من الاحاديث و
التكلم في ترجيح احدهما على الاخر
مع الاشارة الى من تمسك بها من
الائمة بحيث افاضوا وافادوا عن
كيفية التعارض والجمع والترجيح
وعدد وجوهه بل حصروها في
مائة وعدة وجه على ما احطنا بها۔

(دراسات)

اس فن کے لوگون نے اسکا حق پورا کرکے
اسی پر نہین رہی بلکہ اس کے ضمن مین ایک
اور بڑا اور وسیع علم کو بہی بیان کر دیا ہے
وہ یہ کہ دو باہم مختلف و متعارض حدیثونکو
وارد کیا ہے اور انمین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح و غلبہ دینے مین ایسی گفتگو کی ہے
کہ لوگون کو فیض پہنچایا اور کیفیت تعارض
و تطبیق و ترجیح کو بیان کر دیا اور ترجیح کی
وجوہات اور صورتین (ہماری علم مین) ایک
سو کئی وجہ مین بیان کین۔

ناقل و مترجم کہتا ہے ان وجوہات ترجیح کی تفصیل مع التمثیل **محصول**
امام رازی رحمۃ اللہ اور **ارشاد الفحول** قاضی محمد بن علی شوکانی ریمانی وغیرہ
کتب اصول متقدمین و متاخرین مین موجود ہے مگر انمین ان وجوہات کا بیان بہت
بسط و تطویل سے ہوا ہے **ارشاد الفحول** کا خلاصہ مطلب نواب صاحب
بہوپال نے اپنی کتاب **حصول المامول** مین وارد کیا ہے ہم اس مقام مین
اس کتاب کا مختصر بیان نقل کرنا موجب طمانیت و زیادت بصیرت ناظرین خیال
کرتے ہین۔ ہر چند اسمین بھی فی الجملہ طول کا خوف ہے مگر چونکہ ہمکو ادق علوم
و اخص مسایل کا اس رسالہ کے ذریعہ سے عام مین پہیلانا مدنظر ہے اسلئے ہم
اس فی الجملہ طول کا لحاظ نہین کرتے۔ ناظرین سے امید ہے کہ اس نشر و اشاعت علوم
و مسایل کا قدر کرین گے اور اس تطویل پر آشفتہ خاطر نہ ہون گے۔
نواب صاحب ممدوح حصول المامول صفحہ ۳ مین امام شوکانی کی کتاب کا خلاصہ

یون بیان فرماتے ہین - توجان لے کہ وہ معارض دلیلون مین ترجیح کبھی اسناد

اعلم ان الترجیح قد یکون باعتبار الاسناد وقد یکون باعتبار المتن وقد یکون باعتبار المدلول وقد یکون باعتبار امر خارج فھذہ اربعۃ انواع والنوع الخامس الترجیح بین الاقیسۃ والنوع السادس الترجیح بین الحدود والسمعیۃ - النوع الاول الترجیح باعتبار الاسناد وھو علی انحاء الاول الترجیح بکثرۃ الرواۃ فیرجح علی ما رواتہ اقل لقوۃ الظن بہ والیہ ذھب الجمھور وقال الکرخی انھما سواء - قال ابن دقیق العید ھذا المرجح من اقوی المرجحات وھو الموجود فی اکثر الاخبار کثرۃ وترجیح العدالۃ من جانب الخر فیہ نظر فان ترجیح الکثرۃ وترجیح العدالۃ فانما یرجع العدل لعدل الف بحیث لو شھد اثنتان منھم کان یعادل کما قیل ان شعبۃ بن الحجاج کان یعادل

حدیث کی نظر سے ہوتی ہے کبھی الفاظ حدیث کی نظر سے کبھی اس کے معانی کی نظر سے کبھی امور خارجی کی نظر سے یہ چار اقسام ترجیح ہوئی اور جو اکثر متعارض حدیثون مین پائے جاتے ہین قسم پنجم باہم قیاسون مین ترجیح - قسم ششم انواع کی سمعی تعریفات مین ترجیح - ترجیح بلحاظ اسناد کے کئی صورتین ہین (۱) ترجیح کثرت راویون سے یعنے جس حدیث کے راوی بہت ہون گے اسکو حدیث پر ترجیح ہوگی جس کے راوی کم ہون کیونکہ ظن صحت وصداقت جو خبر واحد مین ہوتا ہے کثرت راویون سے قوی ہوتا ہے - جمہور کا یہی مذہب ہے - اور کرخی نے (حنفیہ مین سے) کہا ہے کہ وہ دونون برابر ہین - ابن دقیق العید نے کہا ہے یہ وجہ ترجیح تمام وجوہ سے قوی تر ہے اور اگر ایک جانب مین کثرۃ رواۃ ہو اور دوسری جانب مین غلبہ عدالت راوی ہو تو اسمین دو قول ہین بعض کثرت کو ترجیح دیتے ہین اور بعض عدالت کو اس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ سب وقت آیت دل ثقہ ہو نہین ہزار آدمی کے برابر ہوتا ہے

[illegible]

روایۃ الصدیق رض علی روایۃ غیرہ۔

الثانی انہ یرجح ما کانت الوسائط فیہ قلیلۃ وذلک بان یکون اسنادہ عالیا۔

الثالث ان ترجح روایۃ الکبیر علی روایۃ الصغیر لانہ اقرب الی الضبط۔

الرابع انہا ترجح روایۃ من کان فقیہا علی من لم یکن کذلک لانہ اعرف بمدلولات الالفاظ۔

الخامس انہا ترجح روایۃ من کان عالما باللغۃ العربیۃ لانہ اعرف بالمعنی ممن لم یکن کذلک۔

السادس ان یکون احدہما اوثق من الاخر۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ شعبہ بن حجاج دو سو آدمی کے برابر تہا اور آنحضرت کے اصحاب صدیق اکبر کی روایت کو اوروں سے مقدم کرتے ہین۔

(۲) ترجیح بقلت وسایط اسناد) یعنی جس حدیث کے راوی اور آنحضرت مین وسیلہ (ناقل) کم ہو یعنی اسکی سند عالی ہو جیسے امام بخاری کی تین واسطہ سے آنحضرت سے حدیث یا امام مالک کے دو واسطہ سے آنحضرت سے روایت اسکو اس حدیث پر ترجیح ہوگی جسکے راوی اور آنحضرت مین بہت سے واسطے ہون۔

(۳) ترجیح بکبر سنی یعنی بڑی عمر والیکی روایت کم عمر والیکی روایت سے مرجح ہوگی کیونکہ وہ سمجہنے اور یاد رکہنے کیطرف قریب ہوتا ہے مترجم کہتا ہے یہ وجہ تفصیل طلب ہے یہ اسی کلان سال کے حق مین لائق اعتبار ہے جو کم عمر سے زیادہ ضابط ہو اور اگر کم عمر زیادہ ضابط سمجہہ والا ہوشیار ہو تو اسکی حدیث کو بڑی کم سمجہہ سے ترجیح ہوگی۔ بزرگی بعقل است

(۴) ترجیح بفقہ راوی یعنی جو راوی فقیہ ہو اسکی حدیث روایت غیر فقیہ پر مرجح ہوگی کیونکہ وہ الفاظ کے معانی کو خوب جانتا ہے مترجم کہتا ہے یہ وجہ بہی تفصیل طلب ہے یہ اسی حدیث مین لائق اعتبار ہے جو بالمعنی روایت ہوئی ہو۔ یا اسکے الفاظ یا محل یا قرائن سے راوی نے کچہہ چہوڑ دیا ہو اور ان احادیث کو راویون نے بلفظہا بلا کم و کاست مع متعلقات

نقل کیا ہو اسمین راوی فقیہہ وغیرہ فقیہہ مساوی ہین امام رازی نے محصول مین کہا ہے قال قوم ہذا الترجیح انما یعتبر فی خبرین مرویین بالمعنی اما المروی باللفظ فلا یعنے یہ ترجیح ان احادیث مین معتبر ہے جنکی روایت بالمعنی ہو لفظی روایت والے حدیثون مین اسکا اعتبار نہین اور جو اسکے جواب مین کہا ہے وہ ہماری دلیل و تقریر کو اٹہا نہین سکتا دیکہہ لے جسکا جی چاہے۔

(۵) ترجیح بعلم عربیت یعنی جو شخص عربی زبان جانتا ہو اسکی حدیث عربی نہ جاننے والے پر ترجیح رکہیگی مترجم کہتا ہے اسمین بہی وہی بحث ہے جو وجہ چہارم مین ہے۔ امام فخر الدین رازی نے محصول مین اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ عربی دان اپنی سمجہہ کے بہروسہ پر اس کے الفاظ یاد رکہنے مین اتنی کوشش نہ کریگا جتنے وہ جاہل عربی زبان سے اسکے الفاظ یاد رکہنے مین مبالغہ کریگا لہذا چاہئے کہ جاہل کی روایت کو ترجیح ہو۔

(۶) ایک دو راویون سے زیادہ ایک ثقہ ہو۔

السابع اینکون احدہما احفظ من الآخر۔	(۷) ایک ان مین سے زیادہ یادداشت رکہتا ہو
الثامن اینکون احدہما من الخلفاء الاربعۃ دون الآخر۔	(۸) ایک انمین سے خلفای راشدین مین سے ہو۔
التاسع اینکون احدہما متبعا والآخر مبتدعا۔	(۹) ایک انمین سے اہلسنت ہو دوسرا بدعتی۔
العاشر اینکون احدہما صاحب الواقعۃ لانہ اعرف بالقصۃ۔	(۱۰) ایک انمین سے اس واقعہ کا اہل تعلق ہو جسکو روایت کرتا ہے کیونکہ وہ قصہ کو خوب پہچانتا ہے
الحادی عشر اینکون احدہما مباشرا	(۱۱) ایک راوی خود اس کام کا کرنیوالا ہو

لما مر والاولان دون الآخر۔

الثانی عشر اذا یکون احدھما کثیر الخطأ للمنبی صلعم دون الآخر لانھا تقضی زیادۃ ضبط۔

الثالث عشر اذا یکون احدھما اکثر ملازمۃ للمحدثین من الآخر۔

الرابع عشر اذا یکون احدھما اقل طالبیۃ صحبۃ للنبی صلعم دون الآخر۔

الخامس عشر اذا یکون احدھما قد ثبت عدالتہ بالتزکیۃ والآخر بمجرد الظاھر۔

السادس عشر اذا یکون احدھما قد تثبت عدالتہ بالممارسۃ والاختبار والآخر بمجرد التزکیۃ فانہ لیس الخبر کالمعائنۃ۔

السابع عشر اذا یکون احدھما قد وقع الحکم بعدالتہ دون الآخر۔

الثامن عشر اذا یکون احدھما قد عدل مع ذکر اسباب التعدیل والآخر عدل بدون ذکرھا۔

التاسع عشر اذا یکون المزکون لاحدھما اکثر من المزکین للآخر۔

العشرون اذا یکون المزکون لاحدھما اکثر بحثا عن احوال الناس من المزکین للآخر۔

کہنا دوسرے سے بہتر ہو۔

(۱۴) ایک راوی آنحضرت سے بہت سی چیزیں بچپن کی بتلاتا ہو جو کہ سن عقل سے زیادہ طفلانہ معلوم ہوتی ہوں۔

(۱۳) ایک راوی محدثین سے زیادہ صحبت رکھتا ہو۔

(۱۴) ایک راوی آنحضرت کا زیادہ صحبتی ہو۔

(۱۵) ایک راوی کی عدالت کسی کے عادل کہنے سے ثابت ہو دوسری کی صرف ظاہر حال دیکھنے سے۔

(۱۶) ایک کی عدالت تجربہ و امتحان سے ثابت ہو دوسرے کی صرف کسی کے عادل کہنے سے

(۱۷) ایک کی عدالت پر قاضی کا حکم جاری ہو چکا ہو۔

(۱۸) ایک راوی کی عدالت باوجہ دلیل بیان ہوئی ہو دوسرے کی بلا وجہ۔

(۱۹) ایک راوی کو عادل کہنے والے بہت ہوں دوسری کے کم۔

(۲۰) ایک کو عادل کہنے والے لوگوں کے حالات سے زیادہ بحث و کرید کرنے والے ہوں۔

الحادی والعشرون ان یکون المزکون لاحدهما
اعلم من المزکین للاخر -
الثانی والعشرون ان یکون احدهما قد حفظ
اللفظ فهو ارجح ممن ادی بالمعنی
او اعتمد علی الکتابة -
الثالث والعشرون ان یکون احدهما اسرع
حفظا من الاخر وابطاء نسیانا
منه فانه ارجح اما لو کان احدهما
اسرع حفظا واسرع نسیانا و
الاخر ابطاء حفظا وابطأ نسیانا
فالظاهر ان الاخر ارجح من الاولی -
الرابع والعشرون انها ترجح روایة
من وافق الحفاظ علی روایة من
تفرد عنهم فی کثیر من الروایات -
الخامس والعشرون انها ترجح روایة
من دام حفظه وعقله ولم یختلط
علی من اختلط فی آخر عمره -
السادس والعشرون انها تقدم روایة
من کان اشهر بالعدالة والثقة من
الاخر لان ذلک یمنع من الکذب
السابع والعشرون انها ترجح روایة من کان

(۴۱) ایک راوی کے عادل کہنے والے
زیادہ عالم ہون
(۴۲) ایک راوی نے الفاظ حدیث یاد
کئے ہون دوسری نے معنی یا لکہنے مین
بہروسا کیا ہو
(۴۳) ایک راوی یاد کرنے مین جلد باز بہولنے
مین ڈہیلا ہو تو اسکی روایت مرجح ہوگی اور اگر
ایک یاد کرنے مین بہی جلد باز بہولنے مین بہی
اور دوسرا یاد کرنے مین بہی دیر کرنیوالا ہو
اور بہولنے مین بہی ویسا ہی ہو تو اس صورت
مین دوسرے کو ترجیح ہوگی
(۴۴) جسکی روایت حفاظ حدیث سے اکثر
موافق ہو وہ اسکی روایت سے مرجح ہوگی
جو اکثر روایت مین حفاظ سے مخالف و منفرد ہو -
(۴۵) جو یادداشت و عقل مین ثابت رہا ہو
اسکی روایت اس شخص سے مقدم ہوگی جسکی
عقل یا حافظہ اخیر عمر مین بگڑ گیا ہو -
(۴۶) جو شخص عدل اور ثقہ ہونے مین زیادہ
مشہور ہو اسکی روایت اورون سے مقدم
ہوگی کیونکہ اسکی شہرت اسکو کذب سے مانع ہے
(۴۷) جسکی نسب مشہور ہوگی کہ یہ فلانے کا

مشهور النسب على من لم يكن مشهورا -

الثامن والعشرون ان يكون احدهما معروف الاسم ولم يلتبس اسمه باسم ضعيف -

التاسع والعشرون انها تقدم رواية من تاخر اسلامه على من تقدم قاله ابو اسحق الشيرازي وابن برهان والبيضاوي وقال الآمدي بعكس ذلك -

الثلثون انها تقدم رواية الذكر على الانثى لان الذكر اقوى فهما واثبت حفظا وقيل لا تقدم -

الحادي والثلثون انها تقدم رواية الحر على العبد لان تحرزه عن الكذب اكثر وقيل لا يقدم -

الثاني والثلثون انها تقدم رواية من سبب ذكر الحديث على من لم يذكر سببه -

الثالث والثلثون انها تقدم رواية من لم يختلف الرواة عليه ممن اختلفوا عليه -

بیٹا یا فلان قوم سے ہے اسکی روایت غیر مشہور سے مقدم ہوگی

(۲۸) جسکا نام کسی ضعیف راوی کے نام سے ملتا نہو اسکی حدیث اس راوی سے مقدم ہوگی جسکا نام ضعیف راوی سے ملتا ہو -

(۲۹) جسکا اسلام پیچھے کر ہو اسکی حدیث اس شخص سے مقدم ہوگی جو اس سے پہلے مسلمان ہوا ہو - یہ ابو اسحق شیرازی وغیرہ کا قول ہے اور آمدی اس کے عکس کا قایل ہے -

(۳۰) مرد کی روایت عورت کی روایت سے مقدم ہوگی کیونکہ مرد سمجھ مین زیادہ قوی اور یادداشت مین زیادہ مضبوط ہوتی ہین - بعض کا قول ہے کہ مقدم نہ ہوگی -

(۳۱) اصیل کی روایت غلام سے مقدم ہوگی کیونکہ وہ جھوٹ سے زیادہ بچتا ہے اسمین ایک قول یہ ہے کہ مقدم نہوگی -

(۳۲) جسکی حدیث مین اسکے سبب کا ذکر ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جسنے سبب کا ذکر نہین کیا -

(۳۳) جسکے راویون نے باہم اختلاف نہ کیا ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جس کے راویون نے اختلاف کیا ہو -

الرابع والثلثون اینکون احدھما احسن استیفاء للحدیث من الاخر فانھا ترجح روایتہ۔

(۳۴) جس نے حدیث کو پورا بیان کیا ہو اُسکی حدیث ادھورے بیان والے سے مُقدّم ہوگی۔

الخامس والثلثون انھا تقدم روایۃ من سمع شفاھا علی من سمع من وراء الحجاب۔

(۳۵) جس نے حدیث بالمشافہ سنی ہوگی اُسکی حدیث آڑ کے پیچھے سُننے والے سے مقدم ہوگی۔

السادس والثلثون اینکون احد الخبرین بلفظ حدثنا او اخبرنا فانہ ارجح من لفظ انباءنا ونحوہ۔

(۳۶) لفظ حدّثنا و اخبرنا والی حدیث لفظ انباءنا اور اسکی مثل لفظ والے حدیث سے مقدم ہوگی بعض نے یہ بھی کہا کہ حدثنا والی اخبرنا والی سے مقدم ہوگی۔

السابع والثلثون انھا تقدم روایۃ من لفظ الشیخ علی روایۃ من سمع بالقراءۃ علیہ۔

(۳۷) جس نے خود شیخ سے حدیث سنی ہو اُسکی حدیث ایسے شخص سے مقدم ہوگی جسنے کسی اور کو شیخ کے سامنے پڑھتے سنا ہو

الثامن والثلثون انھا تقدم روایۃ من سمع بالسماع علی روایۃ من روی بالاجازۃ۔

(۳۸) جس نے حدیث استاد سے سنی ہو اُسکی حدیث ایسے شخص سے مقدم ہوگی جس نے صرف اُس سے اجازت لی ہو

التاسع والثلثون انھا تقدم روایۃ من روی المسند علی روایۃ من روی المرسل۔

(۳۹) جس نے مسند[ع] حدیث روایت کی ہو اُسکی حدیث مرسل روایت کرنیوالے سے مقدم ہوگی

الاربعون انھا تقدم الاحادیث التی فی الصحیحین علی الاحادیث الخارجۃ عنھما۔

(۴۰) صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثیں اُن احادیث سے مقدم ہونگی جو انمیں نہوں۔

[ع] مسند وہ حدیث ہو جسکا سلسلہ متصل آنحضرت تک پہنچے۔ مرسل وہ حدیث جسکو تابعی صحابی (جسنے آنحضرت سے وہ حدیث سُنی ہو) کا نام چھوڑکر قال رسول اللہ کہدے۔ ایڈیٹر۔

الخاص والاربعون انه يقدم رواية من
لم ينكر عليه على رواية من انكر عليه
وبالجملة فوجوه الترجيح كثيرة وحاصلها
ان ما كان كثر افادة لاظن فهو الراجح
فان وقع التعارض في بعض هذه
المرجحات فعلى المجتهد ان يرجح بين
ما يتعارض منها -
واما المرجحات باعتبار المتن فهي
انواع -
الاول ان يقدم الخاص على العام
كما مر - والاصح ان هذا ليس
من باب الترجيح بل من باب
الجمع وهو مقدم على الترجيح
الثاني ان يقدم المنطوق على
المفهوم اذ الظن بما دل عليه
المنطوق اقوى - وقيل الترجيح لان البليغ
يتكلم بالافصح الفصيح -
الثالث انه يقدم العام الذي
لم يخص على الذي خص نقله الجويني
عن المحققين وجزم به سليم الرازي -

۴۱ جسکی روایت پر کسی نے انکار نہیں کیا ہو
اسکی حدیث اس روایت سے مقدم ہوگی جسپر
انکار کیا ہو - **بالجملہ** وجوہ ترجیح کثیر ہیں
سب کا حاصل یہ ہے کہ جس حدیث
سے زیادہ ظن صدق حاصل ہو وہ ترجیح
رکھتی ہے خواہ کسی صورت سے ہو پھر اگر
ان وجوہ میں باہم معارضہ ہو یعنی ایک
دوسرے کے مقابلہ میں پائی جائے تو مجتہد ان میں سے
خود ترجیح دے جسکو مرجح پاوے -
الفاظ حدیث کے لحاظ سے مرجحات وجوہ
ترجیح میں وہ باتیں ہیں جو متن میں ہیں -
(۱) وہ حدیث جسکے الفاظ خاص ہوں عام
الفاظ والی سے مقدم ہوگی مثلاً جو حکم
مجملہ اس صورت میں ترجیح نہیں پاتی جب
کہ عام و خاص میں تطبیق و موافقت کی جا سکتی
ہے جو ترجیح پر مقدم ہے -
(۲) وہ حدیث جسکے الفاظ منطوق ہوں مفہوم
الفاظ والی سے مقدم ہوگی مثلاً جو حکم
منطوق کا قول ہو کہ یہ وجہ ترجیح ہے اور بعض کا قول ہو کہ

۴۲ جو عام مخصص نے بھی ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگی جسمیں تخصیص نہ ہوئی ہو

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر لغایت ۱۴ جلد ۳

متضمن مسائل مذہب [illegible] اہل سنت

بابت سنہ [illegible] ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت	
درجہ	مراتب		روپیہ	آنہ
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چار چند ہے۔

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

[illegible] کتابت و ارسال [illegible] مہتمم کے پورے نام و خطاب سے [illegible] ہونا چاہئے [illegible] رسالہ [illegible] ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ [illegible]

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

التماس

جن صاحبون کی خدمت مین مطالبہ قیمت اشاعۃ السنۃ مین ہم مکرر خطوط پیڈا ور رجسٹری شدہ بھیج چکے ہین وہ خدا کو۔ رسول کو۔ موت کو۔ قیامت کو۔ حق دوستی کو۔ آشنائی کو۔ صاحب سلامت کو۔ ملاقات کو۔ اپنی ذاتی خوبی معاملہ کو۔ مروت کو (کسیکو) تو پیش چشم رکھین۔ اور قیمت پرچہ نہ سہی جواب خطوط تو دین۔ اس دل چسپ التماس نے بھی انکا دل نہ پگڑا تو ناچار بیرنگ خطوط کا سلسلہ جاری کیا جاویگا پھر شکایت نہو۔

اطلاع

مقدمہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۱ء سے شروع ہی مگر قلت حجم و مقدار (چار ورق) کے سبب وہ ختم ہونے نہین پاتا لہذا اب مصلحت یہہ معلوم ہوتی ہی کہ اسکو اس سال ۱۳ مین ختم کیا جاوے ۱۸۸۴ء سے بعونہ تعالے مقاصد ضمیمہ (مسائل فرعیہ مذہب محدثین) شروع ہون۔ لہذا مناسب معلوم ہوا ہی کہ جسقدر زاید حجم و مقدار ضمیمہ نمبر ۱۱ و ۱۲ مین بیکار ہو وہ حجم رسالہ سے لیا جاویگا اور رسالہ اسیقدر کم کیا جاوے جن کو اس رائے سے مخالفت ہو وہ اپنی رائے سے ہمکو مطلع کرین مگر اسکے ساتھ ایسی تدبیر بتاوین جس سے حجم رسالہ کم ہو اور ضمیمہ کا حجم بڑھ جاوے۔

تسکین

اس نمبر مین جو اصطلاحات اصول فقہ مذکور ہین ہمنے جزو سوم مقدمہ مین وہ بخوبی حل کر دی ہین ناظرین ان مشکل مشکل الفاظ کو پڑھکر نہ گھبراوین۔

الرابع انه يقدم العام الذى لم يرد على سبب على العام الوارد على سبب قاله الجوينى والكيا وابو اسحاق الشيرازى وسليم الرازى

الخامس انها تقدم الحقيقة على المجاز اذا لم يغلب المجاز -

السادس انه يقدم المجاز الذى هو اشبه بالحقيقة من المجاز الذى لم يكن كذلك -

السابع انه يقدم ما كان حقيقة شرعية او عرفية على ما كان حقيقة لغوية -

الثامن انه يقدم ما كان مستغنيا من الاضمار فى ما هو مفتقر اليه

التاسع انه يقدم الدال على المراد من وجهين على ما كان دالا عليه من وجه واحد -

(۴) جو عام کسی سبب خاص سے وارد نہوا ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگا جو کسی خاص سبب سے وارد ہوا ہو۔ یہ جوینی وغیرہ نے کہا ہے۔

(۵) حقیقت (لفظ کا اصلی معنی مین استعمال) مجاز (لفظ کا غیر اصلی معنی مین استعمال) سے مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ معنی مجازی کا استعمال غالب نہ ہوگیا ہو۔

(۶) جو مجاز اس معنے حقیقی معنی کے قریب ہو وہ معنے مجازی بعید سے مقدم ہوگا۔

(۷) جو معنی لفظ کے شرع مین یا عرف مین حقیقی ہون وہ اس معنی سے مقدم ہونگے جو لغت مین اسکے حقیقی معنی ہون۔

(۸) جس کلام مین ضمیر پیدا کرنیکے حاجت نہو وہ اس کلام سے مقدم ہے جو ضمیر کا محتاج ہو۔

(۹) جس کلام کی معنی و مراد دو وجہ سے ثابت ہون وہ اس سے مقدم ہے جسکی معنی ایک وجہ سے ثابت ہوں

---

۱۲ - جیسے من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرک الصلوۃ مین لفظ رکعت سے جسکی شریعت مین ثابتی معنے پوری رکعت کے ہین یعنی رکوع سجود قیام سب داخل ہین اور لغت مین حقیقی معنی رکوع کے ہین جو شرع مین مجازی ہیں لہذا اس حدیث مین بگمر بسوجہ ترجیح کے معنی پوری رکعت کو ترجیح ہے۔ جو اوگ اسباب کو نہین سمجھتے یا اسکی طرف توجہ نہین کرتے وہ حدیث مین لفظ رکعت سے رکوع مراد لیتے ہین اور کہتے ہین کہ جسنے امام کو رکوع مین پایا اسنے رکعت کو پالیا۔ اسمین انکی بڑی ہی غلطی ہے کہ شرع کو چھوڑا اور معنی مجازی کو لیا لفظ صلوۃ سے رکعت مراد لی۔ ان بیوقوفوں سے آجکل کے بہت سے جو بن پڑھے اجتہاد کرتے ہین بالکل نہین سمجھتے اور اپنے اجتہاد مین ایسی غلطیان کرتے ہین ۱۲

العاشر انه يقدم ما دل على المراد بغير واسطة على ما دل عليه بواسطة -

الحادي عشر ان يقدم ما فيه الايماء الى علة الحكم على ما لم يكن لذلك لان دلالة المعلل اوضح من دلالة غير المعلل -

الثاني عشر ان يقدم ما ذكرت فيه العلة مقدمة على ما ذكرت فيه متاخرة وقيل بالعكس -

الثالث عشر انه يقدم ما ذكر فيه معارضة على ما لم يذكر فيه كقوله كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها على الدال على تحريم الزيارة مطلقا -

الرابع عشر انه يقدم المقرون بالتهديد على ما لم يقرن به -

الخامس عشر انه يقدم المقرون بالتاكيد على لم يقرن -

السادس عشر انه يقدم ما كان مقصودا به البيان على ما لم يقصد به -

(۱۰) جو کلام اپنی مراد خود بخود بتا دے وہ اس سے مقدم ہے جسکی مراد کسی ذریعہ سے معلوم ہو۔

(۱۱) جس کلام مین حکم کی علت و سبب کیطرف ایما ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ایما نہو کیونکہ مدلل بات غیر مدلل بات سے مطلب بتانیمین زیادہ واضح ہوتی ہے۔

(۱۲) جس مین علت و سبب کا ذکر پہلے ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین اسکا ذکر پیچھے ہو اور بعض اسکے عکس کے قائل ہین۔

(۱۳) جسمین حکم کے ساتھ اسکے مقابل کا بھی ذکر ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین ذکر نہو جیسے آنحضرت کا یہ قول "مین تمکو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کرو" اس سے مقدم ہے جسمین صرف ایک ہی حکم ممانعت زیارت ہے۔

(۱۴) جسمین حکم کے ساتھ اسکی ممانعت پر ڈر سنا دیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ڈر سنایا ہو۔

(۱۵) جسمین حکم کے ساتھ تاکید کی گئی ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین تاکید نہو۔

السابع عشر انه يقدم مفهوم الموافقة على مفهوم المخالفة۔

الثامن عشر انه يقدم النهي على الامر۔

التاسع عشر انه يقدم النهي على الاباحة۔

العشرون انه يقدم الامر على الاباحة۔

الحادي والعشرون انه يقدم الاقل احتمالا على الاكثر احتمالا۔

الثاني والعشرون انه يقدم المجاز على المشترك۔

الثالث والعشرون انه يقدم الاشهر في الشرع او اللغة والعرف على غير الاشهر فيها۔

الرابع والعشرون انه يقدم ما كان بالاقتضاء على ما يدل بالاشارة وعلى ما يدل بالايماء وبالمفهوم موافقة

(۱۶) جس حکم کے بیان کی غرض سے کلام فرمایا گیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ضمناً یا اشارۃً اس کلام سے مفہوم ہو۔

(۱۷) جو بات کلام سے اسکے مضمون کے موافق سمجھی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جو اسکے مخالف سمجھی جاوے بعض عکس کے قائل ہین۔

(۱۸) نہی امر سے مقدم ہے۔

(۱۹) نہی حکم اباحت سے مقدم ہے۔

(۲۰) امر حکم اباحت سے مقدم ہے۔

(۲۱) جسکے معنے مین احتمال کم ہون وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنے کثیر الاحتمال ہون۔

(۲۲) مجاز مشترک سے مقدم ہے۔

(۲۳) جو لغت یا شرع مین زیادہ مشہور ہو وہ غیر مشہور مقدم

(۲۴) جو معنی مقتضائے لفظ سے ثابت ہون وہ اس معنی سے مقدم ہین جو اسکے اشارہ یا ایما یا مفہوم موافق یا مخالف سے معلوم ہون

+ مفہوم موافق کی مثال یہ ہے زید کے غلام کی خاطر کرو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے باپ یا بھائی کی عزت کرو اور یہ بات مضمون کلام کے موافق ہے مفہوم مخالف کی مثال یہ ہے زید کے دشمن کو مارو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے دوست کو نہ مارو یہ بات اسکے مضمون کے حکم مین مخالف ہے اسمین زید کا حکم تھا اسمین [illegible] کا حکم [illegible]

الخامس والعشرون انه يقدم التخصيص العام على التأويل الخاص لانه اكثر

(۲۵) جس حکم میں کسی عام کی تخصیص پائی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جسمیں کسی خاص کی تاویل ہو کیونکہ وہ بہت ہی وسیع ہے۔

السادس والعشرون انه يقدم المقيد على المطلق۔

(۲۶) جسمیں کوئی قید ہو وہ بے قید سے مقدم ہے۔

السابع والعشرون انه يقدم ما كان صيغة عمومه بالشرط الصريح على ما كان صيغة عمومه بكونه نكرة في سياق النفي او جمعا معرفا او مضافا ونحوها

(۲۷) جس عام کا عموم اسکے صریح لفظ سے ہو وہ اس سے مقدم ہے جسکا عموم نکرہ بذیل نفی ہونے یا جمع معرف (بلام) وغیرہ ہونے سے ہو۔

الثامن والعشرون انه يقدم الجمع المعلى فالاسم الموصول على اسم الجنس المعرف باللام لكثرة استعماله في المعهود فقصر دلالته اضعف على خلاف معروف في هذا وفي الذي قبله۔

(۲۸) جمع معرف بلام اور اسم موصول اسم جنس سے مقدم ہیں جو لام کے ذریعہ سے معرف بنایا گیا ہو کیونکہ اس کا استعمال مخصوص ذہنی میں زیادہ ہے۔

ترجیح بلحاظ معانی بھی کئی قسم ہے

واما المرجحات باعتبار المدلول فهي انواع

الاول انه يقدم ما كان مقرر الحكم الاصل والبراءة على ما كان ناقلا وقيل بالعكس اليه ذهب الجمهور واختار الاول الفخر الرازي والبيضاوي والحق ما ذهب اليه الجمهور۔

(۱) جو حکم براءت و اباحت اصلیہ کا مؤید ہو وہ اس سے مقدم ہے جو اس کا مخالف ہوگا بعض علماء اس کے عکس کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور علماء ہے امام رازی و بیضاوی نے پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے اور حق مذہب جمہور ہے۔

الثاني اينكون احدهما اقرب الى

(۲) جسمیں احتیاط ہو وہ غیر احتیاطی سے

الاحتیاط فانہ ارجح۔

الثالث انہ یقدم المثبت علی المنفی نقلہ الجوینی عن جمہور الفقہاء لان مع المثبت زیادۃ علم وقیل بالعکس وقیل ہما سواء

الرابع انہ یقدم ما یفید سقوط الحد علی ما یفید لزومہ۔

الخامس انہ یقدم ما کان حکمہ اخف علی ما کان حکمہ اغلظ وقیل بالعکس۔

السادس انہ یقدم ما لا تعم بہ البلوی علی ما تعم بہ۔

السابع ان یکون احدہما موجبا لحکمین والآخر موجبا لحکم واحد لاشتمالہ علی زیادۃ۔

الثامن انہ یقدم الحکم الوضعی علی الحکم التکلیفی وقیل بالعکس

التاسع انہ یقدم ما فیہ تاسیس علی ما فیہ تاکید۔

مقدم ہے۔

(۳) مثبت منفی سے مقدم ہے چنانچہ امام جوینی نے جمہور فقہا سے نقل کیا ہے کیونکہ مثبت میں ایک امر زاید کا علم ہے جو منفی میں نہیں ہے بعض عکس کے قایل ہیں۔ بعض دونو کو برابر کہتے ہیں۔

(۴) جس نص سے کسی حد شرعی کا ساقط ہو جانا مفہوم ہو وہ اس سے مقدم جس سے حد شرعی ثابت ہو۔

(۵) جس کا حکم خفیف ہو وہ اس سے مقدم ہے جو سخت ہو۔

(۶) جس حکم سے بہت لوگونکو کام نہ پڑا ہو وہ اس سے مقدم ہے جس سے بہت لوگونکو کام پڑا ہو۔

(۷) جو نص دو حکم کی مثبت ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ایک حکم کی مثبت ہو۔

(۸) حکم وضعی (جو صرف یہ بتاوے کہ فلان امر فلان حکم کے لئے شرط یا سبب ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا وقت) حکم تکلیفی (اصل مقصود احکام نماز۔ روزہ وغیرہ) سے مقدم ہے بعض عکس کے قایل ہیں۔

والمرجع في مثل هذه الترجيحات هو نظر المجتهد المطلق فيقدم ما كان عنده ارجح على غيره اذا تعارضت -

واما المرجحات بحسب الامور الخارجة فهي انواع

الاول انه يقدم ما عضده دليل اخر على ما لم يعضده دليل اخر -

الثاني اذا كان احدهما قولا والآخر فعلا فقدم القول لان له صيغة تخصه والفعل لا صيغة له -

الثالث انه يقدم ما كان فيه نفسه به الحاجة على ما لم يكن كذلك كضرب الامثال وغيرها فانها ترجح العبارة على الاشارة -

والرابع انه يقدم ما عمل عليه اكثر السلف على ما ليس كذلك لان الاكثر اولى باصابة الحق وفيه نظر لانه قد يكون في قول الاكثر ولا في عملهم فضعف -

(۹) جو معین نہی بات پائی جاوے وہ تاکید حکم سابق سے مقدم ہے -

ان ترجیحات کا مدار و مرجع مجتہد کی نظر ہی وہ جسوجہ کو لایق ترجیح پاویگا بوقت تعارض اسکو ترجیح دیگا -

مرجحات بنظر امور خارجی بھی کئی قسم ہین

(۱) جسکی دوسری دلیل تائید کرے وہ اس سے مقدم ہوگی جسکا کوئی موید نہو -

(۲) حدیث قولی فعلی سے مقدم ہوگی -

(۳) جس مین حکم واضح طور پر بیان کیا گیا ہو وہ اس پر مقدم ہے جو ایسی نہو کیونکہ عبارت کو اشارت پر ترجیح ہے -

(۴) جس پر اکثر سلف کا عمل ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ایسی نہو کیونکہ اکثر لوگونکو حق پر ہونے کا زیادہ حق ہے مگر اسمین شبہ ہے کیونکہ اکثر لوگونکے قول و عمل کی کچھ سند نہین کبھی حق اون لوگونکے ساتھ ہوتا ہے جو اکثر نہون یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے نے قرآن شریف مین بہت سے مقام پر اکثر لوگون کی مذمت کی ہے -

چنانچہ فرمایا ہے وقلیل من عبادی الشکور - اور وقلیل ما هم - اور اکثر لوگون کی نسبت فرمایا ہے وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین - ۱۲ -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۸ جلد ۳

متضمن ضروریات متفرقہ

مضامین مندرجہ ذیل مدت سے متقاضی اندراج تھے مگر تنگی عرصہ قرطاس وغیرہ موانع معمولی اس سے مانع رہے۔ اب ضرورۃً معمولی مضمون کو ناتمام چھوڑ کر بجائے اسکے ان مضامین کو درج کیا جاتا ہے۔

عذر و تسکین

تحریر مضامین اشاعۃ السنۃ مین دلایل و نقوا کے سبب تطویل ہو جاتی ہے اور یہ طرز ان لوگونکو جو بحکم کل جدید لذیذ ہمیشہ نئے مضامین کے طالب رہتے ہین اور بروش زمانہ حال مجرد اظہار خیال بلا استدلال کو پسند کرتے ہین غالباً ناپسند ہوگی اور اسی بنا پر جو تطویل مضمون حال (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) مین ہو رہی ہے انپر بہت مشتاق گذرتی ہوگی مگر ہم معذور ہین انکو انگریزی طور پر صرف اظہار اپنے خیال کا منظور نہین ہے بلکہ اس خیال کا خدا و رسول و سلف امت کے اقوال سے مستند کرنا اور متبعان دین کے خیال مین اسکی صداقت جمانا مدنظر ہے جو بدون تطویل و تفصیل اقاویل ممکن نہین ہے اور علاوہ بران اسمین یہ بھی فائدہ ہے کہ ایک مبحث کے ضمن مین کئی مسائل منکلمہ اور دقائق معضلہ دین پر لوگون کو اطلاع ہوتی ہے اور اصول و فروع دین مین انکی بصیرت و علمیت زور بروز بڑھتی ہے پس ناظرین سے امید ہے کہ ان مباحث کو غنیمت کبریٰ سمجھکر بجائے شکایت باطنی اظہار شکریہ الہی کرین اور ہمکو انگریزی طرز افتیار کرنے سے معذور سمجھکر معانی دین سے الکلیۃً فیصلہ نہ ہونے پر اور مضمون (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) کے قریب الاختتام ہے انشاء اللہ نمبر آیندہ مین ختم ہوگا اسکے بعد اسی طرز سے مباحث سابقہ کو پورا کیا جاویگا آیندہ جو خدا کی مشیت ہے وہ سب پر غالب ہے۔ والسلام غالب ۱۲ منہ

شکریہ و معذرت

خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود فضلا

وکمال کو اشاعۃ السنۃ کی طرف توجہ ہوئی ہے
اور بارسال مضامین اسکی معاونت سوجہی ہے
چنانچہ ایک صاحب فضل نے ضلع انبالہ الہ آباد
سے ایک طولانی مضمون بجواب تہذیب الاخلاق کے
مضمون (الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہی الاسلام)
کے ارسال فرمایا ہے اور ایک صاحب نے صوبہ بہار
سے سات مضمون مختصر بجواب تہذیب الاخلاق
وتفسیر نیچر ارسال فرمائے ہین ازانجملہ ایک
مضمون مین نیچر سید احمد خانی کا ابطال ہے۔ دوسرے
مضمون مین نیچری خانصاحب بہادر بالقابہ کی
انکار نسخ قرانی کا جواب ہے۔ تیسرے مین انکار
جواز استرقاق کا جواب ہے۔ چوتہے مین اپکے اس
افتراء کا جواب ہے کہ آنحضرت نے بسم اللہ کو کتاب زردشت
سے لیکر قرآن مین درج کیا ہے۔ پانچوین مین
انکی اس افتراء کا جواب ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام
یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ چہٹے مین انکے منخنقہ کو
حلال کہنے کا جواب ہے۔ ساتوین مین اپکے انکار
معجزہ کا جواب ہے۔ اور ایک فاضل محقق نے
دہلی سے ارسال مضامین کا وعدہ کیا ہے۔
مگر افسوس صد افسوس ہمارے پرچہ مین ان مضامین
کے اندراج کی جگہہ نہین ہے مضمون فاضل الہ آبادی

تین مہینے سے ہمارے پاس پڑا ہے جسکے اندراج کا
ابتک موقع نہین ملا لہذا ان حضرات کی خدمات
مین ہم بڑے شکر گذاری کے بعد معذرت کرتے ہین
کہ اس دفعہ ان مضامین کو درج نکرنے مین ہمکو معذور
سمجہین آیندہ ان مضامین کو شیئاً فشیئاً ہم درج
کرینگے۔ اور جناب باری مین بصد عجز و نیاز یہہ
دعا کرتے ہین کہ وہ ہمارے خریداران پرچہ کو ادائے
قیمت پرچہ کی توفیق عطا کرے سبہی خریدار پوری
قیمت ادا کردیا کرین تو رسالہ معمولی مقدار دو جزو
سے زیادہ اجزاء مین نکل سکے۔ یا وہ خداوند اپنی قدرت
و کرامت سے بطور خرق عادت (علی رغم انف المنکرین) ان
دو جزو رسالہ کو ایسی وسعت و برکت دے کہ بہت
سے مضامین ان مین آجایا کرین۔
خریداران کو اختیار ہے اپنے لئے ادائے قیمت کی
توفیق چاہین یان انہی دو جزو کے بطور خرق
عادت بڑہ جانے کے منتظر و امیدوار رہین۔

مذہبی اشاعت

ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو)
گو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کر سکتا ہے
مگر جمہوری کام کا اتمام بدون جمہوری اجتماع

و معاونت کو ممکن نہین ہے مثلاً ایک شخص
اپنی ذات سے عابد یا زاہد بننا چاہے تو
کسی مسجد کے حجرہ مین وہ معتکف ہوکر عابد
یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا ہادی یا مربی
بننا چاہے تو اس امر کے لئے مرکز اور اسکی ذات کافی نہین
ہے بلکہ اوسے انصار و اعوان کا محتاج ہونا پڑتا ہے
یہہ بادی النظر کا فتوی ہے اور اگر نظر عائر سے
دیکھا جاتا ہے تو جن کامون کو ذاتی خیال کیا جاتا
ہے انکا اتمام و حسن انجام بھی بدون جمہوری
معاونت کے ممکن نہین ہے -
اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ مین دوسرا
شخص کھانا نہ پہنچائے تو چند روز مین اسکو
اعتکاف توڑنا پڑے اسکی عبادت کے لئے کپڑا
تو ریا کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو عبادت کا
قافیہ تنگ ہوجاوے - سرا اسکا یہہ ہے کہ انسان
مدنی الطبع ہے اسلئے یہہ اپنی ہر کمال مین (ذاتی
ہو خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن
کے لوازم سے محتاج ہے -
اور منجملہ جمہوری کامون کے اشاعت مذہبی ہے جو بدون
جمہوری معاونت وجود مین آنے ناممکن ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کو جب تک جمہوری معاونت

پہونچتی ہے اسکی ترقی ہوتی گئی اور جب
وہ معاونت منقطع ہوئی تو اسمین سستی واقع ہوئی
مذہب اسلام ہی کو دیکھو جب تک اسکی انصار
جمہوری مددگار سلاطین والا تبار و علماء
خیار رہے دن بدن ترقی پذیر رہا - اور جب سے
اس سلسلہ کا انقطاع ہوا روز بروز مذہب اسلام
مین تنزل شروع ہوگیا - اسوقت کی عیسائی
مذہب کی لوگون کو مذہب کی اشاعت کیطرف
توجہ ہے اور اسپر انکا جمہوری اتفاق و اجتماع
موجود ہے - امریکہ و افریقہ انگلنڈ وغیرہ بلاد مین
جا بجا مذہب کی اشاعت کے لئے انکی کمیٹیان
و سوسائٹیان قایم ہین اور ادنی سے اعلی تک
اون کمیٹیون مین چندہ دیتے ہین جس سے لاکھون
روپیہ مشن مین جمع ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ سے
دیہات اور پہاڑون اور جنگلون مین انکی
منادی و واعظین پہونچتے ہین اور جا بجا انکے
مدرسہ قایم ہین اور اکثر شہرون مین انکے
مطبع جاری ہین جنمین انکی مذہبی کتابین تصنیف
اور ترجمہ ہوکر چھپتی ہین اور گلی کوچون مین
مفت بٹتی ہین اور انکی مذہبی اخبار شایع
ہین - جنمین انکے خیالات عام لوگون مین

پہلتے ہین تو اس صورت سے یوماً فیوماً کچہہ نہ کچہہ
انکے مذہب کو ترقی ہے۔

مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ اہل اسلام سے اب
یہہ خیال بالکل اٹہہ گیا ہے۔ اور اونہون نے اس
جمہوری اتفاق و تعاون کو کافرون کا شعار
سمجہکر اسکو ان ہی مخالفین مذہب کے سپرد کر دیا ہے
و بناء علیہ مذہبی اشاعت کا چارج بہی ان ہی کو
دیدیا ہے۔ اور خود دین سے فارغ ہوکر اپنا
اپنا دل پسند کام اختیار کیا ہے۔

امراء کا کام رات دن کا عیش و آرام ہے اور
علماء کو مسجدون کے حلوے مانڈے سے کام۔
رہے فقراء و کافہ انام سو انکا کیا ذکر و نام ہے پس
اب اشاعت اسلام کا کام تمام ہے۔

اگر مسلمانان ہند وغیرہ بلاد فی کس ایک ایک پیسہ
ماہوار اشاعت مذہبی کے لئے بطور چندہ جمع کرین
تو کروڑون روپیہ جمع ہو جاوے اور نہین تو
اگر عام مسلمانان پنجاب دہلی سے پشاور تک فی
کس ایک روپیہ ایک پیسہ گرہ سے نکالین تو بہی لاکہون
روپیہ ہو جاوے۔ اور نہین تو اگر خاص فرقہ
موحدین و متبعین سنت سید المرسلین ہی یہہ امر
اختیار کرین تو بہی ہزارون روپیہ سے تو کم نہو

پہر دیکہین جو کام پادری سو روپیہ مین نکالتے
یہان وہ اس مین کس خوبصورتی سے ہوتا ہے؟
اور تہوڑے دنون مین اسلام کیا رونق پکڑتا ہے؟
پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ ہماری اس بات کو
خیال مین لاوین اور اسلام کی رونق قدیم کو تازہ
کر دکہاوین۔ اسمین اپنے اسلاف امراء مومنین و سلاطین
مسلمین کا اقتدا کرین۔ یا اپنے مخالفین مذہب
(جنکو ناری بتاتے ہین اور ترجون من اللہ مالا یرجون کا
مصداق ٹہراتے ہین) ہی کی سرگرمی و جوش مذہبی
پر رشک کہاوین اور شرم کو کام مین لاوین۔
پس ہر شہر و قریہ مین اشاعت مذہب کے لئے
جماعتین یعنے کمیٹیان قایم کرین اور انکی استعانت
سے چندہ کی فراہمی مین کوشش کرین پہر بعد
فراہمی چندہ جابجا مدرسہ قایم کرین۔ اور علماء کو
تصانیف و ترجمہ و وعظ کے لئے مقرر کرین اور
مذہبی اخبار و رسائل جاری کرین اور جن سے
خود اس امر کا سرانجام نہو سکے وہ دوسرے کی پیروی
و معاونت کرین اور جو تہوڑی یا بہت اسوقت کہین
کہین کوشش ہو رہی ہے اسمین شریک ہو جاوین
اس تہوڑی بہت کوشش کی ایک مثال
اخبار منشور محمدی ہے جو مدت سے

پادریون کے مقابلہ مین جاری ہے مگر عام
عام مسلمانون سے اسکی پوری معاونت
نہین ہوتی صرف بعض عالی ہمتون کی اعانت
سے وہ جاری ہے - ایسا ہی اخبار مہر
درخشان و نصرت الاسلام
اسکی مثالین ہو سکتی ہین - اور ایک مثال
اسکی مدرسۃ القرآن دہلی ہے جو جناب
بقیۃ السلف وحجۃ الخلف شیخنا و مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور انکے
احباب و اصحاب کی توجہ سے جاری ہے
جسکا ذکر ہمنے نمبر چہارم جلد ۳ کی اخیر مین کیا ہے
اور ایک مثال اسکی براہین احمدیہ ہے
جسکا اشتہار ہمنے ضمیمہ نمبر ۴ جلد ۳ مین شایع
کیا تہا پہر نمبر ششم مین دوبارہ اسکی معاونت
کا شوق دلایا - اور ایک مثال اسکی
مدرسۃ العلوم مقام آرہ ضلع شاہ آباد
ہے - یہہ دونون مثالین آخر الذکر
ترقی اسلام کے لئے عمدہ ذریعے ہین اسلئے
انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے اس مقام مین
مناسب ہے بلکہ جو کچہہ کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
وہ سب ان ہی دو مثالون کی ذکر خیر

کی تمہید مین کیا گیا ہے مثال اول (براہین احمدیہ)
کی پوری تفصیل تو اس کتاب کی دیباچہ مین ہے - اور اسکا
خلاصہ اشتہار سابق الذکر مین شایع ہوا -
اسکا خلاصہ اس مقام مین ذکر کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب
کل فرقہ ہای مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف ہوئی
ہے جسمین یہود و نصاری و براہمہ اور برہم سماج وغیرہ
منکرین دین محمدی سے مقابلہ مین عمدگی کے ساتہہ بحث
کی ہے اور ایسی پر زور دلایل سے انکا مقابلہ کیا ہے
کہ ان دلایل کے توڑ دینے پر اسکے مصنف (اخی و محبی
میرزا غلام احمد رئیس قادیان) نے دس ہزار روپیہ انعام دینے
کا وعدہ دیا ہے - عام لوگون کو ان دلایل کا
زور اسی وعدہ مصنف سے معلوم ہو سکتا ہے اور
خواص کو جو مثل مشک آنست کہ خود ببوید نکہ عطار بگوید
کے گرویدہ ہین اصل کتاب کی دیکہنے سے معلوم ہو سکتا ہے
یہہ کتاب پچیس حصہ مین ہے جسکا ہر ایک حصہ (۵)
جز مین ہے - از انجملہ دو حصہ طبع ہو چکے ہین اور باقی
حصص زیر طبع ہین مگر اہل اسلام کی عدم توجہی سے
ابتک کافی روپیہ بہم نہین پہنچا اور زر ثمن کتاب
جو سابقاً فی نسخہ پانچ روپیہ قرار پایا اور اسکا
پیشگی ارسال فرمانا خریدارون سے چاہا گیا تہا
اکثر خریدارون نے نہین بہیجا - اسوجہ سے مرزا صاحب

ان ہی حصون کے طبع سے چھ سو روپیہ کے
زیر بار ہوگئے ہین و نیز علیہ باقی حصون کے
چھپانے سے متوقف ہو بیٹھے ہین - لہذا ہین
بعرض اصل حال والی جوش کے ساتھ اہل اسلام
کو رغبت دلاتا ہون کہ بارسال زرقیمت اس
کتاب کو جھپوائین اور باختیار اسباب اس عمدہ
ذریعہ ترقی اسلام کے سلسلہ کو توڑ نہ دین -
مگر یہہ امر ملحوظ خاطر رکھین کہ اب حجم کتاب
بہ نسبت سابق بہت بڑھ گیا ہے
اور اسکا انطباع بھی ایسے مطبع (سفیر ہند امرتسر)
مین ہوتا ہے جسکا اور متابع کی نسبت ڈبل
چارج ہے اسلئے قیمت کتاب اب بجائے پانچ روپیہ
فی نسخہ دس روپیہ قرار پائی ہے پس جن صاحبون
نے پہلے نرخ سے قیمت پیشگی ارسال فرمائی ہوئی
ہے انکو تو بنظر عقد سابق اسی نرخ سے کتاب لینے
کا استحقاق ہے - ہان بنظر امانت و برعایت
حج مرزا صاحب بھی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ
دین تو انکی مالی بہتری ہے) اور جو صاحب آئندہ
خریدار ہونگے انسے فی نسخہ دس روپیہ سے کم
نہ لئے جاوینگے - جنکو اسباب مین خط و کتابت
یا ارسال زر مقبوضہ بوجوہ براہ بہت مرزا صاحب تو

کو بہ نشان بمقام قادیان ضلع گورداسپور خط لکھ
کرین - اسمین قطعہ واسطہ نہ بناوین کہ اس تاخیر مین
میرا بھی حرج ہے اور انکے کام مین بھی توقف
ہوتا ہے -

دوسری مثال (مدرسۃ العلوم آرہ) کی
اصول و اغراض کے بیان مین اسکے بانی (شیخ
و محبی مولوی محمد ابراہیم صاحب) نے ایک اشتہار
جاری کیا ہے اس مقام مین اسکا خلاصہ نقل کرنا کافی
ہے اور بعضے احباب (جو مذہبی جوش مین سرگرم
ہین) کی خدمات مین اصل اشتہار بھی بھیجا
جائیگا - آپ فرماتے ہین میرے اپنے قومی بھائیون
کے ہدایت کے لئے یہہ تجویز کی ہے کہ مدرسین
واسطے درس تفسیر و حدیث و ترجمہ قرآن و احادیث
حدیث و فقہ و فرائض معانی و صرف و نحو و غیرہ
آلات علوم دینیہ کے اور واعظین گانون اور
شہرون مین واسطے وعظ و نصیحت کرنے کی
اور مؤلفین رسالجات مخالفین کے رد لکھنے
کے لئے اور مترجمین کتب عربیہ مفید عام کا
ترجمہ کرنے کے لئے مقرر ہون اور یہہ کتابین
چھپین - × × × بھائیون کو لازم ہے کہ اس
انتظام و اہتمام کی نگہداشت کرین اور اسکا خرچ خیال نہ

لاوین اور غور و تامل کرین کہ ہر گاہ جمیع طرق
ہدایت عام و خاص اس انتظام مین احاطہ
ہوگی تو انشاء اللہ ہدایت عام کس و ہوم
و ہام سے رونق پذیر ہوگی ××× مومنو
اس گوہر گران مایہ کو جلد خرید و کچہہ نہ کچہہ
ماہوار مقرر کرو - ×× اگر ہر شخص اپنی آمدنی
سے چوسٹھوان ۶۴ حصہ یعنے فی روپیہ ایک
یا ماہانہ بہی ٹہرالین تو بہی کم نہین اور
اہل ہمت تو بہت کچہہ کر دکہاتے ہین -"
پس مین اس مدرسہ کے لئے بہی اخوان مسلمین
کو عموماً اور فرقہ موحدین کو خصوصاً بڑی
گرمجوشی سے رغبت دلاتا ہون کہ اس
مدرسہ کی اعانت کو بہی اپنا ہی مذہبی
سمجہین اور ہر شہر و قریہ مین اسکے لئے
چندہ جمع کرکے بانی مدرسہ کے پاس براہ
راست بہ نشان آرہ ضلع شاہ آباد محلہ
چوک مسجد بہیجتے رہین -
اور ایک مثال اس اشاعت (جسکی نظیر
مسلمانون مین نہ زمانہ سابق مین گذری
ہی - نہ زمانہ حال مین نظر آتی ہے) وہ ہی جو
ابہی وجود مین نہین آئی صرف میرے اور میرے

چند احباب کے خیال مین ہے وہ یہہ
کہ مشن عیسائیون سے بڑہکر ایک اعلے کمیٹی
یعنے بڑی انجمن اسلامی مقرر کئی جاوے
جسکے ماتحت بہت سی سب کمیٹیان یعنے چہوٹی
انجمنین اکثر اضلاع پنجاب و ہندوستان
مین مقرر ہون اور اسمین عام مسلمانان
یا خاص موحدین سے کس و ناکس حسب حیثیت
چندہ لیا جاوے - و بنا علیہ جا بجا مدرسے
قایم ہون - اور رسائل تصنیف ہون اور
اخبار جاری ہون اور واعظین و منادی
کرنے والے مقرر ہون - اور لاوارث لڑکے
و مساکین مسلمین تربیت پاوین - اس
تجویز نے ظہور پایا تو سب کوئی دیکہیگا اسلام
کیسی رونق پکڑتا ہے -
اس تجویز کی بنا اسی مہینے مین رکہی جاویگی
اور اسکی کیفیت نمبر آیندہ کے ساتہہ شائع
ہوگی - اب مین اس مضمون کو دعا
پر ختم کرتا ہون اور مسلمان بہائیون
کے لئے خدا سے توفیق چاہتا ہون -
اللہ تعالے مومنون کی پست ہمتی کو دور
کرے اور انکو اپنے دین کی نصرت و اشاعت

ریویو

جناب مولوی [illegible] صاحب دہلوی

نازرین کمال ہاتھ کے رسائل ذیل پر —

اس عالی ہمت و صاحب خبرت مصنف مزاج
نصفت امتزاج کے متعدد رسائل اکتشاف راز —
تادیب معلمیان تہذیب — تہذیب نیچر دنیچر
کو ہمنے دیکھا اور انسے نفع اٹھایا —
مؤلف عالی ہمت نے جواب حضرات نیچریہ
مین ہر طرز طریف و سخن ظریف کو اختیار
کیا ہے جو آجکل لوگون کو پسند ہے —
جواب ترکی بترکی و مع ذلک مقتضر صداق
خیر الکلام ما قل و دل مین انکے جوابات کو پسند
کرتا ہو اور مؤلف علام کا دل سے شکر و ستایش
بجالاتا ہون —

ایک بڑی عالی ہمتی و نیک نیتی مؤلف کی اس
تالیف مین یہہ ہے کہ ان رسایل کے اجرا سے
کوئی ذاتی منفعت آنکو مد نظر نہین ہے —
غالبًا جس لاگت مین وہ رسایل تیار ہوتے ہین
اسی قدر قیمت کے عوض مین فروخت کئے جاتے ہین
مگر افسوس کہ ہماری قوم انکے رسایل کی قیمت ادا کرنے

[illegible] ہین ان ہی اصول پر ہنوز قدامت و نادہندگی پر عمل کرتے ہین
لوگون کو یہ صرف قیمت رسایل جناب مؤلف کو نہین پہنچتے
گویا یہہ نادہندگی و پست ہمتی ہماری قومی ہو گیا ہے جو کہین اور کسی معاملہ دینی و دنیوی مین
اگر لوگ ہمت و حوصلہ کو بڑھاوین اور کم سے کم سو خریدار
ماہواری رسالہ کے میسر ہو جاوین تو جناب مؤلف
نیچریہ مین ماہواری رسالہ جاری کردین اور قیمت بھی
نہایت مختصر لین جو فی جزو ۰ سے زیادہ نہو — پس
مین اپنے مسلمان بھائیونکو اس امر کی رغبت دلاتا
ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ جیسے اشاعۃ السنۃ اور
اخبار تیرہوین صدی تہذیب الاخلاق کو جو ہمین
جاری ہین ویسے ہی یہہ رسالہ بھی مالا مستقلال جاری
اور اگر لوگون سے یہہ جرات نہو سکی تو ہم سے و رنہ نیچریہ
کہ یہہ کبھی حسب اتفاق کوئی رسالہ جناب مؤلف چھپوا کر
کسی کے پاس بھیجین تو اسکی قیمت بالطلب تقاضا بھیجدیا کرین
جنکو رسایل مذکورہ بالا مطلوب ہون وہ دہلی
مطبع یوسفی کے پتہ سے جناب ممدوح سے طلب کرین
اور بعض احباب کو بعض رسایل مین سے چند کو ساتھ بھی
جاوینگے وہ ان رسایل کی قیمت اسی جناب سے میرے
پاس بھیجدین — تین اسباب ہین اور یہی کچھ
لکھتا اور نیز آپکو ان رسایل پر جو شبہہ وسوسے

[illegible] پاوین وہ اس کتاب کو جناب مؤلف سے دریافت کرین اور آپکو حق مین ترقی دارین کا

الخامس ان یکون احدهما موافقا لعمل الخلفاء الاربعة دون الاخر فانه یقدم الموافق وفیه نظر۔

السادس ان یکون احدهما یتوارثه اهل الحرمین دون الاخر وفیه نظر۔

السابع ان یکون احدهما موافق لعمل اهل المدینة وفیه ایضا نظر۔

الثامن ان یکون احدهما موافقا للقیاس دون الاخر فانه یقدم الموافق۔

التاسع ان یکون احدهما اشبه بظاهر القرآن دون الاخر فانه یقدم۔

العاشر انه یقدم ما فسر الراوی له بقوله او فعله علی من لم یکن کذلک۔

وقد ذکر بعض اهل الاصول مرجحات فی هذا التقسیم زائدة علی ما ذکرنا ههنا وقد ذکرناها فی الانواع المتقدمة لانها بها

ومن اعظم ما یحتاج الی المرجحات الخارجیة اذا تعارض عمومات بینهما عموم وخصوص من وجه کقوله تعالی

(۵) ایک حدیث عمل خلفائے اربعہ کے موافق ہو۔ اس مین بھی شبہ ہی۔

(۶) ایک حدیث توارث وعمل اہل حرمین کے موافق ہو۔ اسمین بہی شبہ ہی۔

(۷) ایک حدیث عمل اہل مدینہ کے موافق ہو۔ یہ بہی محل* اعتراض ہے۔

(۸) ایک حدیث موافق قیاس ہو نہ دوسری۔

(۹) ایک ظاہر قرآن کے مشابہ ہو نہ دوسری۔

(۱۰) جسکو راوی اپنے قول یا فعل سے تفسیر کردے وہ اسپر مقدم ہوگی جو راوی کے قول وفعل سے مفسر نہو۔

اہل اصول نے اس قسم کے مرجحات اور بہی ذکر کئے ہین ہمنے اونکو پہلے قسمونمین داخل کردیا ہی کیونکہ وہ انسے زیادہ چسپان تہے۔

ان مرجحات خارجیہ کیطرف سب سے زیادہ حاجت اسصورت مین ہوتی ہی جبکہ ایسے عام نصوص مین تعارض ہو جو ایک وجہ سے عام ہین اور ایک وجہ سے خاص جیسے خدا تعالی کا

* ان سب اعتراضون کی وجہ یہہ ہے کہ عمل خلفاء وتوارث حرمین وعمل اہل مدینہ حجت نہین دیکہو چہوٹی بڑی کتب اصول۔ ۱۲

وان تجمعوا بين الاختين مع قوله او
ما ملكت ايمانكم فان الاولى خاصة
في الاختين عامة في الجمع بين الاختين
في الملك او بعقد النكاح والثانية
عامة في الاختين وغيرها خاصة
في ملك اليمين وكقوله عليه السلام
من نام عن صلوة او نسيها فليصلها
اذا ذكرها مع نهيه عن الصلوة
في الاوقات المكروهة فان
الاول عام في الاوقات خاص
في الصلوة المقضية والثاني
عام في الصلوة خاص في الاوقات
فان علم المتقدم من العمومين و
المتاخر منهما وكان المتاخر ناسخا
عند من يقول ان العام المتاخر ينسخ
الخاص المتقدم واما من لا يقول
به فيعمل بالترجيح بينهما وان لم يعلم
المتقدم منهما من المتاخر وجب الرجوع
الى الترجيح على القولين جميعا بالمرجحات
المتقدمة واذا استويا اسنادا
او متنا ودلالة رجع الى المرجحات

یہ قول کہ تمپر دو ہمشیرہ کو جمع کرنا حرام ہی مع اس
قول خداوندی کے کہ لونڈیان (یعنے اور
جسقدر ہون) تمپر حلال ہین۔ پہلی آیہ
دو ہمشیرہ کی ذکر مین خاص ہی اور کیفیت
جمع مین عام کہ خواہ جمع کرنا نکاح سی ہو خواہ
ملک سی۔ دوسری آیہ دو ہمشیرہ وغیرہ مین عام ہی
اور یہ بتاتی ہی کہ لونڈیان خواہ دو ہمشیرہ ہون
خواہ اجنبی تمپر حلال ہین اور حکم ملک کے بیان
مین خاص ہی۔ ایسا ہی آنحضرت کا یہ قول کہ
جو نماز سے سو جائی یا اسی بہول جائی وہ جب
یاد آئی نماز پڑہی مع اس قول نبوی کے جسمین اوقات
مکروہہ (زوال۔ طلوع۔ غروب) مین نماز کی ممانعت
آچکی ہی۔ پہلا قول بیان اوقات مین عام ہی
اور قضائی نماز مین خاص یعنی یہ بتاتا ہی کہ خواہ
کوئی نماز ہو وقت بہولے ہوئی یا سونے مین گزری ہوئے
پڑہ لو۔ دوسرا نمازون مین عام ہی اور بیان
اوقات مین خاص یعنی یہ بتاتا ہی کہ ان وقتون مین
کوئی نماز (بہولے ہوئی کیون نہو) مت پڑہو۔
ایسی صورت مین اگر دونو نصوص سے ایک کا مقدم
دوسری کا موخر ہونا معلوم ہو تو جو شخص عام
متاخر سی خاص متقدم کو منسوخ سمجہتا ہی وہ اس عام

الخارجية وان لم يوجد مرجح
خارجي وتعارضا من كل وجه
فعلى الخلاف المتقدم هل يخير
المجتهد في العمل باحدهما او
يطرحهما ويرجع الى دليل
آخر او وجدا او الى البراءة
الاصلية -

ونقل سليم الرازي عن ابي حنيفة
انه يقدم الخبر الذي فيه
ذكر الوقت ولا وجه لذلك
قال ابن دقيق العيد هذه
المسئلة من مشكلات الاصول
والمختار عند المتاخرين
الوقف الا بترجيح يقوم على
احد اللفظين بالنسبة الى الآخر
وكان مرادهم بترجيح العام الذي لم
يخص مدلول العموم كالترجيح بكثرة الرواة
وسائر الامور الخارجة عن
مدلول العموم ثم حكى
عن الفاضل ابي سعيد
محمد بن يحيى

متاخرکو ناسخ کہتا ہی اور جو اسکا قایل نہین وہ
بیان ترجیح سے کام لیتا ہی - اور اگر دونو سی
متقدم متاخر کوئی معلوم نہو تو ان دونو مذہبون
پران مرجحات کیطرف (جنکا پہلے ذکر ہوا) رجوع
واجب ہی - اور اگر دونو سناد و متن و معنی مین
مساوی ہون تو ان مرجحات خارجیہ کیطرف
رجوع ہوگا - اور اگر کوئی خارجی مرجح بھی نہو
نہو تو اس مین وہی سابق اختلاف ہی کہ مجتہد
انمین سی ایک کا اختیار رکھتا ہی - یا دونو
کے چھوڑدینے اور دوسری دلیل یا براءۃ اصلیہ
کیطرف رجوع کرنیکا - سلیم رازی نے امام ابو حنیفہ
سے نقل کیا ہی کہ [illegible]
کا ذکر ہو [illegible]
ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ مسئلہ اصول کی مشکل
مسایل سی ہی متاخرین کے نزدیک اسمین توقف
پسندیدہ ہی بجز اس صورت کے کہ ان دونو سی ایک
حدیث مین ایسی وجہ ترجیح پائی جاوے جو اسکے
الفاظ سی قایم ہو - اسی انکی مراد شایدہ ترجیح
عام ہی جو عام کے معنے مین خصوصیت پیدا کرنیوالی ہی ترجیح
بکثرت رواۃ اور ترجیح بامور خارجہ از معنی عام
فاضل ابو سعید محمد بن یحیی نے روایت کی ہی ان

انه ينظر فيهما فان دخل احدهما
تخصيص مجمع عليه فهو اولى بالتخصيص
وكذلك اذا كان احدهما مقصودا
بالعموم رجح على ما كان عمومه
اتفاقيا - قال الزركشي وهذا هو
اللائق بتصرف الشافعي رح في احاديث
النهي عن الصلوة في الاوقات المكروهة
الى ان ذكر من انواع المرجحات +
بين الاقيسة سبعة انواع ومن المرجحات
بين الحدود السمعية خمسة عشر نوعا
ثم قال وفي غالب هذه المرجحات
خلاف يستفاد من مباحثه المتقدمة
ويعرف به ما هو الراجح في جميع ذلك
وطريق الترجيح كثيرة جدا وقد تقدم
ان مدار الترجيح على ما يزيد الناظر قوة
في النظر على وجه صحيح مطابق للمسالك الشرعية

دونو کو دیکہا جاوے اگر انمین سے ایک مین ایسی
تخصیص ہو چکی ہے جو متفق علیہ ہو تو وہ لایق
تخصیص ہے۔ ایسا ہی اگر انمین سے ایک کا عموم قصدی
وارادی ہو وہ اس سے مقدم ہوگا جسکا عموم
اتفاقی ہو۔ زرکشی نے کہا ہے کہ امام شافعی نے
جو حدیث ممانعت نماز باوقات مکروہہ مین تصرف
کیا ہے وہ اسی اصل کے موافق ہے۔
پہر اس کتاب مین مرجحات قیاسیہ کے سات اقسام کو بیان
کیا ہے۔ اور مرجحات حدود سمعیہ کے پندرہ اقسام کو۔
پہر کہا ہے کہ ان مرجحات حدود سمعیہ مین سے اکثر محل
خلاف ہین جو پچہلے مباحث سے معلوم ہو سکتا ہے اور
یہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ انمین سے ترجیح کسکو ہے
اور ترجیح کی صورتین نہایت کثرت سے ہین اور
یہ بیان ہو چکا ہے کہ ان سب کا مدار اسپر ہے کہ جو مجتہد
کی نظر مین صحیح طور پر طرق شرعیہ کے موافق
قوت پیدا کرے وہ وجہ ترجیح معتبر ہے۔

+ ان مرجحات کے ذکر سے ہمنے اس لئے تعرض نہین کیا کہ وہ عوام کی سمجہہ سے بہت ہی دور ہین
خواہ ہم کتنا ہی ہندی کی چندی بنا کر ترجمہ کرین ہان خواص انکو سمجہہ سکتے ہین لہذا انکی خاطر انکو بضمن
حاشیہ اصل زبان مین نقل کرنا مناسب سمجہتے ہین۔

واما المرجحات بين الاقيسة فلا خلاف انه لا يكون بين ما هو معلوم منها - واما ما كان مظنونا فال
فذهب الجمهور الى انه يثبت الترجيح بينها وهي انواع الاول بحسب العلة. الثاني بحسب الدليل الدال
على وجود العلة. الثالث بحسب الدليل الدال على علية الوصف للحكم الرابع بحسب دليل الحكم

اس تفصیل کو ناظرین خصوصاً ہمارے علمائی بہائی مقلدین (جو اس زمانہ مین دعوی اجتہاد کو مثل دعوت نبوت کفر سمجھتے ہین یا اسکو بمنزلہ دشنام وتوہین ائمہ مجتہدین خیال کرتے ہین) غور و انصاف سے پڑہین اور ایمان کو موت کو قیامت کو پیش چشم رکھکر دیکھین کہ کیا جو لوگ ان مسائل (لوازم و اسباب اجتہاد) کو اس تفصیل کے ساتھہ نہ صرف کتابون مین بیان کرتے ہین بلکہ آیات و احادیث جو لا تگاہ اجتہاد مین انکو جاری بھی کر دکھاتے ہین وہ مجتہد کہلانے کے (بعض مسایل مین کیون نہو اور منتسب غیر مستقل ہی کیون نہ سہی) مستحق نہین؟ اور کیا اس زمانہ مین اجتہاد (غیر مستقل اور بعض مسائل مین ہی سہی) زمانہ سابق کی نسبت وسیع اور آسان نہین ہے اور اسکے اسباب و آلات پہلے زمانہ سے زیادہ میسر و مہیا نہین ہین؟ ہم امید کرتے ہین کہ اگر وہ تعصب و بغض و عناد کو تہوڑی دیر کے لئے علیحدہ کرینگے تو مجبوراً ان باتونکو تسلیم کرنیکی جرات کرینگے۔

الی من حیث کیفیۃ حکمہ۔ السادس بحسب الامور الخارجیۃ السابع بحسب الفرع و کل من ہذہ الانواع اقسام فصلہا فی الارشاد۔ **واما المرجحات** ہین احدہ وسمعیۃ فہو علی اقسام لانہ اما ان یرجح الحد المشتمل علی الدلیل ہذا الاخر بحیثیۃ الدلالۃ علی المطلوب علی الاخر فظاہر یہ او المشتمل کذلک او بحیثیۃ اخری فالاول ان یکون احدہما اعرف من الاخر فیقدم علی الاخفی لانہ اول علی المطلوب من الاخفی۔ الثالث انہ یقدم المحدد المشتمل علی الاثبات علی المشتمل علی العرضیات۔ الرابع انہ یقدم ما کان مدلولہ اعم من مدلول الاخر۔ الخامس انہ یقدم ما کان موافقا لمشتمل الشرع و الامۃ علی عالم یکون کذلک۔ السادس انہ یقدم ما کان اقرب الی الاصل المنقول عنہ شرعا و لغۃ۔ السابع انہ یقدم ما کان موافقا لحجج من خارج کتاب لا خر۔ الثامن انہ یقدم ما کان موافقا لعمل اہل العرین ثم ما کان احدہما التاسع انہ یقدم ما کان موافقا لعمل الخلفاء الراشدین۔ العاشر انہ یقدم ما کان موافقا للاجماع۔ الحادی عشر انہ یقدم ما کان موافقا لعمل اہل المدینۃ الثانی عشر انہ یقدم ما کان مقررا لحکم الشرع علی ما کان مقررا لحکم الاباحۃ۔ الثالث عشر انہ یقدم ما کان مقررا لحکم الشرعی علی ما کان مقررا لحکم الاثبات الرابع عشر انہ یرجح ما کان رواتہ اکثر و عملہ ما کان موجبا۔ الخامس عشر انہ یقدم ما کان مقررا لایجاب العمل علی ما لیس کذلک (حصول المامول من علم الاصول)۔

اسی نظر سے سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے کتاب ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد مین علوم و اسباب و آلات اجتہاد کا پچھلے زمانون مین پہلے زمانونکی نسبت زیادہ تر وسعت اور آسانی کے ساتھ پایا جانا بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کرکے فرمایا ہے (چنانچہ جسکو

وبعد هذا فالحق الذى لا يتمارى فيه المنصف
المحقق ان الاجتهاد فى هذه الاعصار
اسهل منه فى الاعصار الخالية
لمن له فى الدين همة عالية ورزقه الله
فهما صافيا وفكرا صحيحا وتنبهه فى
علمى الكتاب والسنة فانهما كانت
الاحاديث فى الاعصار الخالية متفرقة
فى صدور الرجال وعلوم اللغة
فى افواه سكان البوادى ورؤس الجبال
حتى جمعت مفرقاتها ولفقت مزقاتها
فلا يحتاج طالب العلم فى هذه الاعصار
الى الخروج من الوطن والى شد الرحل
والظعن فيما عدا حيز تتصل الله جمعها
من اغوارها وانجادها وسهل سياقها
للعباد حتى انبعث رياضها وانزعت حياضها
واجريت عيونها وتهدلت
ثمر انها غدرانها وافاض فى ساحل
غصونها معينها واشتد عضدها

میں انکی کتاب سے منقول ہے کہ اس بیان و تفصیل
علوم و اسباب اجتہاد کے بعد تو حق (جسپر کوئی
غبار نہین) یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان زمانو نمین
اجتہاد پہلے زمانون کی نسبت زیادہ آسان ہے
اس شخص کے لئے جسکو علم کتاب و سنت مین شرف
حاصل ہو اور خدا نے اوسکو فہم صاف عطا کیا
ہو کیونکہ گزشتہ زمانون مین تو حدیثین
لوگون کے سینون مین متفرق تہین اور علوم
لغت جنگلون اور پہاڑون کے رہنے والونکے
سینون مین تہے یہانتک کہ ان علوم کی متفرق
باتین جمع ہو گئین اور پراگندہ مسائل اکٹھے
ہو گئے اب اس زمانہ مین طالب علم کو وطن سے
نکلنے اور پالان کس کر سفر کرنیکی حاجت نرہی
تعجب ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ان علوم کو پہنچے
اور بچے ملکون سے جمع کر دیا اور لوگون کے لئے انکا
رستہ آسان کر دیا انکے باغونکی پیل تنہا اور حوض
لبریز ہو گئے اور انکے چشمے بہنے نکلے اور انکے
پہلون کے ساتھ انکی شاخین جھک پڑین

وحل ساعدها وكثر معنها تقول تعذر
الاجتهاد ما هذا وما تعالى الاكفران
النعمة وجحودها والاخلاد الى
ضعف الهمة ورذيلتها - فانه
لا بد مع ذلك اولا من غسل
فكر ذلك ادرن العصبية وقطع
مادة الوساوس المذهبية و
سؤال الفتح عن الفتاح العليم و
تعرض بفضل الله فان الفضل
بيد الله يؤتيه من يشاء والله
ذو الفضل العظيم - فالعجب
كل العجب ممن يقول بتعذر
الاجتهاد في هذه الاعصار وانه
محال ما هذا الا منع ما سبب الله
من فضله الفحول الرجال واستبعاد
ما خرج من يديه واستصعاب
يكن لديه وكمله ائمة المتاخرين من
استنباط دقائقه واستخراج حقائقه
ما حام حولها الا وفين وما عرفها
منهم الا فارين لا ادارت في بعضها
للمستبصرين وما حيات في ذلك لمتفكرين

اور انکا پانی انکی تحقیق کے کناروں تک نہ چلا اور
انکا بازو قوی ہوا اور کلائی کھل گئی اور بہت سے
مددگار رہ گئے تو تو کہتا ہے کہ اب اجتہاد مشکل و محال
ہے یہ تو سجدہ کفران اور انکار نعمت ہے۔ اور ہمت
کی پستی اور ہار جانے کی طرف جھک پڑنا۔ ہاں
اسباب و سامان اجتہاد کے میسر آنے کے لئے پہلے فکر کو تعصب سے پاک کرنا اور
مذہبی وسوسوں کو دینے جو دراصل مذہب میں داخل
نہیں) دور کرنا اور خدا تعالے سے علوم کھولدینے کا
سائل ہونا اور اسکے فضل کا منتظر رہنا بھی ضرور ہے
کیونکہ فضل اوسی کے ہاتھ میں ہے۔ پس اس شخص سے
بڑا تعجب ہے جو کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اجتہاد متعذر
و محال ہے یہ تو خدا کے فضل کو جو اپنے جوان
مردوں پر کیا بند کرنا ہے اور جو چیز اپنے ہاتھ سے
نکل جاوے اوسکو دور سمجھنا اور جو اپنے پاس نہ ہو
اوسکو مشکل جاننا۔ بہتیرے متاخرین اماموں کے
ایسے صاف استنباط و استدلال ہیں کہ تقدیم
امام انکے گرد نہیں پہنچے اور نہ انمیں سے اہل نظر نے
انکو پہچانا اور نہ وہ اہل بصیرت کی نگاہ میں
گزرے اور نہ اہل فکر کے فکر انمیں دوڑے۔
یہ تو نے جان لیا تو یہ بھی جان لے کہ اس زمانہ میں

اسہل از الاجتہاد وان منالصعاب
الشداد وھو اقدم منالات من سعی
انما انی فی جمع علوم الاولین
جمعہا بعد الشتات فی تنا نیف
المصنفات فلتکثرتہم الدعاء وحسن
علیہم الثناء ولا یکن من کفران النعم
والتنبا الغمط فانما یعرف الفضل لاولی
الفضل من ھو منہم والیہ اشار من قال
"اذا فاوک انسان بفائدۃ
من العلوم فاکثر شکرہ ابدا
وقل فان جزاء اللہ للحسنۃ
اعادیہا وقل ابوہ وامہ"
وکذا یبطل تشنیع الجہال بان ما نسب
الی الوائل فی بعض المسائل قد ادعی
الترفع علیہم وقال انا اعلم منہم وھذا
خیال باطل وسوء ظن عاطل اذ الاقدم
ان التابعین قد ادعوا الفضل علی
المتقدمین وفیہا مازال الفضل
للمتقدم معروفا ویرجع السابق
بالتفضیل موصوفا۔

اجتہاد کو آسان اور اسکے سخت اسباب
وعلوم کو نرم جس نے کیا ہو وہ وہی ہے جو
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آئمہ متاخرین
ائمہ کی علوم کو نفیس مصنفات میں جمع کر دیا
لہذا ان ائمہ متقدمین کے لئے کثرت سے
دعا اور عمدگی سے انکی تعریف کرنی چاہئے اور
کفران نعمت ائمہ متقدمین نکرنا اور بیانوروں
کیطرح ہونا چاہئے اہل فضل کی بزرگی کو وہی
جانتے ہیں جو خود بھی بزرگی رکھتے ہوں۔
اسی کی طرف اشارہ کیا ہے جس نے کہا ہے
جب تجھے کوئی انسان فائدہ پہنچادے تو تو اس کا
بہت شکریہ ادا کر اور کہہ کہ خدا اوسکو نیک بدلا دے
مجھ اوسنے فائدہ پہنچایا ہے اور جس نے ملامت کو
چھوڑ دی۔ اس بیان فضیلت و حق شکر متقدمین سے
جاہلوں کا یہ طعن و تشنیع بھی باطل ہوئی جو کہتے ہیں
متقدمین کا بعض مسایل میں خلاف کیا اسنے
بزرگ ہونے کا دعوی کیا اور یہ سمجھ لیا کہ میں زیادہ عالم
ہوں یہ انکا خیال باطل ہے اور سوء ظنی بیکار یہ
تو چاہئے کہ تابعین جنہوں نے صحابہ کا بعض مسایل میں
خلاف کیا ہے صحابہ سے برتر ہونے کا دعوی کیا ہو اور پچھلے

ہاموں پہلوں سے یہ بات بعید ہے ہمیشہ پہلے ہی کی بزرگی مشہور ہے ہمیشہ پہلے ہی بزرگی سے موصوف چلا آیا ہے

ایسا ہی علامہ سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی نے کتاب القواعد مین اپنی اس کلام سے پہلے جو سابقاً انسے منقول ہوا فرمایا ہی اور اس کا اختتام ان اشعار سے کیا ہے جن کا مطلب یہ ہی کہ اگر مین سعدی کے عشق مین عاشق کبوتر سے پہلے روتا تو ملامت سے پہلے نفس کو تسلی دی لیتا ولاکن وہ مجھسے پہلے رویا تو اوس کے رونے نے میری رونے کو ہلایا پس مجھے یہ کہنا پڑا کہ بزرگی اوسیکو ہی جسنے پہلے کام کیا۔

فلو قبل مبکاها بکیت صبابة
لسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولاکن بکت قبلی فهیج لی البکا
بکاها فقلت الفضل للمتقدم

اب ہم اس بحث علوم و آلات اجتہاد کو ختم کرتے ہین اور اپنے ناظرین باانصاف سے امید کرتے ہین کہ ان عبارات و بیانات کو پڑھکر وہ یقین کرینگے کہ اس زمانہ مین زمانہ سابقہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے اسباب و آلات آسانی سے مل سکتے ہین اور کثرت سے موجود ہین ومن اللہ التوفیق۔

ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۱ صفحہ ۸۸ سے اسمقام تک ایک اعتراض کا (جو عمل بالحدیث مین لوگ وارد کرتے ہین) جواب ادا ہوا۔ حاصل اعتراض یہ کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہی جو مجتہدون کا کام ہے اسوقت کے لوگون کے لئے جو مجتہد نہین یہ امر جایز نہین۔ حاصل جواب یہ ہی کہ اولاً عمل بالحدیث اجتہاد نہین اور اگر بالفرض اجتہاد ہے تو یہ پہلے مجتہدون سے مخصوص نہین اب بھی ایسے لوگ ہین جو اجتہاد کر سکتے ہین۔

دوسرا اعتراض عمل بالحدیث مشکل ہی (۱) حدیث مین جس سے کوئی تمسک کرانا چاہی احتمال ہی کہ وہ منسوخ ہو (۲) احتمال ہی کہ اسکے مقابلہ و معاوضہ مین کوئی دوسری حدیث جو اس سے بڑھکر یا اوسکے مساوی ہو موجود ہو۔ (۳) احتمال ہی کہ وہ حدیث آنحضرت سے یا جسکے حق مین وارد ہی اس سے مخصوص ہو (۴) اگر وہ عام ہی تو اسمین یہ احتمال ہی کہ مخصوص ہو (۵) اگر وہ ظاہر المعنی ہو تو اسمین یہ احتمال ہی کہ وہ اس ظاہری معنی سے مؤول ہو اور کتب

حدیث مین ان احتمالات کا فیصلہ نہین ہوا اور ہر ایک حدیث سے ان احتمالات کو اٹھایا نہین گیا۔ پھر کسی حدیث پر کیسیکو (مجتہد ہی کیون نہو) کیونکر جائز ہی اور بدون تقلید فقہا وہ مراجعت کتب فقہ کیونکر کام چل سکتا ہی۔

اس اعتراض کا جواب ہم بسط و تفصیل سے باستشہاد و استمداد اقوال اکابر علمائے حنفیہ و غیرہم فقہا و اصولیین و محدثین متقدمین و متاخرین **اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ و ۷ جلد ۱** مین صفحہ ۷۰ سے صفحہ ۱۳۰ تک چونتیس صفحہ پر ادا کر چکے ہین جسکا اعادہ ہم پسند نہین کرتے اور نہ ابتدا سے آجتک اشاعۃ السنہ مین کسی مضمون یا کسی بحث یا اوسکے دلایل کا اعادہ پایا گیا ہی۔ **اس کا ماحصل** یہ ہی کہ اولاً مجرد احتمال بدون شہادت کسی دلیل کے لایق اعتماد نہین اور کسی حدیث کی عمل و استدلال سے مانع نہین ہو سکتا۔ ثانیاً یہ احتمالات اقوال فقہا اور کتب فقہ مین حدیث کی نسبت بدرجہا بڑھکر پائے جاتے ہین پس اگر یہ لایق اعتبار و مانع عمل ہین تو چاہئے کہ معترضین کتب فقہ پر بھی عمل و استدلال چھوڑ دین۔ ثالثاً ان احتمالات کا تصفیہ کتب حدیث مین ایسا ہو چکا ہی کہ کتب فقہ مین اسکا فیصلہ اس سے بڑھکر نہین ہوا۔ پس اگر کوئی بے کہٹکے شریعت پر چلنا اور احکام دین پر عمل کرنا چاہی تو اسکے لئے یہی کتب حدیث طمانیت بخش ذریعہ و وسیلہ ہین۔ ناظرین ان تینون دعاوی کا ثبوت چاہین تو اشاعۃ السنہ صفحات مذکورہ کیطرف مراجعت کرین اور دیکھین کس زور و شور کے ساتھ اصول و فروع کی شہادت سے ان علویکو مدلل کیا ہی۔

تیسرا اعتراض حدیث پر عمل کرنے سے قدیمی مذہب حنفی شافعی چھوٹ جاتا ہی اور کبھی چاروں مذہب سے خارج ہونا پڑتا ہی اور ترک و انتقال مذہب پر کتب فقہ مین بیان تعزیر کا حکم آچکا ہی اور چاروں مذہب کی مخالفت بات کو فقہا نے باطل کہا ہی۔

اس کا جواب ہم اسی ضمیمہ اشاعۃ السنہ **جلد ۲** کے صفحہ ۸۵ و **جلد ۲۰** کے صفحہ ۵ وغیرہ مین باستشہاد فقہین حنفیہ ادا کر چکے ہین جن کا حاصل یہ ہی کہ حدیث پر عمل کرنیسے کوئی

مذہب نہین چہوٹتا کیونکہ صحیح حدیث کو چارون امامون نے اپنا مذہب قرار دیا ہی لہذا جسنے اپنے امام کا قول چہوڑ کر کسی حدیث پر عمل کیا اسنے عین قول امام کا اتباع کیا۔ چارون امامون نے خود کہہ کہا ہی کہ جب ہماری اقوال حدیث کے مخالف ہون تو انکو چہوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو۔ ہمارا مذہب وہی حدیث ہی۔ اسمقام مین بہی ایک دو معتبر و مشہور کتب فقہ کی شہادتین جو پہلے منقول نہین ہوئین پیش کرتے ہین۔ کتاب رد المحتار حاشیہ در المختار

نقل العلامة البيري في اول شرحه على الاشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة اذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي وقد حكى ابن عبد البر عن ابي حنيفة وغيره من الائمة ونقله ايضا الشعراني عن الائمة الاربعة ولا يخفى ان ذلك لمن كان اهلا للنظر في النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها فاذا نظر اهل المذهب في الدليل وعملوا به صح نسبتها الى المذهب لكونه صادرا باذن صاحب المذهب اذ لا شك انه لو علم ضعف دليله لرجع عنه واتبع الدليل القوي۔ (رد المحتار ص ۳۶)

مین جو فقہائے ہندوستان و عرب مین متداول و مقبول ہی کہا ہی کہ علامہ بیری نے اپنی شرح اشباہ کے شروع مین شرح ہدایہ تالیف ابن الشحنہ سے نقل کیا ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو اور وہ مذہب کے مخالف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاویگا اور اس امر کے سبب حنفی مقلد حنفی ہونے سے خارج نہوگا کیونکہ امام سے ثابت ہو چکا ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے جب حدیث صحیح ہو تو میرا وہی مذہب ہے امام ابن عبد البر نے یہ بات ابو حنیفہ اور دوسرے امامون سے نقل کی ہی اور امام شعرانی نے بہی چارون امامون سے یہ بات نقل کی ہی یہ بات اس شخص کے حق مین ہے جو آیات و حدیث مین نظر کرنا اور غیر منسوخ کو منسوخ سے پہچاننے کی لیاقت رکہتا ہو پس جب کوئی اہل مذہب کسی دلیل (حدیث) کو دیکہے اور اوس پر عمل کرے تو اسکو مذہب کیطرف منسوب کرنا صحیح ہوگا کیونکہ اس کا یہ امر اجازت امام مذہب سے صادر ہوا ہی۔ بیشک جب وہ اپنے مذہب کا ضعف جان لے تو اس سے رجوع کرے اور دلیل قوی کا تابع ہو۔

اور کتاب روضۃ العلماء مین امام زید دہلی نے صاحب ہدایہ سے نقل کیا ہی کہ

ان ابا حنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول الخ

امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ایک بات کہین اور قرآن اسکے مخالف ہو تو کیا کیا جاوے آپ نے کہا کتاب اللہ کے مقابلہ مین میرا قول چھوڑ دو۔ پھر اوسنے کہا اگر حدیث اسکے مخالف ہو تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول چھوڑ دو تا آخر۔

یہی بات چارون امامون نے اپنے اقوال مخالفہ حدیث نبوی کے اخذ کرنیکے باب مین فرمائے ہین اور چارون امامون کے متبعین نے یہہ بات چارون سے نقل کی ہی۔ چنانچہ **فتوحات مکیہ** وغیرہ مین ان اقوال کی تفصیل ہی۔ مگر ہم اس بحث کو اس مقام مین طول دینا نہین چاہتے

یہ جواب کہ حدیث پر عمل کرنے سے کسی مذہب سے خارج نہین ہوتا۔ اس اعتراض کی اس جز کو کہ مذہب کے ترک و انتقال پر تعزیر وارد ہی اور مذاہب آئمہ اربعہ کا مخالف مذہب باطل ہی ہمنے تسلیم کر دیا ہی۔ اور اگر ان باتون کو تسلیم نہ کرین اور صاف یہ کہین کہ مذہب چھوٹ گیا تو کیا ہوا اور خلاف مذاہب ائمہ اربعہ عمل مین آیا تو کیا گناہ ہو گیا تو بھی گنجایش ہی کیونکہ یہ باتین عوام یا علمائے کالعوام مین جو نہ اصول سے واقف ہین نہ فروع سے خبر رکھتے ہین (زبان زد ہو رہے ہین ان باتون کا نہ کتاب و سنت مین کہین اثر و نشان ہی نہ اون ائمہ مجتہدین کی کلام مین (جنکی اتباع و تقلید کا یہ لوگ دعوی کرتے ہین) کہین ذکر و بیان ہی۔ ترک و انتقال مذہب کے جواز مین تو اسی ضمیمہ کی جلد ۱ مین صفحہ ۱۷ سے ۲۱ تک اقوال ائمہ فقہا و اصولیین بیان ہو چکے ہین اور مذاہب اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل کرنے کا جواز معیار الحق مین بصفحہ ۳۵ و ۳۶ وغیرہ مدلل ہو چکا ہے۔ ناظرین ان مواضع کیطرف رجوع فرماوین ہم ان مباحث کا بھی اس مقام مین اعادہ کرنا نہین پسند کرتے۔

اسی قسم کے اور اعتراض مانعین عمل بالحدیث عمل بالحدیث پر کرتے ہین مگر ناظرین
باانصاف اون اعتراضات کا اندازہ ان ہی تین اعتراضون سے کر سکتے ہین لہذا ہم
اس مقام مین ان ہی اعتراضات ثلثہ کے جوابات پر اکتفا کرتے ہین - یہ جزو دوم
مقدمہ کا اختتام ہے اب جزو سوم کا بیان ہوتا ہے اسکے بعد عنقریب مقاصد کا آغاز ہوگا
جس مین اصل مسائل مذہب محدثین کو بیان کیا جاوے گا و باللہ التوفیق ناظرین
چندے اور اصطبار کو کام مین لاوین اور ہمارے مباحث مقدمہ کی طوالت سے نگہبراوین -

جزو سوم مقدمہ

ان اصطلاحات و اصول کے بیان مین جن سے مقاصد مین کام لیا جاوے گا

واضح ہو کہ اصطلاحات و اصول جنپر ہمارے مقاصد کی بنا ہے بہت ہین مگر ہم اس مقام مین
ان چند اصطلاحات و اصول کو بیان کرنا چاہتے ہین جنکو ہمارے مقاصد و استدلالات سے
زیادہ تعلق ہے - اور جنکا تعلق کم ہے انکا ذکر و بیان اوس استدلال کے موقع پر جس سے اوس کو
تعلق ہو بیان کیا جاویگا - وہ اصطلاحات و اصول جنکو ہم اس مقام مین بیان
کرنا چاہتے ہین دو قسم ہین - اول وہ جنکو کتاب و سنت دونو سے تعلق ہے - دوم جنکو
صرف حدیث سے تعلق ہے - ان دونو قسمونکو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے -

اصطلاحات قسم اول

ظاہر (۱) و نص (۲) یا مفسر (۳) و مؤول -

اگر کسی لفظ کے دو معنے ہو سکین جنمین ایک معمولی ہون جو اکثر اس لفظ کے
بولنے سے سمجھے جاوین دوسرے غیر معمولی جو کبھی کسی خاص وجہ سے مراد لئے جاوین تو
پہلے معنے کو ظاہری معنے اور اس لفظ کو اس معنی کی نسبت ظاہر کہتے ہین اور دوسرے
معنے کو تاویلی معنے اور اس لفظ کو اس معنے کے لحاظ سے مؤول کہتے ہین -
اسکی مثال پانی کا لفظ ہے اکثر اوس سے وہی پانی مراد لیا جاتا ہے جو کنوئین یا دریا یا بارش کا

پانی کہتا ہی کبھی اس سے سوائے یا گلاب کا پانی یعنے عرق بھی مراد لیتے ہین - پہلے معنے
وہ ظاہر ہی دوسرے مین مؤول - بعض ظاہر الفاظ ایسے واضح المعنی ہوتے ہین کہ ان مین
تاویلی معنے کی گنجایش نہین ہوتی - اسکو نص[3] کہتے ہین اور بعض اسکو مفسر[4] کہتے
ہین - اس کی مثال بھی پانی کا لفظ ہی اگر اسکے ساتھ ایسے الفاظ بھی بڑہائے جاوین
"وہ پانی جو کنوئین کا ہی" یا "وہ پانی جو فلان برتن مین ہمارے سامنے رکھا ہی"

حقیقۃ و مجاز[5]

جو معنے لفظ کے اصلی ہون جو لفظ بنانے کے وقت اسکے لئے مقرر کئے گئے ہون
وہ اسکے حقیقی معنے ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو حقیقت کہتے ہین
اور جو اصلی معنے نہون بلکہ غیر اصلی ہونے پر اصلی معنے سے کچھ علاقہ و مناسبت رکھتے ہون
وہ اسکے مجازی معنے کہلاتے ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو مجاز کہتے ہین -
اس کی مثال لفظ شیر ہی جو درندۂ مشہور کے لئے بنایا گیا ہی اور کبھی اوسکو بہادر آدمی کے
معنے مین بھی استعمال کرتے ہین - پہلے معنے مین مستعمل ہونے کے وقت وہ حقیقت ہی اور
دوسرے مین مجاز - یہ لغوی (یعنے اصلی لغت اور عام بولی کی نظر سے) حقیقت و مجاز
کہلاتا ہی - اور کبھی شرع لفظ کو اصلی معنے مین (جسکے لئے وہ بنایا گیا تہا) استعمال نہین
کرتے بلکہ اسکے اصلی معنے اپنی طرف سے اور قرار دیتی ہی جو اصلی معنے سے کسی قسم کا علاقہ
و مناسبت رکھتے ہون جیسے لفظ "صلوۃ" کہ لغت مین اسکے اصلی معنے دعا یا تحریک الصلوین
(سرین ہلانا) ہی شرع نے اسکے اصلی معنے ارکان مخصوصہ (قیام و رکوع و سجود وغیرہ) مقرر کئے
ہین جسمین دعا و تحریک الصلوین پائی جاتے ہین) لہذا اب یہ لفظ محاورہ شرع مین بمعنے
ارکان مخصوصہ استعمال کیا جاویگا حقیقت کہلائیگا (گو لغت کی نظر سے اس معنے مین اسکا استعمال
مجاز ہی) اور جب بمعنے دعا وغیرہ مستعمل ہوگا مجاز کہلائیگا (گو لغت کی نظر سے اس معنے مین وہ حقیقت ہی)

---

۱ چنانچہ توضیح مین ہی - بعض اسکو نص کہتے ہین جیسے کہ اشارۃ الفحول مین ہی

مشترک و عام و خاص و تخصیص و مخصص

لفظ کے حقیقی معنی اگر متعدد (یعنے کئی) ہون پر وہ معدود ہون یا شمار نہ ہون اور وہ لفظ ہر ایک معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ مستقل طور پر بنایا گیا ہو تو وہ **مشترک** کہلاتا ہے جیسے عربی مین لفظ "عین" ہے جو پانی کے چشمے کو بھی کہتے اور آنکھ کو بھی اور ان معنی کے لئے اسکو علیحدہ مستقل طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ اور اگر وہ معنی ایسے متعدد ہون جو کوئی حد و شمار معین نہ رکھتے ہون اور نہ لفظ اون معانی کے لئے علیحدہ علیحدہ بنایا ہو بلکہ جب اسکو ایک دفعہ بنایا تو اسی دفعہ کے بنانے مین ان سب کو وہ شامل ہو گیا تو وہ **عام** کہلاتا ہے بشرطیکہ جب وہ بولا جاے تو ان سبکو جنکے لئے مقرر کیا گیا ہے گھیر لے۔ اسکی مثال عربی مین "لفظ الرجال" ہے جسکے ہندی معنی سب آدمی ہین۔ یہ لفظ جب بنایا گیا سب آدمیون کے لئے بنایا گیا اور جب بولا جاتا ہے سبکو شامل ہوتا ہے۔

اور اگر وہ معنی متعدد ہون ایک معین ہو یا متعدد ہون تو بھی دو چار دس بیس وغیرہ مین محدود ہون اور وہ لفظ اس واحد یا متعدد کے لئے ایک ہی دفعہ مقرر کیا گیا ہو تو یہ **خاص** کہلاتا ہے۔ جیسے لفظ "زید" جو ایک دفعہ ایک آدمی کا نام رکھا جاتا ہے یا "دو" یا "تین" کا لفظ جو دو یا تین آدمی یا چیزون کے لئے بنایا گیا ہے۔

اگر کسی لفظ عام کی نسبت یہ بیان کرین کہ جن سب اشخاص یا چیزون کے لئے یہ لفظ مقرر ہے اور بولے جانے کے وقت ان سب کو شامل ہوا کرتا ہے فلان موضع و محل مین اس سے وہ سبھی اشخاص یا چیزین مراد نہین یا بعض اشخاص یا چیزین اس سے خارج یا مستثنی ہین تو اوسکو **تخصیص** کہتے ہین۔ اور جس لفظ یا دلیل یا علامت سے اس امر کا اظہار و بیان ہو اوسکو **مخصص** کہتے ہین۔ جیسے کوئی کسیکو کہے کہ فلان قوم کی عزت کر پھر اسکے ساتھ ہی یا کچھ دیر ٹھہر کر (قبل اسکے کہ اسکی بات مخاطب عمل کرے) یہ بھی کہدے کہ ان مین سے فلان شخص (مثلاً زید) کی عزت نکر۔ تو اس کا یہ کہنا تخصیص ہے

اور ۵۰ تام یا لفظ جس سے اسلمی زید کو اس حکم (غانت کافی) سے مستثنیٰ و خارج کیا مخصص کہلاتا ہے

مطلق و مقید

یہ دونوں عام و خاص سے ملتے جلتے ہین مطلق عام کی طرح ہے مقید خاص کی طرح **مطلق** پورے نام کا غیر مقرر حصہ ہے اور اس مین یہ حکم ہوتا ہے کہ اس سے وہ بھی حصہ جو پورہ لفظ بولا جاتا ہے مراد ہین نہ یہ حکم ہوتا ہے کہ ان مین سے کوئی ایک یا دو حصہ مراد ہین - اور **مقید** وہ ہے جس مین یہ حکم ہو کہ اس سے ایک یا دو یا فلان حصہ مراد ہے - انکی مثال پانی کا لفظ ہے اگر یہ بے قید بولا جاوے تو "مطلق" کہلاتا ہے جو تھوڑی بہت کو ایک کوزہ دو کوزہ پانی دریا کا پانی نہر کے پانی کنوئین کے پانی سب پر بلا خصوصیت صادق آسکتا ہے - اور اگر اس مین یہ قید لگا دیجاوے کہ دریا کا پانی یا نہر کا پانی یا ایک کوزہ یا فلان جگہ کا تو یہ مقید کہلاتا ہے -

مجمل و بیان و مبین

مجمل وہ قول یا فعل ہے جو اپنی مراد یا کیفیت خود نہ بتاوے - **بیان** وہ قول یا فعل ہے جو مجمل کی مراد بتاوے - **مبین** اس بیان کو کہتے ہین اگر "بین" کی کسرہ (زیر) سے پڑہین اور اگر بے کی فتحہ (زبر) سے پڑہین تو کبھی یہ لفظ اس مجمل پر بولا جاتا ہے جب کا بیان آچکا ہو کبھی اس مستقل واضح کلام کو کہتے ہین جو محتاج بیان نہو - مجمل کی مثال کوئی یہ کہتا ہے "فلان شخص کو چند روپے دیدو" - بیان کی مثال اس کا اس کلام کے بعد یہ کہنا "دس یا پانچ روپے دیدو" - یہی مبین بالکسر کی مثال ہے - اور مبین بالفتح بمعنے اول کی مثال وہی اول کلام ہے جب اوسکے بعد دس یا پانچ روپے کا ذکر ہو اور مبین بالفتح بمعنے ثانی کی مثال وہ کلام ہے جس مین پہلے ہی سے صاف بیان ہو کہ فلان شخص کو پانچ روپے فلان سکہ کے اسوقت دیدو -

---

بہ قول فعل مجمل کا بیان ہو سکتا ہے - اور فعل قول مجمل کا جیسا کہ اسکا بیان قول ہو سکتا ہے -

منطوق و مفہوم اور منطوق کے اقسام صریح (یا عبارہ) و اشارہ و اقتضا و ایما اور مفہوم کے اقسام موافقت و مخالفت اور موافق کے اقسام فحوی الخطاب (جسکو دلالۃ النص بہی کہتے ہین) و لحن الخطاب

جس محل مین کوئی لفظ بولا جاوے جو اس محل کا حکم و حال اس لفظ سے سمجہہ مین آوے اوسکو اس لفظ کا **منطوق** کہتے ہین اور جو اس محل کے سوا کسی اور محل کا (جو اس محل کے مقصود کے موافق یا مخالف ہو) حکم سمجہا جاوے اسکو مفہوم کہتے ہین - پہر اگر وہ محل موافق کا حکم ہے تو وہ مفہوم موافقت ہے اور اگر محل مخالف کا حکم ہے تو مفہوم مخالفت **مثلاً** کوئی شخص اپنے دوست کی نسبت اپنے نوکر کو کہتا ہے کہ "انکو کہانا کہلاؤ" کہانا کہلانے حکم اس کلام کا منطوق ہے اور کہانا کہلانے کے ساتہہ اسکو پانی پلانا اور اسکی عزت کرنا اس کا مفہوم موافقت ہے - کیونکہ یہ بات اسنے نہین کہی اور اس کا کلام اس سے ناطق نہین پر یہ اسکی منطوق کلام سے مناسبت و موافقت رکہتی ہے اور اسکو بہوکا اور بے عزت کرکے نکال نہ دینا اس کلام کا مفہوم مخالفت ہے - کیونکہ یہ بہی اس کلام کا منطوق نہین پر اس کلام سے یہ سمجہا جاتا ہے کہ اس حکم کا خلاف کرنا ناجایز ہے اور بہوکا اور بیعزت کرکے نکالدینا اس حکم کا صریح مخالف ہے -

پہر **مفہوم موافقت** اگر ایسا حکم ہے کہ حکم منطوق سے بڑہکر ہے (جیسے اس شخص کی عزت کرنا جسکو کہانا کہلانے کا حکم دیا جاوے) تو اسکو **فحوی الخطاب** کہتے ہین اور بعض اسیکو **دلالۃ النص** کہتے ہین - اور اگر وہ حکم منطوق کے برابر ہے (جیسا کہ کہانے کے ساتہہ پانی پلادینا) تو اوس کو **لحن الخطاب** کہتے ہین - اور حکم منطوق دو قسم ہے - اول وہ جس مین تاویل کی گنجایش نہو اسکو نص+ کہتے ہین دوسری وہ

+ جس کا بیان صفحہ ۷۰ مین ہو چکا ہے -

جسمین گنجایش تاویل ہو جسکو ظاہر کہتے ہین (ان دونون کی شرح و مثال گزر چکی ہی)
پہر **نص** دو قسم ہے۔ **پہلا قسم صریح** (جسکو **عبارۃ النص** بہی کہتے ہین)
یہہ وہ ہی جو لفظ کے پورے معنے یا اسکی جز ہو جیسی کوئی کہی ہمارے سبہی دوستون کو جو
آج ہمارے پاس آوین عزت سی بٹہاؤ اور کسیطرح سی انکی بے توقیری نکرو۔ اسمین سبہی
دوستون کی عزت کرنا اسکے پوری معنی ہین ان مین سی ایک یا دو کی عزت کرنا اسکا جز ہی
یہ دونو معنی اس کلام کا صریح منطوق ہی۔
دوسرا قسم غیر صریح جو لفظ کے اصلی معنی کل یا جز نہون بلکہ اس معنے کی لوازم سی ہون
یہ پہر **تین قسم** ہے۔ **اول اشارہ** وہ ایسے لازم معنی ہین کہ اس کلام کرنے سے
اس معنے کا بتانا یا سمجہانا کلام کرنے والے کا مقصود نہو۔ پر وہ اصلی معنی سے ملازمت کے
سبب سے مخاطب کے ذہن مین خود بخود آجاوین۔ جیسی کسی کا یہ کہنا کہ فلان شخص کی عورت
مطلقہ ہی۔ اس کا صریح منطوق تو یہ ہی کہ اب وہ اسکے نکاح مین نہین رہی اور اس کا
اشارہ اس بات کیطرف ہی کہ اس کی خاوند کو اسکا مہر ادا کرنا اور اس عورت کا عدت بیٹہنا ضروری ہے
دوم اقتضا وہ ایسا لازم معنی ہی کہ اسکی مراد ٹہرانے کے سوا اس کلام کی صحت و
صداقت ہی ناممکن ہو۔ جیسی کسی کا اپنے نوکر کو یہ کہنا کہ "فلان شخص کو ایک گہوڑا
(جو اس کی ملک مین نہ تہا) بخش دی" تب صحیح و صادق ہو سکتا ہی جبکہ اس کلام مین
یہ بہی حکم ٹہرایا جاوی کہ پہلے گہوڑیکو خرید لے اس لئے کہ جبتک اسکو
اس گہوڑے کے خریدنے کا مجاز و مختار نہ ٹہیرایا جاوی اور اس ذریعہ سی وہ گہوڑا اسکے
ملک مین آنے کی لایق نہو اسکی بخشش کیونکر متصور ہی۔ **سوم ایما** وہ ایسا لازم
معنی ہی جسکا حکم منطوق کے لئے سبب و موجب ہونا اس کلام کی بعض الفاظ سی (جو صریح نہون)

+ سبب کے معنے عنقریب بیان ہونگے۔ جز یہ قید اس لئے لگائی گئی ہی کہ جو لفظ صریح طور پر علت
و سبب ہونے پر دال ہین جیسے ہندی مین لفظ "اسکے" یا "اس سبب سے" اور اس معنے
کے عربی الفاظ عربی مین جیسے لفظ "علت" "سبب" "موجب" "اجل" "لام" "ان" "با" وہ لفظ بیان نہین ہین ۱۲

سمجھا جاتا ہی۔ اسکے نو قسم ہین از انجملہ ایک یہ کہ حکم ایسے حرف کے ساتھہ بیان ہوتا ہی جو سببیت وعلیت کی طرف مشعر ہو۔ ایسا حرف ہندی مین "تو" ہی اور عربی مین "ف" اسکی مثال عربی اور ہندی مین یہ ہی "سرق زید فقطع یدہ" یعنے زید نے چوری کی تو اس کا ہاتھہ کاٹا گیا۔ بقیہ اقسام کی تفصیل ہم اصول کے ضمن مین کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وتقدس۔

تعارض و جمع یا تطبیق و ترجیح و نسخ و ناسخ و منسوخ

دو دلیلون (یا کلامون) کا باہم ایسا مقابلہ کرنا کہ ایک دوسری کی مخالفت و مزاحمت کرے **تعارض** کہلاتا ہی۔ ان دونو کو آپس مین جوڑنا اور دونو کے ایسے معنے کرنا کہ انمین مخالفت نہ رہے **جمع یا تطبیق یا توفیق** کہلاتا ہی۔ ان دونو مین سے ایک کو کسی وصف کی لحاظ سے (جو اسکے ذاتی صفت نہو۔ غارضی وتبعی ہو) غلبہ و قوت دینا اور دوسری دلیل کو اسکے مقابلہ مین اس وصف کے نہونے سے متروک العمل سمجھنا **ترجیح** کہلاتا ہی۔ اور جب ایک کو بلالحاظ وصف ترجیح دوسری کے متروک العمل ہونے پر دلیل ٹہیرایا جاوے اسطور پر کہ ایک کو پہلا حکم قرار دین دوسرے کو پہلا اور پچھلے کو پہلے کی مدت تمہیل پوری ہونے کا بیان قرار دین تو اوسکو **نسخ** کہتے ہین اور دلیل متروک العمل کو **منسوخ** اور جس نے اس کو چھوڑایا اسکو **ناسخ** کہتے ہین۔ ان سب کی **مثالین** یہ ہین کسی حکیم نے ایک شخص کو کہا کہ "دودہ مت پی" اور یہ بھی کہا کہ "دودہ پیا کر" ان دونو کے مضمون مین جو بظاہر مخالفت ہی یہ **تعارض** کی مثال ہی۔ اور ان مین یون جوڑ ملانا کہ "دودہ پینے کی ممانعت اس حالت مین ہی کہ مہلی کہائی ہو یا کوئی اور مانع ہو۔ اور اجازت بحالت عدم موانع ہی" **جمع یا تطبیق یا توفیق** کی مثال ہی۔ اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ "جو شخص قول ممانعت کا ناقل ہی وہ معتبر نہین۔ ناقل اجازت سچا آدمی ہی"۔ **ترجیح** کی مثال ہی۔ اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ حکیم صاحب نے حکم ممانعت پہلے دن دیا تہا

---

۲ ذاتی وصف سے جو غلبہ حاصل ہو جیسے کتاب اللہ کا بمقابلہ قیاس غالب ہونا) اسکو بجاز نہین کیا جاتا اور بجز غلبہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کتاب اللہ کو قیاس پر ترجیح ہی ۱۲

۱ غارضی صفت جیسے کسی حدیث کے راوی کا معتبر ہونا ۱۲

جبکہ وہ شخص بیمار رہتا۔ پھر کو جب وہ اچھا ہو گیا حکم اجازت دیا، **نسخ** کی مثال ہے۔ اس تجویز پر پہلا حکم ممانعت **منسوخ** کی مثال ہے دوسرا حکم اجازت **ناسخ** کی مثال۔

امر و نہی

امر کسی سے کوئی فعل چاہنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا کہ "پانی لا" **نہی** کسی کو کسی فعل سے روکنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا فلاں کام مت کر۔ بعض امر نہی میں اپنی بڑائی کا یا دونا ہی شرط سمجھتے ہیں۔

حکم اور اسکے اقسام خمسہ تکلیفی ایجاب و تحریم و اباحت و کراہیت و ندب اور اقسام ثلثہ وضعی سبب و شرط و مانع۔

ان اصطلاحات کا بیان چند الفاظ کی شرح پر موقوف ہے (۱) **خطاب** وہ کلام جس سے کوئی دوسرے کو مخاطب کرے (۲) **تکلیف** کسی سے کوئی کام کرانا۔ (۳) **وضع** ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے مقرر کرنا اور اس کا اس سے تعلق جتانا (۴) **اقتضا** ایک چیز کی نسبت یہ چاہنا کہ ضرور اسکو کرو یا ہرگز مت کرو (۵) **تخییر** اسکے کرنے نکرنے کا اختیار دینا۔ وہ شرح ہو چکی۔ اب ان اصطلاحات کا بیان سننا چاہئے

حکم جس خطاب شارع کا نام ہے جو لایق تکلیف بندوں کے افعال کے متعلق ہو اور اس میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا اقتضا ہو یا اسکے کرنے یا نہ کرنے کی نسبت تخییر پائی جاوے یا اس میں کسی چیز کے کسی حکم کے لئے وضع بتلائی گئی ہو۔ پس جس میں اقتضا یا تخییر پائی گئی ہو اسکو **تکلیفی** کہتے ہیں۔ اور جس میں وضع بتائی گئی ہو اسکو **وضعی**۔ پھر حکم تکلیفی اگر پختہ اور تاکیدی طلب پر ہو تو اگر اس میں کسی فعل کے کرنے کا اقتضا ہو تو اس کو **ایجاب** کہتے ہیں اور اگر اس میں نہ کرنے کا اقتضا ہو تو اسکو **تحریم** کہتے ہیں اور اگر پختہ طلب پر نہ ہو تو اگر اس میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کی تخییر ہو اسکو **اباحت** کہتے ہیں۔ اور اگر اسکی جانب کا فعل اقتضا ہو تو اسکو **ندب** کہتے ہیں اور اگر اسکی ترک کا ہو تو اسکو **کراہیت** نام کہتے ہیں۔ اور کبھی ان پانچوں اقسام احکام تکلیفی کو بطور مجاز

وجوب وحرمت وغیرہ سے جو ایجاب وتحریم وغیرہ ثابت ہوا ایکے متعلق یہ بھی تعریف ہی ہے۔
وفعل کو جبکہ وہ ان احکام سے موصوف ہو انکا مورد ومحل ہو۔ **واجب حرام مباح۔ مکروہ۔**
مندوب کہتے ہین **اور کبھی** یہ الفاظ ان چیزون پر بھی بولے جاتے ہین جنسے فعل مکلف کا تعلق
ہوتا ہے اور انکے کام مین لائے سے وہ ان افعال کا مرتکب کہا جاتا ہے **ان سب کی مثالین** ظاہر و
مشہود ہین ہم ایک آدہ مثال کی تشریح کرتے ہین۔ خدا تعالے کا یہ ارشاد اقیموا الصلوۃ یعنی نماز پڑھو ایجاب
نماز ہے اور جو اس سے نماز کا واجب ہونا ثابت ہوا یہ وجوب صلوۃ کہلاتا ہے اور نبی کے فعل نماز پڑھنے کو
واجب کہا جاتا ہے اور یہی لفظ واجب نماز پر بھی بولا جاتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس **پھر منجملہ ان** اقسام
سے تکلیف حکم اباحت یا مباح کو تکلیفی کہنا مجازاً بطور تغلیب ہے ورنہ درحقیقت اس مین تکلیف
نہین ہے۔ بلکہ بقول جماعت مندوب و کراہت مین بھی تکلیف نہین پائی جاتی ہے۔ **اور منجملہ** متعلقات
ان احکام کے واجب فرض بھی کہلاتا ہے اور ایک لفظ دوسرے کی جگہ بولا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے
زکوۃ واجب ہے اور زکوۃ الفطر فرض ہے اور یہی اہل بیت و شافعیہ کا قول ہے۔ حنفیہ جو ان مین فرق
کرتے ہین یہ انکا لفظی اختلاف ہے۔ چنانچہ بفصل اصول اسکی تشریح عنقریب آتی ہے۔ **واز انجملہ**
ندب و مندوب کو سنت و مستحب و تطوع و نفل بھی کہا جاتا ہے۔ ان مین جو باہم فرق ہے وہ
بفصل اصول بیان ہوگا۔ **واز انجملہ مکروہ کا** اطلاق تین چیزون پر ہوتا ہے (۱) حرام پر
جیسے محدثین ہین ریشم پہننے کو مکروہ کہا جاتا ہے (۲) مکروہ تنزیہی پر جسمین یہ جتایا گیا ہو کہ
کہ اس کا نکرنا بہتر ہے (۳) ترک اولے پر جیسے کہتے ہین کہ نماز چاشت نہ پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم تکلیفی
کی تقسیم وتفصیل ہے۔ اب حکم وضعی کی تقسیم کیجاتی ہے۔

حکم وضعی مین اگر یہ بیان ہو کہ فلان چیز کا وجود فلان حکم کے وجود کا خواہان ہے تو اسکو
سبب کہتے ہین۔ جیسے حد کے لئے زنا یا چوری کا وجود شارع نے بتادیا ہے کہ جب زنا یا چوری کا وجود
پایا جاویگا حد کا وجود لازم ہوگا۔ اور اگر اسکا یہ منشا رہو کہ جبتک فلان چیز کا وجود نہو گا تبتک فلان حکم
باوجود موجود ہونی سبب کے پایا نہین جائیگا یا اوسکا سبب سبب نہ ہوگا تو اوسکو **شرط** کہتے ہین جیسے

زنا کی حد جلد ہے کہ کسی زانی کا محصن (صاحب وجہ) ہونیکی شناخت ہی شارع نے بتادیا ہے کہ اگر زانی محصن نہوگا تو اسکو جو کہ زنا کی حد ہے ناقص بتوانی کوڑے لگائے جاوینگے۔ اور سزا اسکو وہ سزا یاب ہوگا۔ اور اگر وہ ایسا ہو کہ اسکا وجود کسی حکم کے وجود یا اوسکے سبب کے سبب ہونیکو روکے تو یہ **مانع** کہلاتا ہے جیسے حد سرقہ کے لئے چور کا باپ ہونا شارع نے بتادیا ہے کہ باپ بیٹے کا مال چوراوے گا تو اسکا ہاتھ کاٹا نہ جاویگا۔

ادا و قضا

واجب اگر اپنے وقتین ادا کیا جاوے تو اسکو ادا کہا جاتا ہے اور اسوقت گزر جانیکے بعد ادا کیا جاوے تو وہ قضا کہلاتا ہے

عزیمت و رخصت

رخصت اس اباحت کا نام ہے جو کسی عذر و ضرورت کے سبب سے ہو اور اسکے مقابلہ میں دلیل حرمت ہی موجود ہو اور عزیمت وہ ہے جو اس اباحت کے مقابلہ میں ہو۔ رخصت کی مثال مسافر کے لئے سجالت سفر روزہ نرکھنے کی اجازت ہے اور عزیمت حالت سفر میں باوجود اجازت افطار روزہ رکھ لینا ہے

دلیل و استدلال و عدم وجدان دلیل و اباحت یا براءۃ اصلیہ۔ قطعی و ظنی

دلیل وہ ہے جو کسی حکم یا چیز کو ثابت کرے یعنی اسمیں صاف و صحیح طور پر فکر کرنیسے کسی چیز کا وجود یا کوئی حکم ثابت ہوسکے۔ استدلال کسی دلیل سے تمسک کرنا۔ عدم وجدان دلیل کسی امر کے وجود یا حکم پر باوجود تفحص و تلاش کسی دلیل کا نہ پایا جانا۔ **اباحت** یا براءۃ اصلیہ اصلی معافی و بیواگی کو کہتے ہیں اسکے دو معنی ہیں **ایک** یہ کہ قبل ورود شرع و بعثت محمدیہ تمام چیز و تمیز جو دام نفع رسان ہوں عام معافی تھی جس چیز میں کوئی نفع پاوے اس سے نفع اٹھاوے اور پر کوئی مواخذہ نہیں۔ **دوسری** یہ کہ بعد بعثت و نبوت محمدیہ عام نافعہ چیزوں میں جنہیں آنحضرت نے صاف طور پر حلت یا حرمت کا کچھ حکم نہیں دیا۔ وہی قدیمی و اصلی معافی ہے **قطعی** وہ ہے جسکے خلاف کا احتمال نہو۔ **ظنی** وہ ہے جو محتمل خلاف ہو۔ پھر قطعی دو قسم ہوتا ہے ایک وہ جو کسی قسم کا احتمال خلاف نرکھے جیسے **نص** یا مفسر ہے دوسرا وہ جو ایسا احتمال نرکھے جسپر کوئی دلیل ہو گو مجرد احتمال بلا دلیل رکھتا ہو۔ جیسے نص ہر جسمیں تاویل کا احتمال ہے۔ **یہ آخر** بیان اصطلاحات قسم اول ہے

اب اصول قسم اول کو بیان کیا جاتا ہے

اصول قسم اول "ظاہر اپنے معنی مین قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی) ہے اور اس ظاہر کی معنی مراد ٹھہرانا واجب ہے اور اسکی تاویل بلا شہادت دلیل حرام ہے"۔ اس اصل مین کسی علم کا علمائے مذاہب مشہورہ سے اختلاف نہین ہے۔ اسلئے اسکی دلیل بیان کرنا ضروری نہین ہے

(۴) اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کرے اور اسکے ظاہری معنی کے اپنے قول یا فعل سے کوئی تاویل کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو ظاہر معنی حدیث واجب العمل ہین" اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہین ہے۔ اور یہی امام **شافعی** اور حنفیہ مین سے امام **کرخی** اور جمہور **علماء** کا قول ہے **انکی دلیل** یہ ہے کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فہم و قول احتمالی دلیل نہین ہے۔ امام **شافعی** نے فرمایا ہے مین ظاہر حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکے زمانہ مین ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ چھوڑ سکتا ہون۔ **بعض حنفیہ** وغیرہ یہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث سے مقدم ہے **انکی دلیل** یہ ہے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا مع ذالک اس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اسکو ترک کیا۔

اسکا جواب فریق اول یہ دیتے ہین کہ جیسا اسکے ظاہر حدیث کو ترک کرنے مین یہ **احتمال** ہے ویسا ہی یہ بھی **احتمال** ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھ اس نے کہا یا کیا ہے اسکو اس حدیث کی تاویل سمجھا جاتا ہے اسکی اپنی مستقل رائے ہو۔ اور یہ بھی **احتمال** ہے کہ جس دلیل کو اس نے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اسکے سبب تاویل اختیار کی ہے اسمین غلطی کی ہو یا اس دلیل کا بجز اسکے کوئی قائل نہو جب اسکی تاویل مین اتنے احتمال ہوئے تو وہ قطعی نہ رہے اور ظاہر حدیث بلا اختلاف قطعی ہے پس اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر

جایز ہے۔ ان تمام مسائل و دلائل و مباحث کو علمائے حنفیہ و شافعیہ اہلحدیث نے اپنی کتابوں میں مفصل سے لکھا ہے اسمقام میں اس تفصیل کا نقل کرنا مناسب نہیں

ارشاد الفحول و حصول المامول میں ہے کہ حدیث کے خلاف سے

لیکن یہ کہ ہو لفظ ظاہر کسی معنی پر
راوی سے دلالت کرے علی خلاف ظاہر اس
کو پس ہٹایا گیا ہو لفظ عام تخصیص کی طرف
یا مطلق تقیید کی طرف مجاز یا تاویل
یا صرف کیا گیا ہو امر وجوب سے ندب اور
تحریم سے کراہت وغیرہ بسبب کسی صارف
کے ظاہر سے اور مذہب جمہور اہل
اصول کا یہ ہے کہ عمل ظاہر پر واجب ہے
خلاف حنفیہ کے مجرد قول صحابی اور فعل اس کا
حق ہے ہم متعبد ہیں بروایت کے ابرار۔
(حصول المامول)

پہنچا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنی میں
ظاہر ہے اور صحابی سے راوی سے کوئی
ایسا امر ثابت ہوا جو اس ظاہر معنی کے
حقیقی معنی ہونے کو یا مجازی معنی سے
وجوب سے معنے استحباب کی طرف پھیر دے
یا حرمت سے کراہت کی طرف پھیر دے اور
اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نہ کرے
تو ایسی صورت میں جمہور علماء یہی
کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اور صحابی کے قول یا فعل خلاف ظاہر
حدیث کی طرف رجوع جائز نہیں ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت
پر عمل کرنے کے مکلف ہیں نہ اسکی رائے و فہم پر عمل کرنے سے اسمیں حنفیہ کو اختلاف ہے۔

تحریر ابن الہمام اور اسکی شرح **تحبیر ابن امیر الحاج** میں ہے کہ جب صحابی
(اپنے قول و فعل سے) اپنی روایت کی معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علماء

واذا حمل الصحابي مرويه الظاهر في حكم
على غير الظاهر فذهب الاكثر من العلماء
منهم الشافعي والكرخي ان المعول به
هو الظاهر دون ما حمل عليه الراوي

(امام شافعی و امام کرخی وغیرہ) اسمیں کہتے ہیں
کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے نہ وہ تاویل جو
صحابی کرے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ ہمیں حدیث
کو ایسے شخص کے قول سے کہ کریں ہم تاویل

بابت ۱۹۳۶ء

البقیہ جزو سوم مقدمہ

[ہمین ان چند اصطلاحات و اصول کا بیان ہے جن پر ہماری تفسیر کا دارومدار ہوگا۔ ورود دو قسم ہین۔ اول وہ جنکا ثبوت قرآن سے قطعی ہے دوم وہ جنکا ثبوت ظنی ہے]

اصول قسم اوّل

[چونکہ جملہ اصول قسم اول اصل اول و دوم کا بیان ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۳ بابت ۱۹۳۵ء صفحہ ۷ و ۸ مین آچکا ہے لیکن چونکہ ان ضمیمہ کی اشاعت کو دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور احتمال ہے کہ وہ پرچہ بعض ناظرین کی نظر سے نہ گذرا ہو لہذا ان دونو اصول کو یہی پر مع تقاریر بزیادت تفسیر و دلیل بیان کیا جاتا ہے۔]

اصل اوّل

ظاہر قرآن (یعنی منشاء مین قطع دلالۃ (یعنی قرائن بیان) اُن سے اُن کی ظاہری معانی مراد لینا واجب ہے اور خلاف معنی ظاہر سے اُنکی تاویل بلا شہادت قوی دلیل حرام ہے۔ اور ایسے ظاہر معنی کے واجب العمل اور تاویل بلا دلیل کے حرام ہونے پر کسی مذہب کا اختلاف نہین۔ اور ایسے پر شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہین۔ وہ معہذا اوامر قرآن کی فرمایش کے لیے ایک کتاب کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ "تلک بکم" مین ہے۔ کہ ظاہر قرآن مفسر و محکم صحیح یقین کے موجب ہین۔ حکم شرعی کو اتنا ثابت کرتے ہین۔ بعض علماء باوجودیکہ وہ ظاہر قرآن کو ظاہر معنے مین واجب العمل اور بلا دلیل اسکی تاویل کو ناجائز سمجھتے ہین اسکو مذہب [illegible] نہین سمجھتے ہین۔ اس لئے کہ ان مین اختلاف

والمراد بالظاهر النص والمفسر والمحكم	
يوجب العلم اى يثبته قطعا ويقينا وعند	
البعض حكم الظاهر النص يوجب	
العمل اعتقادا حقيقة المراد لاثبوت	

الحکم قطعاً ویقیناً لان الاحتمال وان
کان بعیداً قاطع للیقین ورد بانہ
لا غیرہ باحتمال لم ینشأ عن الدلیل و
الحق ان کلا منہما قد یفید القطع
وھو الاصل وقد یفید الظن وھو ما
اذا کان احتمال غیر المراد مما یعضدہ
دلیل (تلویح صفحہ [illegible])

[illegible]
[illegible]
اور یہ کہا ہے کہ جو دلیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دلیل [illegible]

اصل دوم

(منجملہ اصول قسم اول)

اگر صحابی کسی حدیث ظاہر [illegible] کو روایت [illegible]
کرے جو ظاہر کے مخالف ہو اور اپنی تاویل کی [illegible]
اور تاویل صحابی کی [illegible]
جمہور علماء کا قول ہے انکی دلیل [illegible]
دلیل نہیں امام شافعی [illegible] حدیث [illegible] کے قول [illegible]
ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ [illegible] کہ تاویل [illegible]
سے مقدم ہے انکی دلیل ہے کہ ظاہر حدیث [illegible]
ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] کوئی دلیل [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] ترک کیا۔

[illegible] جواب فریق اول [illegible] کہ جیسا اسکو ظاہر حدیث [illegible]
[illegible] احتمال ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو [illegible]

[illegible] اسکا چھوڑنا گمراہی ہے۔ ان [illegible] اس [illegible] اس [illegible] اس

المعمول به وهو ان هذا دون ما عمل به
الراوی من تاویله وقد اشتغل کثیر
اترک الحدیث بقول من لو عرف
اسکا بعد تحریر اور اسکی شرح کتب حنفیہ سے
ان معنی ما اخفی علیه من ذلک الحدیث
حتی ما فلم یتیقنه بما یوجب ترکه لم یترکه
ولو لم ینتف تیقنه ذلک لا شبهة فیه
بما یوجب ترکه لم یترکه ولو سلم انتفاء
الاطلاع بل نحن نعلم ذلک فنحن هو
الراوی مذهبه من حال النبی صلی الله
علیه وسلم عند مقالته بل هو فعله بما
هو اعلم بقرینة حالیة او مقالیة عند ه
بذلک ما لیس هو کذلک بل نحن نعلم
خطاءه بعض ما یحیل دلیلا او لیلا ذ لا یحید

خلاصہ موضح تحریر

جو کچھ اس حدیث کے مخفی ہونے کی وجہ سے اس کے راوی نے سمجھا ہے ہم اس کو ترک کرتے ہیں اس لئے کہ بہت سے لوگوں نے اس حدیث کے راوی کی تاویل کی ہے اور بہت سے لوگوں نے اس حدیث کو ترک کر دیا ہے اس وجہ سے کہ اگر وہ اس کی وجہ کو جان لیتے جو اس کے راوی نے سمجھا ہے تو وہ اس حدیث کو ترک نہ کرتے لہذا اس کو ظاہر حدیث کا ترک کرنا لازم ہے بشرطیکہ اس کے ترک کرنے کی وجہ یقینی ہو اور اگر یہ یقین نہ کیا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم اس کو ترک کر دیں گے اس وجہ سے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے سمجھا ہے اس قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی وجہ سے جو اس کے نزدیک موجود تھا اور ہم اس قرینہ کو نہیں جانتے اور ہم جانتے ہیں کہ بعض ما یحیل دلیلا او لیلا ذ لا یحید

المسئلۃ الثالثۃ - اختلفوا فیما اذا کان مذهب الراوی خلاف الروایة

مذکور ہوئی توضیح تحریر

فن مناظرہ کی تیسری بحث اس قید کے لگانے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق اس مقام پر دلیل و جواب امام رازی نے کتاب محصول میں کافی بیان کیا ہے

امام شافعی کا مذہب کہ راوی صحابی جو خلاف حدیث کرے خلاف اور وجہ اس ترک کی بیان کرے تو اس کا بیان معتبر ہے

امام شافعی کی دلیل ان کا مذہب یہ ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا مقتضی (ظاہر لفظ حدیث)

موجود ہے۔ اور جو امر خارجی اس کا مانع ہے (یعنی راوی صحابی کی نسبت یہ گمان کہ اس نے حدیث کا

فقد نص الحنفية ان الوضوء للحدث
انما اذا اخصه راجع اليه لانه شاهد
الرسول كان عرف بمقاصده ولذلك جاء
رواية ابي هريرة في ولوغ الكلب انه
يغسل سبعا متى اذا كان ظاهرا
كان يقصر على الثلاث - والثاني
وهو تأويل الخبر الذي ذكرنا
انه ان كان تأويل راوي خلاف
ظاهر الحديث رجع الى الحديث فان
كان الحديث محتملا لم يصر راجع الى تأويله
وهو ظاهر من مذهب الشافعي - والرابع
وهو قولنا اذا مضى عصر الصحابة ولم يكن
لراوي مخالفا وتأويله وجها الا انه علم
ضرورة فعل النبي صلى الله عليه وسلم وجب
المصير اليه وان لم يعلم ذلك بل جوزنا
ان يكون قد صار اليه بنص او بتأمين
النظر في ذلك فان تقيه ما ذهب اليه
صير اليه ولا فلا وكذا ان كان الحديث
مجملا وبينه الراوي كان بيانه

وجب العمل ہونا اور بلا موجب فاسد معنے حدیث
کو ترک کرنے کا حرام ہونا صحابی کو معلوم ہوتا
ومعنے کہ اس نے خبر کو ترک کیے اس کی
تاویل کی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی
نزدیک اس تاویل کا وہی موجب ہوگا) وہ اس سے
مقتضی عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس
میں وہی صحابی کی نسبت یہ بھی گمان ہو سکتا
ہے کہ اس نے خبر کے خلاف کرنے میں
ایسی دلیل پر دست آویز کی ہو جو واقع میں تو
خبر سے قوی دلیل نہ ہو سکتی ہو۔

اب یہ امر متعین ہوا کہ صحابی کے دیندار
ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دلیل کا
خلاف نہیں کیا (جو دلیل نہ ہو سکی) اس کو دلیل
نہیں سمجھا) تو اس کا **جواب** یہ ہے
کہ اسکی دینداری عمداً دلیل کا خلاف کرنے سے
تو بے شک مانع ہے لیکن سہواً اور غلطی سے دلیل
کا خلاف کرنے اور غیر دلیل کو دلیل سمجھنے سے مانع
نہیں ہے اور اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے
کہ وہ ظاہر میں ایسی رعایت کرتا ہے جو

ا ہمین حنفیہ کی اس استدلال کا جواب ہے جو عبارت مقرر و تقریر میں کا حاصل جواب یہ ہے کہ راوی کا موقع حدیث کا خلاف ہونا اس کے
سے معلوم نہیں ہو سکتا جس کی وجہ کا ذکر ہوا ہے ہمیں خلاف بھی احتمال ہے لہذا ہمارا قول یہ ہے

[illegible]

[illegible] لفظ [illegible] موجود [illegible] مخالفة

[illegible] ان یکون [illegible] معارضا [illegible]

[illegible] فی ترک [illegible] مخالفة [illegible]

[illegible] کذلک فان قلت لفظ [illegible]

[illegible] انه [illegible] دلیل قلت [illegible]

[illegible] خطاء عمدًا لاسهوًا وغلطًا

ولیس فعلهما ظاهرا فی دلیل علی انه کان

فی ذلک بحیث لا یعرض لذلک الخطاء

المحصور [illegible]

[illegible] سے مراد ضبط ہو ہی نہیں سکتی ہے

احکام فی حصول الاحکام [illegible]

آمدی [illegible] امام شافعی کا مذہب اور انکا وہ قول

سابق الذکر اور اس کے [illegible] امام ابو الحسن کرخی

اور اکثر علماء کا مذہب اور اس کے مرتبہ [illegible]

حنفیہ کا قول اور مذہب جمہور کے قریب قریب

عبد الجبار اور ابو الحسن بصری کا مذہب بیان

کیا ہے کہ ہمارے نزدیک سب مذہب یہ ہے کہ

اگر راوی کے [illegible] مخالفت کا ظاہر ہو تو

وجہ [illegible] معلوم ہو اور اس تاویل کی

[illegible] نے اختیار کی ہے وجہ بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہے اور [illegible] مخالفت کا ترک کرنا

وما ان کان اللفظ ظاهرا فی معناه و

حمله راوی علی خلافه فمذهب الشافعی

وابی الحسن الکرخی واکثر الفقهاء انه

یجب العمل بظاهر الخبر دون تاویل الراوی

ویحکی عن الشافعی کیف اترک الخبر

لاقوال اقوام لو عاصرتهم لخاجتهم

بالحدیث وذهب بعض اصحاب ابی حنیفة

وغیرهم الی وجوب العمل بمذهب الراوی

وقال القاضی عبد الجبار ان لم یکن لمذهب

الراوی وتاویله وجه سوی عمله بقصد

جائز نہیں نہ ہلکہ کہ وہ راوی کا عمل بنے کیونکہ [illegible]

مجتہد کا عمل دوسرے مجتہد کے [illegible] نہیں ہو سکتا بلکہ اس دلیل کی مخالفت [illegible]

ہوتی ہے اور اگر اس دلیل کی وجہ کوئی [illegible]

نہ ہو تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور [illegible]

کی تاویل و نسخ ثابت کرنا [illegible]

کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور [illegible]

ہے کہ وہ اس تاویل و نسخ کو ظاہر حدیث [illegible]

کسی دلیل سے متمسک ہوا ہو جس [illegible]

خطا ہوئی ہو یا وہ [illegible] دلیل [illegible]

فی حمل اللہ علیہ وسلم لان ذلک التاویل
یجب المصیر الیہ وان لم یعلم ذلک بل
یجوز ان یکون قد صار ثابت لذلک الدلیل خصہ
بہ من النص او قیاس وجب النظر الی ذلک
الدلیل فان کان مقتضیا لما ذھب الیہ
وجب المصیر الیہ والا فلا وھذا ھو
اختیار ابی الحسین البصری والمختار
انہ ان عرفنا ما خذہ فی المخالفۃ وکان
ذلک مما یوجب حملہ الخبر علی ما ذھب الیہ
الراوی وجب اتباع ذلک الدلیل لا
لان الراوی عمل بہ فانہ لیس عمل
احد المجتہدین حجۃ علی الاخر وان
لم نعرف ما خذہ قالوا وجب العمل بظاھر
الخبر وھذا فاسد لان للراوی عمل وقد
یذھل عن ذکر دلیلہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ویعمل لا لدلیل فی وجوب العمل بالخبر
وقد یغفل الراوی او یحتمل انہ کان لدلیل
خص العبادۃ او یحتمل انہ کان لدلیل اجتھد
فیہ وھو منتفی فی شبہ او سھو مما یقول بہ دون
غیرہ من المجتہدین کما عرف من حال
مالک رحمہ اللہ حیث لم یر الوضوء من اجتماع

وہی قائل ہونہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی
احتمال ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی مراد کو یقیناً جان لیا ہو۔
اور جب ان سب احتمالات میں تردد و شک ہو
تو ظاہر حدیث کو اس شک و تردد سے چھیڑا
نہیں جاسکتا اور نہ وہی بہ حال اس مخالفت
کے سبب فاسق بھی نہیں کہا جاتا اس لئے
روایت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کی خلاف
کا یہ اعتراض رفع ہوا کہ اگر راوی سے حسن
ظنی ہے تو اس کی تاویل کو بھی مان لو۔ اور
اس بنا پر ترک ظاہر حدیث کے سبب فسق کے
بدگمانی ہے تو اسکی روایت پر عمل کیوں نہیں
کرتے ہو؟ ان عبارات و شواہد سے اصل دوم
ثابت ہوا اور محقق ہوا کہ حدیث کے ظاہری معنی کو راوی
صحابی کی تاویل یا فعل یا فتوی حدیث کے سبب ترک کرنا
اور تاویل یا فعل صحابی کیطرف اجتہاد کیوں نہ ہو)
رجوع کرنا جائز نہیں۔

اس سے یہ مسئلہ بطریق اولی ثابت ہوا

کہ اگر کوئی مجتہد یا مقلد کسی ظاہر آیۃ قرآن کا قول
یا فعل خلاف کرے اور اس مخالفت کی وجہ معلوم
نہ ہو تو اس مجتہد کا قول یا فعل اس آیۃ قرآن کے

اهل السنة على خلافه ومذهبنا ان الله
على كل شيء قدير والعمل لا يفيد الا بتقدير
الله تعالى وارادته وتخليقه فهو الذي يقدر
بين هذه الاسباب والمسببات ويخلق كل
يترتب على الاسباب بحسب ارادته لا بحسب كل
تقدير فيجوز ان لا يخلق الله تعالى شيئا
حتى يمنع العمل بروايته وبهذا يندفع
قول المعتصم انه ان حسن الظن بالرواة
وجب العمل بما ثبت عليه وان
به الظن امتنع العمل بكل رواية (زاد المعاد)

مذہب میں لائق تسلیم کرنا درست نہیں ہے اور
ظاہر آیت و حدیث ہے۔ اس لئے ہر شخص کو
چاہیئے۔ اصل دوم اس مقدمہ کے بیان میں ہے
دل امین بیان ہوا اور نہ اصل عمل اس پر
کا مقدمہ بیان ہوا دوم از متعلقہ فہم سنت
تھا۔ ہرچند یہ مسئلہ ایسا مخفی اور دقت طلب نہیں تھا
جس کے بیان و اثبات کی ضرورت ہو مگر چونکہ ہمارے مقلدین
سے اس زمانہ میں وجود ہیں جو مجتہدین کے اقوال
و مذہب کے مقابلہ میں ظاہر قرآن کو ہیچ سمجھتے ہیں
اس لئے ضروری سمجھا کہ اس مسئلہ کا بیان کر دیا جائے

(۱) اس مذہب کی بنیاد رکھنے والے امام فخر الدین رازی کے زمانہ سے قریب ترین صدی سے اس مقصد کے لوگ چلے آ

قد شيخنا ومولانا خاتمة المحققين والمدققين السيد
قد تعقب جملة من مسائل تفسير الفخر الرازي
اية كثيرة من كتاب الله في بعض مسائل كان
عدم صحة ثبوت تلك الاية عند المتقدمين
اية اخرى يعلم بها ان المراد بالاية المنسوخة
عن الفقير ارادت على خلافه فوق ما يستحق
للتائه المجتهد المسكين الدهلوي عفرت لهما ولوالديهما
اهل الدنيا (التفسير الكبير صفحه ۲۰۲ جلد ۲)

میں جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۰۲ جلد ۲
میں بیان کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۴۰ کے متعلق
کہ اس آیت کو پڑھ کر جو ان کے
مذہب کے خلاف تھیں تو صحیح نہیں آیات کی
ناسخ ثابت نہ ہوئی اور نہ ہی کسی آیت
کے نسخ پر کوئی دلیل پیش کی جا سکتی ہے جو ان کے
مذہب کے خلاف ہو۔ یہ بات ہے
اگر ہر شخص ایسا کرے تو بہت سی آیات
محکمہ منسوخ ہو جائیں گی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

[illegible] انجمن [illegible] مولوی [illegible] اتفاق [illegible] انجمن [illegible] مولوی [illegible] مولوی [illegible] مولوی

فارسٹر پنجنیر لاہور ڈویژن - مولوی محمد نورالدین صاحب حکیم ریاست جموں - حکیم فضل الدین ساکن بہیرہ
سید امیر حیدر صاحب ساکن وزیرآباد وغیرہ وغیرہ اور ان حضرات نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق انجمن کے
چند ممبری خریدکیے - ان سب مین بالفعل جناب مولوی نورالدین صاحب سبقت لیگئے - مین جنہون نے ساٹھہ روپیہ سالانہ
تقدیم فرمایا ہے اور ایک سو روپیہ یکمشت دینے کا وعدہ کیا ہے - اب اس انجمن کے اتمام و احکام مین صرف
اتنی کسر باقی ہے کہ بعض معزز رؤسا اسلام اسمین شامل ہون اور کسی قدر آمدنی ہو - امید کرام اسمین شریک
ہون - تھوڑے سے رؤسا اور بیشتر اور علما اس انجمن کے معاون ہو جاوین اور کارروائی شروع ہو تو البتہ عمدہ
دصدہا عوام رؤسا اسمین شامل ہو جاوینگے چنانچہ اکثر ممبری کا عام ہمیشہ اسیطرح کے احکام کیطرف
سے ہزاروں ہو جاتے ہین -

پس ہم اکابر رؤسا و بقیہ علما لاہور و امرتسر و لودہیانہ و پٹیالہ و مالیر کوٹلہ و سملہ و حیدرآباد و دہلی و مرادآباد
و رامپور و لکھنؤ و الہ آباد و عظیم آباد و کلکتہ و بمبئی و مدراس وغیرہ بلاد عظیمہ کی خدمت مین مکرر عرض کرتے ہین
ہین کہ یہ حضرات اسلام کی اس نازک حالت ضعف پر توجہ فرماوین اور مسلمانون کی باہمی اتفاق کیطرف توجہ کرین
اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کو رونق و ترقی دین - میری اس اجمالی التماس کیطرف اگر حضرات نے
توجہ نہ کی تو ناچار ان بلاد مذکورہ کے علما اور رؤسا کو نام بنام پکار کر التجا کرونگا اور اپنی کوشش کو بحد
وامکان تک پہنچاؤنگا -

اس مضمون سے بعض احباب نے **مخالفت** بھی ظاہر کی ہے مگر وہ بہ نسبت تسلیم شاذ و نادر ہے ان مخالفین مین
بعض تو ہمارے قدیمی حریف ہین جو قدیمی مخالفت کے اقتضا سے ہماری تجویز پر نکتہ چینی کرتے ہین اور ہمارے
حال کیطرف توجہ نہین فرماتے - پھر ان مین کوئی تو یہ کہتا ہے کہ ابتدا ایسی انجمن کی نہ ہونی چاہیے
لگا - کوئی کہتا ہے کہ عمل بالحدیث چھوڑ کر ایک مقلد بنا اور **بعضے** انمین ہمارے مخلصین ہین جو وہ مقامات خرابی
مذہب تک نا رسائی کے سبب سے نہ سمجھ سکے اسپر نکتہ چینی کرتے ہین **پہلے** حضرات کے جواب مین تو مین اسیقدر کہنا
کافی سمجھتا ہون کہ مین جو کچھ کہ ہون یا ہونا چاہتا ہون میری کلام سے معلوم ہو گا - اور **دوسرے** احباب کے شک کو رفع کرنے کے لئے جوابات تحریر مین لاتا ہون بعض اسباب یہ ہین

اختر اصغر کیونکہ اس اتفاق سے ہمارے اختلاف میں کمی نہیں پیدا ہوتی فرقہ شیعہ کہتی ہے کہ ہمارے مقلد
کا جانا رہیگا اور سب کا مذہب گدلا ہو جائیگا یہ کہنا جو اب تک ہمارے مضمون میں موجود ہے ان احباب نے اسکی طرف
توجہ نہیں کی اور نہ یہ بات ہرگز انکی زبان پر آئی اور نہ ہمنے یہ اختر اصغر کیا ہے کہ جب شیعی بدعت خلافی کی ابطال
اور سنت اختلافی کے ثبوت سے انجمن اشاعت اسلام کو مدد نہ ہوا چنانچہ اس مضمون میں قرار دیا گیا ہے تو
باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مسدود ہونا اپنے اختر اصغر کو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت نہایت ضعیف
ہے اور اسی رسائی فہم سے ناشی ہے۔ اس مضمون میں بدعت خلافی کے ابطال اور سنت اختلافی کے اثبات سے
کسیکو منع نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی خصوصیات خلافیہ کے رواج دینے اور غیر خصوصیات سے مخالفت کرنیکا
اختیار دیا ہے اور اس امر کے لئے ہر ایک فرقہ کے واسطے انجمن علیحدہ تجویز کی ہیں۔ پس اس امر کو
انجمن اشاعت اسلام سے کیا علاقہ ہے کہ اسکا دیانتے بھی مطلب ہو۔ تب کہ جب مختلف فیہ بات کے مرتکب والی انجمن علم
کے لئے جمع ہوں تو اس زمان اور اس مکان اور اس کارروائی میں اس خصوصیت سے خلافیات کے اثبات یا ابطال سے
توقف نہ کرینگے۔ دوسرے وقت میں دوسری جگہ دوسری انجمن یا خاص میں ہر ایک فرقہ اپنی خصوصیات کی تائید
و اثبات کرے اور خصوصیات غیر کی تزئین و اثبات علمیہ سے کرے ہیں وہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے
اور تعصب و انصاف سے تجنب کرے۔ اس کل اشیاء کا حاصل مضمون میں کہا گیا ہے (سوال) اب رہا یہ مان
کہ ان سب ممبران انجمن علماء کے جمع ہونے اور انجمن کی کارروائی شروع کرنے اس آن و مکان میں وہ
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے خلاف کی طرف ہمہ وقت مائل ہیں۔ پھر ہماکت دینا معصیت نہیں تو کیا ہے (جواب)
وہ اس آن و مکان میں ہرگز مائل نہیں ہوتے سلامہ کے زمان میں اس خلافیات کے نسبت امر و نہی کے مامور ہیں اور اس
ماجور۔ اور اسکے خلاف میں انکار سے گنہگار ہوتے ہیں اس مضمون میں ان خلافیات کا ذکر تفرقہ مجلس کا باعث ہوتا ہے
اور وہ تفرقہ اتفاق اہل سلام کی اصلاح کا مانع و مبطل ہے۔ اور ابطال اتفاق اہل اسلام کے وسائل و
اسباب کا معدوم ہونا اور اس سے باز رہنے کا مامور بہ ہونا اتفاق حقیقتاً اسلام پر مبنی نہیں ہے۔ جب احکام اسلام
کا نزول شروع ہوا تو پہلے وسائل توحید و رسالت ہی کا نزول ہوا جب ان وسائل کو لوگوں نے مان لیا تب
بقیہ احکام ان پر کو اتارے گئے۔ جب آنحضرت اپنی اصحاب کو اشاعت اسلام کے لئے آفاق میں بھیجتے تو یہی تلقین

اصل سوم

(منجملہ اصول قسم اول)

نص: باعتبار چونکہ معنی مدلولات (اپنا مطلب بتانے) مین ظاہر سے اقوی ہے لہذا حکم و عمل مین اس سے مقدم ہے"۔

تشریح

ایک مسئلہ کسی آیت یا حدیث کی ظاہری منشا سے ثابت ہو۔ اور اُسکا مخالف مسئلہ دوسری آیۃ یا حدیث کی نص سے ثابت ہو تو وہ (دوسرا مسئلہ) حکم و عمل مین مقدم ہوگا اور وہ جو ظاہری منشا آیۃ یا حدیث سے ثابت تھی وہ اُس کے مقابلہ مین لائق عمل و اعتبار نہوگا۔

تمثیل

ایک آیۃ - مین محرمات (وہ عورتین جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں بیٹی بہن پھوپھی

حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم و اخواتکم وعماتکم وخالاتکم الی قولہ تعالی واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (نساء ع ۳)

خالہ وغیرہ) کو ذکر کرکے فرمایا ہے ان عورتون کے سوای اور سب عورتین حلال ہین جنکی ظاہری معنی یہ ہین کہ وہ عورتین خواہ شمار مین کتنی ہون (دس بیس یا زیادہ) حلال ہین۔

دوسری آیۃ مین اُسکا خلاف کھولکر بیان ہوا ہے کہ تمکو دو دو - تین تین - چار چار

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع (نساء ع ۱)

عورتین (جو پسند آوین) حلال ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ چار سے زیادہ عورتون کو نکاح مین جمع کرنا حلال نہین ہے، اور چونکہ آیۃ بیان تعداد مین نص ہے کیونکہ اسی تعداد کا بیان اسمین مقصود ہے - اور پہلی آیۃ بیان تعداد

بذا یہ مقام تمثیل تفصیل دلائل کا محل نہین ہے تمثیل کی دلیل مقاصد مسائل مین بہ تفصیل بیان ہوگی اور یہ بات بخوبی ثابت کیجائیگی کہ داؤد ظاہری کی اتباع اور اس زمانہ کے بعض اہل اسلام

[illegible] نہیں صرف [illegible] تعداد [illegible] نہونے سے [illegible] لہذا [illegible]

[illegible] حکم میں مقدم ہے۔

یہ اصل [illegible] ہی [illegible] اور اس میں کسی کو بحث و نزاع کی گنجائش نہیں ہے۔

[illegible] کسی خاص مثال میں کوئی بحث و نزاع کرے اور اسکو اس اصل کی مثال نہ مانے [illegible]

اسکی تائید میں بعض کتب اصول کی عبارت پیش کیجاتی ہے۔ مسلم الثبوت میں ظاہر

ثم الثانی اقوی من المقدم فیقدم عند التعارض مثاله قوله تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم وقوله مثنی وثلث ورباع

[illegible] وغیرہ اقسام بیان کرکے کہا ہے کہ ثانی [illegible] اول [illegible] ظاہر [illegible] اقوی ہے لہذا [illegible] مقابلہ کے وقت مقدم ہے۔ [illegible]

مثالیں [illegible] قول [illegible] واحل لکم [illegible] مثنی وثلث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہدایۃ النحو میں **توضیح و تلویح** میں کیا ہے اور تلویح میں ۲۵۰ صفحہ نحوی پر یہ دلیل فاروقی ہے کہ

لان العمل بالاوفق اولی و	کہ زیادہ تر موافق تر پر عمل کرنا زیادہ تر مناسب
احری ولان فیہ جمعًا بین الدلیلین	اور لائق ہے اور اس میں دونوں متعلقہ دلیلوں
بحمل الظاہر مثلا علی احتمالہ الاخر	ظاہر و نص میں تطبیق بھی پائی جاتی ہے
الموافق للنص مثالہ قولہ تعالی واحل	مثلاً ظاہر کے ایسے معنی کیے جائیں جو نص کے
لکم ماوراء ذلکم ظاہر فی حل ما فوق	موافق ہوں اسکی مثال خدا تعالی کا یہ قول ہے
الاربع من غیر المحرمات - وقولہ تعالی	کہ تمہیں ان محرمات کے سوا اور سب عورتیں
مثنی وثلاث ورباع ہ نص وجوب	حلال ہیں جو چار سے اوپر عورتوں کی [illegible]
الاقتصار علی الاربع فیعمل بہ (تلویح ص۲۵)	ہے اور یہ قول خداوندی کہ تم دو دو تین

تین - چار چار - عورتیں نکاح میں لاؤ جو چار پر بس کرنے میں نص ہے لہذا اصل اسی پر ہوگا اور پہلی آیۃ کو اسکی تابع کیا جاویگا کہ اسمیں ماسوای محرمات سے چار تک مراد ہیں -

حاصل چہارم

(منجملہ اصول قسم اول)

ظاہر کی تاویل وہی مقبول ہے جو قریب ہو - اور تاویل بعید بغیر ضرورت شدید لائق التفات نہیں ہے پھر تعیین تاویل کی لیئے یہ شرط ہے کہ اس تاویل کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو نہ ہو تو تجویز سے کوئی تاویل معین نہیں ہو سکتی -

مسلم الثبوت میں کہا ہے - تاویل دو قسم ہے قریب وہ کہ کسی قرینہ کے سبب ترجیح کی موجب ہو

التاویل منہ قریب فیرجح الموجوح بترجح ما	سکتی ہے - اور بعید جسکی طرف بے سبب
وہ بعید فلا یصار الیہ الا باعتضاد مسوغ شرعی	قوی رجوع جائز نہیں -

ارشاد الفحول محصول المامول میں ہے - [illegible] کی یہی شرط ہے کہ وہ ثابت یا محتمل

نص شافعی فی تمہید شرط التاویل الاول	یا ثابت بسبب شرعیت کے موافق ہو تو تاویل

ان یکون موافقا لوضع اللغۃ وعرف الاستعمال او عادۃ صاحب الشرع وکل تاویل خرج عن ھذا فلیس بصحیح۔ الثانی ان یقوم الدلیل علی ان المراد بذلک اللفظ ھو المعنی الذی حمل علیہ اذا کان لا یستعمل کثیرا فیہ

تاویل ان سے خارج ہو وہ صحیح نہین ہے۔ دوسری شرط یہہ ہے کہ کوئی دلیل اسپر شاہد ہو کہ اس لفظ سے وہی تاویل مراد ہے یہ اس حالت مین ہے کہ وہ لفظ اکثر اس تاویلی معنی مین مستعمل نہوتا ہو۔

اصل پنجم

(منجملہ اصول قسم اول)

لفظ مشترک سے ایک وقت (یا ایک استعمال) مین اس کے سبھی معانی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور یہی امام ابوحنیفہ اور کرخی اور ابوالحسن بصری وغیرہ ائمہ کا قول ہے۔ امام شافعی وغیرہ قائل ہین کہ اسکے سبھی معانی کا مراد لینا جائز ہے امام شافعی وغیرہ کی دلیل خدا تعالی کا یہ قول

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی (احزاب ۷۶)
الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب (حج - ۲۶)

ہے خدا اور اس کے فرشتے رسول کے لیے صلوۃ کرتے یا کہتے ہین جسمین صلوۃ سے رحمت اور استغفار دونو مراد ہین اور یہہ قول کہ خدا کے لیے جو آسمان اور زمین ہے اور سورج چاند ستارہ پہاڑ درخت چوپائے سب سجدہ کرتے ہین جسمین سجدہ سے زمین پر پیشانی رکھنا اور خدا کے حکم مین مسخر ہونا دونو مراد ہین امام ابوحنیفہ اور ان کے موافقین ان دلائل کا یہ جواب دیتے ہین کہ ان آیات مین مشترک کے متعدد معنے مراد نہین بلکہ ایک ایسے عام معنے حقیقی یا مجازی مراد ہین جو ان سب معانی مین مشترک معنوی پائے جاتے اور صادق آتے ہین۔ مثلاً صلوۃ سے اس آیۃ مین اظہار شرف مراد ہے جو رحمت الہی اور استغفار ملائکہ دونون مین پایا جاتا ہے۔ اور سجدہ سے اس آیۃ مین انقیاد مراد ہے جو انسانون مین زمین پر پیشانی رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور باقی شیئین انکی حالت انقیاد سے اور اپنے مذہب کی تائید مین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ لفظ مشترک ایک ایک معنے کے لیے جداگانہ بنایا گیا ہے اور بوقت استعمال [illegible] معنی کا مراد ہونا قریب الفہم ہے

اس مذہب کی تائید کرنے والون نے اس دلیل کو مختلف پیرایون مین بیان کیا ہے جنکا بیان متعدد کتب متداولہ اصول **توضیح** ۔ **تلویح** ۔ **مسلّم** ۔ **محصول** ۔ **شرح مغنی** ۔ وغیرہ مین ہوا ہے اس مقام مین مسلم اور محصول کی نقل تقریر پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

مسلم الثبوت مین ہے مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد لینے کو امام ابو حنیفہ و امام رازی و امام کرخی منع کرتے ہین ۔ امام شافعی و امام مالک وغیرہ جائز رکھتے ہین مذہب عدم جواز پر اول دلیل یہہ ہے (جو مین بیان کرتا ہون (صاحب مسلم کا قول ہے) کہ لفظ کے ایک وقت استعمال مین دو معنی مفصل کا خیال مین لانا پڑتا ہے جو ناممکن امر ہے دوسری دلیل یہہ ہے کہ لفظ مشترک سے ایک معنی معین کا مراد ہونا قریب الفہم ہے لہذا وہ اُسکے استعمال کے لیے شرط ہوا ۔

هل له عموم فمنع ابو حنيفة والامام الرازي والكرخي والبصري وابو علي الجبائي وابو هاشم وجوزه الشافعي ومالك والقاضيان ابو بكر الباقلاني وعبد الجبار المعتزلي عمومه ۔

لنا اولا على ما اقول انه يلزم توجه الذهن في آن واحد الى النسبتين الملحوظتين تفصيلا اذ لا مرجح وثانيا المتبادر ارادته احدهما معينا ومنعه ممكا بتم فهو شرط استعماله لغة فاحكم بظهوره في العمل بحكم مسلم الثبوت

محصول مین مذاہب مذکورہ بیان کرنے کے بعد مذہب عدم جواز کی تائید مین کہا ہے کہ لفظ مشترک کا تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنایا جانا اور امر ہے اور اکٹھی سب معانی کے لیے بنایا جانا اور ہے ۔ لہذا اول سے امر دوم ثابت نہین ہوتا ۔ اور جُدا جُدا معانی کو اکٹھا نہین کہا جاتا ۔ یہہ ثابت ہوا تو اب مشترک سے اُسکے سبھی معانی مراد لینے والون سے ہم پوچھتے ہین کہ اس

وقيل الخوض في الدليل لابد من مقدمتين هي انه ليس يلزم من كون اللفظ موضوعا لمعنيين على البدل ان يكون موضوعا لهما على الجمع وذلك لانا نعلم بالضرورة المغايرة بين المجموع وبين كل واحد من افراده ولا يلزم ان يكون المجموع مساويا لكل واحد من افراده في جميع الاحكام ولا يلزم من كون كل واحد من الشيئين مسمى باسم

کون مجموعها مسمی به اذا ثبت هذه المقدمة
فالدليل على ما قلناه ان الواضع اذا وضع لفظا
لمفهومين على الانفراد فاما ان يكون قد وضعه
معهما او لمجموعهما او ما وضعه لهما فان قلنا
انه ما وضعه للمجموع فاستعماله لافادة المجموع
استعمال اللفظ فى غير ما وضع له وانه غير جائز
وان قلنا وضعه للمجموع فلا يخلو اما ان يستعمل
لافادة المجموع وحده او لافادته مع افادة الافراد
فان كان الاول لم يكن اللفظ مفيدا الا احد مفهوميه
لان الواضع انما وضع تلك اللفظة بازاء امور ثلثة
على البدل واحدها ذلك المجموع فاستعمال اللفظ
فيه وحده لا يكون استعمالا للفظ فى كل مفهوماته
وان قلنا انه مستعمل فى افادة المجموع و
الافراد على الجمع فهو محال لان افادة المجموع
معناه ان التفاهم لا يحصل الا بهما وافادته
للمفرد معناه ان التفاهم يحصل بكل واحد منهما و
ذلك جمع بين النقيضين وهو محال فثبت ان اللفظ
المشترك من حيث انه مشترك لا يمكن استعماله
فى افادة مفهوماته على سبيل الجمع (محصل

لفظ کو تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنانے
کے وقت اکٹھی سبھی معانی کے لیے بھی بنایا
گیا ہے یا نہیں ؟ -
نہیں کہو تو اس سے اکٹھے سبھی معنے مراد
لینا غلط ہوگا - جب وہ بقبول تمہاری اکٹھی
معنوں کے لیے بنایا ہی نہیں گیا تو
اس سے یہہ معنی مراد لینا کیونکر صحیح
ہے -
ہے کہو تو اس صورت میں اس لفظ کے
معنے دو ہوئی تنہا ایک ایک اور اکٹھی سبھی پس
اکٹھے سننے اسکے بعض معانی ہوئی نہ کل
معانی - اور چونکہ اکٹھے معنی مراد لینے
کے وقت تنہا ایک ایک معنی مراد نہیں لیے
جا سکتے کیونکہ اکٹھا ہونا اور تنہا ہونا
دو نوں باہم مختلف و متناقض امر ہیں لہذا
اکٹھی معنے مراد لینے کے وقت ان دو معنوں
سے ایک معنی مراد لیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ
کہ اس لفظ سے اسکے سبھی معانی یکبارگی
مراد لینا ممکن ہی نہیں -

اصل ششم

(منجملہ اصول قسم اول)

یہہ ثابت ہوا کہ لفظ مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد نہین لیے جاتے تو جو لفظ مشترک ایسی قرینہ (دلیل یا علامت) سے جس سے اس کے مرادی معنی سمجھ مین آسکین خالی ہوگا وہ مجمل کہلائیگا - اور جو لفظ قرینہ کے ساتھہ مستعمل ہوگا اس سے وہ معنی مراد سمجھے جائین گے جو قرینہ سے ثابت ہونگے" شارع کا کلام چونکہ ایسا مجمل نہین جسکا بیان وارد نہو لہذا شارع کے مشترک الفاظ مین تفحص و تامل سے کام لیا جائیگا پس جو معنے خود لفظ مشترک یا اس کے سباق کلام یا خارجی قراین سے مناسب مقام معلوم ہون وہ اس سے مراد لیے جائین گے - اس مشترک کو جسکے معنے قراین سے معلوم ہون مأول کہا جاتا ہے جیسا کہ ظاہر کو بھی جب کہ اسمین تاویل ہو مأول کہا جاتا ہے - ایسا ہی مشکل و مجمل کو جب انکا اشکال و اجمال دور ہو - اس مسئلہ کو کتاب محصول مین بہ تفصیل و دلیل بیان کیا ہے اسمقام مین کتاب مسلم الثبوت کی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہین ہے مسلّم مین کہا ہے لفظ مشترک قرینہ سے خالی ہو تو مجمل ہے مگر امام شافعی اور

المشترك ان تجرد عن القرينة فمجمل الا عند الشافعي ومن تبعه وان اقترنت به قرينة الاعمال اما لواحد معين فيحمل عليه او غير معين فمجمل او لاكثر فيحمل عليه عند المجوز وعند المانع مجمل او قرينة الالغاء اما للبعض فيحمل على الباقي ان كان واحدا معينا والا فمجمل او عند المجوز فما للكل فيحمل على المجاز الارجح فان تساوت المجازات بقي الاجمال -

(مسلّم الثبوت)

ان کے اتباع کے نزدیک (کہ وہ اس سے سبھی معانی مراد لیتے ہین) اور اگر اسکے ساتھہ ایسا قرینہ ہو جو کوئی خاص معنے بتادے تو اُس سے وہی معنی مراد ہونگے اور اگر وہ معین معنے نہ بتادی تو پھر وہ مجمل کہلائیگا اور اگر قرینہ اکثر معنے بتادی تو پھر شافعی کے نزدیک وہ ان سب معانی پہ محمول ہوگا - اور سون کے نزدیک مجمل کہلائیگا - اور اگر وہ قرینہ بعض معانی کا مراد نہونا بتاوے تو وہ لفظ باقی معنی پہ اگر وہ ایک معین ہو محمول ہوگا - ورنہ پھر مجمل رہیگا اور اگر وہ سبھی معانی کو بیکار ٹھہرائی تو پھر وہ کسی مجازی معنے پر جو غالب ہون محمول ہوگا - مجازی معنے سبھی یکسان

ہون تو پہر وہ مجمل رہیگا۔

یہہ عام لوگون کے مشترک الفاظ کی تفصیل ہے۔ اور خاص کر شارع کے مشترک الفاظ کا حکم عامہ کتب اصول مین وہی بیان ہوا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے

شرح مغنی مین کہا ہی مشترک کا حکم یہہ ہے کہ اسمین مستدل توقف کری جب تک کوئی واضح قرینہ نہ پاوی اور اسمین تامل کام مین لاتا رہے تاکہ بعض معانی کو غلبہ پیدا ہو۔ یہ اس لیے کہ شارع کا کلام بیکار نہ رہے۔ تو یہہ بہی جان لے کہ مشترک کے بعض معانی کبہی تو خود اسی لفظ مین غور کرنے سے معلوم ہوتے ہین کبہی اس کے لفظ ماقبل مین کبہی اس سے جداگانہ کلام مین۔ پہر ان تینون اقسام کی تفصیل کرکے کہا ہے ماول وہ مشترک لفظ ہے جس کے بعض معانی کو غلبہ حاصل ہو اور کہا ہی یہہ بہی جان رکھہ کہ ماول مشترک ہی نہین ہوتا۔ بلکہ مجمل و مشکل و خفی سے اگر سننے والے کو ظنی دلیل متکلم کی مراد معلوم ہو تو یہہ الفاظ بہی ماول کہلاتے ہین۔ ایسا ہی جسکے بعض معانی ایک [illegible] کی حدیث سے معلوم ہون وہ بہی ماول کہلاتا ہے۔

وحکمہ التوقف ای اذا لم تکن قرینۃ جلیۃ بشرط التامل لیترجح بعض وجوہہ لئلا یلزم تعطیل النص اعلم ان رجحان بعض وجوہ المشترک قد یکون بواسطۃ التامل فی صیغتہ وقد یکون بالتامل فی سیاقہ وقد یکون بالتامل فی غیرہ الی ان فصلہ ومثلہ۔ ثم قال والماول ما یرجح من المشترک ×× اعلم ان کونہ من المشترک لیس بلازم بل اذا صار المراد معلوما عند السامع من حیث الظاہر بدلیل غیر مقطوع بہ من المجمل والمشکل والخفی فماول ایضا ×× وایضا کما یطلق الماول علی ما یرجح بعض وجوہہ بالرای یطلق علی ما یرجح ذلک بخبر الواحد فحینئذ یکون مرادہ من قولہ بغالب الرای دلیلا یوجب غلبۃ الظن۔ (شرح مغنی)

اصل ہفتم

(منجملہ اصول قسم اول)